

U 69.49

تعلوا العلم وعلوا الناس

اثر علماء فرنگی محل

مؤلفہ

جناب ایسائے صاحب تظاہر العالی اصرار فرنگی علی قوم مسرے عالیہ نظامیہ



پرمعاصی سید محمد شفا حسین عظمیٰ بنجر

امام احمد بن حنبل بنی فرنگی محل لکھنؤ

فہرست تذکرہ علماء فرنگی محل

صفحہ	تذکرہ	صفحہ	تذکرہ
۱۳۴	مولوی محمد بن ملک العلماء حیدر	۱۲	۱
۴۵	امام احمد حسین بریلوی	۱۳	۵
۲۳	مولانا احمد عابد الحق بن ملا سید	۱۴	۶
۳۹	مولوی محمد اویس بن مولوی محمد رفیع	۱۵	۷
۴۲	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۱۶	۸
۱۸	امام ابو نعیم بن مولوی محمد رفیع	۱۷	۹
۱۱	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۱۸	۱۰
۱۲	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۱۹	۱۱
۲۰	امام اسحاق بن محمد بن محمد	۲۰	۱۲
۲۱	امام اسحاق بن محمد بن محمد	۲۱	۱۳
۲۲	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۲۲	۱۴
۱۹	امام اسحاق بن محمد بن محمد	۲۳	۱۵
۱۰	امام اسحاق بن محمد بن محمد	۲۴	۱۶
۴۰	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۲۵	۱۷
۳۸	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۲۶	۱۸
۱۰	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۲۷	۱۹
۳۳	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۲۸	۲۰
۴۵	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۲۹	۲۱
۴۲	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۳۰	۲۲
۳۸	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۳۱	۲۳
۳۹	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۳۲	۲۴
۴۵	مولوی محمد بن مولوی محمد رفیع	۳۳	۲۵

نمبر شمار	صفحه	نمبر شمار	صفحه
۷۶	مولوی خلیل اللہ بن غلام حسین خاں	۹۶	مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ
۷۷	مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد احمد	حرف الثمین المجهله	
حرف الذال المنقوطة		۹۷	مولوی شاکر بن مولوی عبدالرب
۷۸	مولوی ذکار الحق بن مولوی فضل الحق	۹۸	مولوی شرافت اللہ بن مولوی کریم اللہ
حرف الراء المجهله		۹۹	مولوی محمد شفیع بن مولوی سلامت اللہ
۷۹	مفتی ابوالرحمن بن مفتی یعقوب	۱۰۰	مولوی شمس الحق بن مولوی لغمان الحق
۸۰	مولوی رحمت اللہ بن ملا نور اللہ	حرف الصاد المجهله	
۸۱	مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ	۱۰۱	مولوی محمد صالح ابوالحسن بن مولوی جان
۸۲	مولوی محمد ضامن مولوی غلام یحییٰ	۱۰۲	مولوی صہبت اللہ بن مولوی بدایت اللہ
۸۳	ملا محمد ضامن قطب شہد	۱۰۳	مولوی محمد صفدر بن ملا مہبین
۸۴	مولوی دعايت اللہ بن مولوی حبیب اللہ	۱۰۴	مولوی صفی اللہ بن مولانا ولی اللہ
۸۵	مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ	۱۰۵	مولوی معصام الحق بن مولوی نظام الحق
حرف الزاء المجهله		حرف الضاد المجهله	
۸۶	مولوی زہاد الحق بن مولوی نظام الحق	۱۰۶	مولوی ضیاء الحق بن مولانا اذہار الحق
حرف السین المجهله		۱۰۷	مولوی ضیاء الحق بن مولوی امان الحق
حرف الطاء المجهله		۱۰۸	مولوی ظفر احمد بن مولوی قدرت علی
۸۷	مولوی سخاوت اللہ بن مولوی بدایت اللہ	۱۰۹	مولوی ظہور الحق بن مولانا اذہار الحق
۸۸	مولوی سراج الحق بن مولوی ظہور اللہ	۱۱۰	مولوی ظہور الحق بن مولوی فضل حق
۸۹	مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق	۱۱۱	مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بن مولوی ظہور حسن
۹۰	مولوی سلوک الحق بن مولوی وہاب الحق	۱۱۲	مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی
۹۱	ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین	۱۱۳	مولوی ظہور حسن بن ملا ظہور علی
۹۲	ملا سعید بن قطب شہد	۱۱۴	مولوی ظہور حسن بن نصیر جنگ
۹۳	مولوی سلام اللہ بن مولوی حبیب اللہ	۱۱۵	مولوی ظہور علی بن ملک اللہ ملا حیدر
۹۴	مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ		
۹۵	مولوی سلیمان بن مولوی قطب الدین		

نمبر شمار	صفحه	نمبر شمار	صفحه
۱۱۶	مولوی غفور علی بن مولوی طور حسن	۱۳۹	مولانا عبدالرزاق بن ملا جمال الدین
	حرف العین المهملة	۱۴۰	مولوی عبدالرزاق بن ملا حسن
۱۱۷	مولوی عبداللہ بن مولوی نظام الحق	۱۴۱	مولوی عبدالرشید بن مولوی عبدالحمید
۱۱۸	مولوی عبدالاحد بن ملا عبدالرحیم	۱۴۲	مولوی عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب
۱۱۹	مولوی عبدالاعلیٰ بن مولانا بحر العلوم	۱۴۳	مولوی عبدالستار بن مولوی عبدالغفار
۱۲۰	مولانا عبدالباری قیام الدین	۱۴۴	مولوی عبدالاسلام محمد تقی بن ملا عبدالعزیز
۱۲۱	مولوی عبدالباسط بن مولانا عبدالرزاق	۱۴۵	مولوی عبدالاسلام بن ملا عبدالقدوس
۱۲۲	ملا عبدالباقی بن ملا علی محمد	۱۴۶	مولوی عبدالشکور بن مولانا عبدالرزاق
۱۲۳	مولوی عبدالجاسع بن مولوی نافع	۱۴۷	مولوی عبدالصمد بن مولانا نور الحق
۱۲۴	مولوی عبدالحمید بن مولوی عبدالرحمن	۱۴۸	مولانا عبدالعزیز بن ملا سعید
۱۲۵	مولانا عبداللہ بن ملا سعید	۱۴۹	مولوی عبدالعزیز بن ملا عبدالرحیم
۱۲۶	مولوی عبداللہ بن مولوی مصباح الحق	۱۵۰	مولانا عبدالعلی بحر العلوم
۱۲۷	ملا عبدالحمید بن ملا عبدالرب	۱۵۱	مولوی عبدالعلی البوتواب بن مولوی جامع
۱۲۸	ملا عبدالحمید بن ملا امین اللہ	۱۵۲	مولوی عبدالغفار بن مولوی جامع
۱۲۹	مولوی عبدالحمید بن ملا عبدالحمید	۱۵۳	مولوی عبدالغفور بن مولوی غلام نبی
۱۳۰	مولوی عبدالحمید بن مولوی عبدالحمید	۱۵۴	مولوی عبدالغنی بن مولوی عبدالحمید
۱۳۱	مولانا عبدالحمی ابوحنسہ	۱۵۵	مولوی عبدالغنی بن مولوی غلام نبی
۱۳۲	ملا عبدالحمی بن ملا رضا	۱۵۶	مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالغنی
۱۳۳	مولوی عبدالخالق بن مولوی عبدالحمید	۱۵۷	مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالعزیز
۱۳۴	مولوی عبدالرب محمد شائع بن ملا سعد الدین	۱۵۸	مولوی عبدالقدوس بن مفتی یعقوب
۱۳۵	مولوی عبدالرب بن مولانا عبدالعلی	۱۵۹	مولوی عبدالقدیر بن مولوی عبدالملک
۱۳۶	مولوی عبدالرحمن بن مولوی جامع	۱۶۰	مولوی عبدالقیوم محمد قائم بن مولوی عبدالعزیز
۱۳۷	مولوی عبدالرحمن بن ملا قدرت علی	۱۶۱	مولوی عبدالکریم بن مولوی حامد الدین
۱۳۸	مولوی عبدالرحیم بن ملا عبدالاسلام	۱۶۲	مولوی عبداللہ بن ملا حسن

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ
۱۶۳	مولوی عبدالشہر بن مولوی ظیل اشرف	۸۹	۱۸۷
۱۶۴	مولوی عبدالمجید بن مولوی عبدالحلیم	۱۲۹	۱۸۸
۱۶۵	مولوی عبدالنافع بن بحر العلوم	۱۲۳	۱۸۹
۱۶۶	مولوی عبدالواحد بن ملا عبدالاعلیٰ	۱۲۳	۱۹۰
۱۶۷	مولوی عبدالواحد بن ملا عبدالاعلیٰ	۱۲۲	۱۹۰
حروف الغین المجموعہ			
۱۶۸	مولانا عبدالوالی بن ملا ابوالکرم	۱۲۷	۱۹۱
۱۶۹	مولوی عبدالوالی (قطب بیاض صاحب)	۱۰۴	۱۹۲
۱۷۰	مولوی عبدالوحید بن ملا عبدالواحد	۱۲۲	۱۹۳
۱۷۱	مولوی عبدالوہاب بن ملا عبدالرحیم	۱۲۲	۱۹۴
۱۷۲	مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق	۱۰۱	۱۹۵
۱۷۳	مولوی عبدالهادی بن ملا علی محمد	۸۷	۱۹۶
۱۷۴	مولوی شعیب اشرف بن مولوی احسان اللہ	۸۹	۱۹۷
۱۷۵	مولوی محمد شعیب بن مولوی عبدالمجید	۱۵۱	۱۹۸
۱۷۶	مولوی عروت اللہ بن ملا غفلت اللہ	۸۲	۱۹۹
۱۷۷	ملا عزیز اللہ بن ملا ولی	۸۰	۲۰۰
۱۷۸	مولوی غفلت اللہ بن مولوی احمد اللہ	۸۲	۲۰۱
۱۷۹	مولوی محمد عظیم بن مولوی امیر بہیم	۸۸ و ۸۹	۲۰۲
۱۸۰	مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ	۸۹	۲۰۳
۱۸۱	ملا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق	۹۱	۲۰۴
۱۸۲	مولوی محمد علی بن ملا حیدر	۸۳	۲۰۵
۱۸۳	مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفیٰ	۸۰	۲۰۶
۱۸۴	ملا علی محمد بن ملا معین	۸۳	۲۰۷
۱۸۵	مولوی عظیم اللہ بن ملا حبیب اللہ	۸۸	۲۰۸
۱۸۶	مولوی حامد الدین بن ملا سعد الدین	۱۵۲	۲۰۸
حروف الفاء			

ردیف	صفحه	توضیح	ردیف	صفحه	توضیح
۲۰۹	۲۱۲	مولوی فقیر الدین مولوی ظفر احمد	حرف المیم		
۲۱۰	۱۹۲	مولوی فرحت الدین مولوی بکرت اللہ	۱۶۲	۲۳۱	ملا حسین بن شارح سلم و سلم
۲۱۱	"	مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین	۱۶۵	۲۳۲	مولوی نجیب الدین بن مولوی احسان اللہ
۲۱۲	"	مولوی فصیح الدین مولوی عظیم اللہ	"	۲۳۳	مولوی حبیب الدین بن مولوی احسان اللہ
۲۱۳	۳۷	مولوی ابو الفضل بن مفتی یعقوب	۱۶۱	۲۳۴	ملا حبیب الدین بن مولانا عبدالحق
۲۱۴	۱۶۳	مولوی فضل الدین بن ملا نعمت اللہ	۱۶۲	۲۳۵	ملا محمد حسن (ملاحسن)
۲۱۵	۱۶۵	مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق	۵۲	۲۳۶	مولوی محمد حسن بن مولوی افضل حسن
۲۱۶	"	مولوی فقیر الدین بن مولوی عبدالرزاق محمد شاہ	۵۶	۲۳۷	مولوی محمد حسین بن مولوی شائق
حرف القاف					
۲۱۷	۱۰	حضرت قطب شہید جلال الدین فرنگی محل	۸۳	۲۳۸	مولوی محمد علی بن ملا حیدر
۲۱۸	۱۶۷	مولوی محمد قاسم بن مولوی ممدی	۸۰	۲۳۹	مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفیٰ
۲۱۹	۱۲۵	مولوی محمد قاسم بن مولوی عبدالعزیز	۱۷۰	۲۴۰	مولوی مراد اللہ بن ملا نعمت اللہ
۲۲۰	۲۱۲	ملا قدرت علی بن سیف مفتی یعقوب	۱۶۶	۲۴۱	مولوی سید الدین بن مولوی خلیل اللہ
۲۲۱	۱۰۴	مولوی قطب الدین (قطب میان صلیب)	۱۵۱	۲۴۲	مولوی محمد شاہ عبدالرب بن ملا سعید الدین
۲۲۲	۱۶۶	مولوی قطب الدین بن مولوی غلام محی خان	۱۷۸	۲۴۳	مولوی مہراج الحق بن مولوی دہراج الحق
۲۲۳	۱۰۶	مولانا قیام الدین محمد عبدالباری	۱۷۲	۲۴۴	ملا معین بن ملا منین
حرف الکاف					
۲۲۴	۱۶۰	مولوی محمد کامل بن مولوی محمد اسلم	۱۶۵	۲۴۵	مولوی محمد معین بن مولوی محمد عظیم
۲۲۵	"	مولوی کرامت الدین بن مولوی شاہ	۱۷۸	۲۴۶	مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق
۲۲۶	"	مولوی محمد الکریم بن مفتی یعقوب	"	۲۴۷	مولوی منظور الحق بن مولوی فضل حق
۲۲۷	۱۶۸	مولوی محمد کریم بن مولوی محمد ابراہیم	۱۷۷	۲۴۸	مولوی شہراج الحق بن مولوی امان الحق
۲۲۸	۱۶۷	مولوی کلیم الدین بن مولوی رحیم اللہ	۱۷۸	۲۴۹	مولوی محمد ممدی بن مفتی محمد یوسف
۲۲۹	۱۶۸	مولوی کمال الدین بن مولوی شاد الدین	حرف النون		
حرف اللام					
۲۳۰	۱۶۹	مولوی سلمان الحق بن ملا برادر الحق	۱۴۳	۲۵۱	مولوی نافع بن براج العلوم
			۲۱۳	۲۵۲	مولوی شہزاد احمد بن مولوی نیاز احمد
			۱۹۰	۲۵۳	مولوی نجیب الدین بن مولوی سید اللہ

نمبر شمار	صفحه	نمبر شمار	صفحه
۲۵۴	مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق	۲۴۸	مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق
۲۵۵	مولوی نصیر الدین بن مولوی نظام الدین	۲۴۹	مولوی وحید الدین بن مولوی حمید الله
۲۵۶	مولوی تعمیر الله بن مولوی حمید الله	۲۵۰	مولوی وزیر علی بن سید مفتی محمد یعقوب
۲۵۷	مولوی نظام الحق بن مولوی سید علی	۲۵۱	ملا دولتی بن قاضی غلام مصطفی
۲۵۸	ملا نظام الدین استاواند	۲۵۲	مولانا دولتی الله بن ملا سبیب الله
۲۵۹	مولوی نظام الدین بن مولوی غلام محسن	۲۵۳	مولوی حکیم دایج الحق بن ملا معالی الحق
۲۶۰	مولوی حکیم نظام الدین بن مولوی فخر الدین	حرف الهاء	
۲۶۱	ملا نعمت الله بن ملا نور الله	۲۵۴	مولوی پرویت الله بن مولوی سزاوارت الله
۲۶۲	ملا محمد نعیم بن ملا عبد الحکیم	حرف الیاء	
۲۶۳	ملا نعیم الله بن ملا حبیب الله	۲۵۵	مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد الغفری
۲۶۴	مولانا نور الحق بن مولانا نور الحق	۲۵۶	مولوی محمد یعقوب بن ملا محمد صبی
۲۶۵	مولوی نور الحق بن مولوی نور الحیدر	۲۵۷	مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق
۲۶۶	مولوی نور الحسین بن ملا حیدر	۲۵۸	مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صفر
۲۶۷	مولوی نور الحیدر بن مولوی نور الصدیق	۲۵۹	مولوی محمد یوسف بن ملا حسن
۲۶۸	مولوی نور الرحمن بن مولوی نور الرزاق	۲۶۰	مولوی محمد یوسف عرف مفتی صاحب
۲۶۹	مولوی نور الرزاق بن مولوی نور الحسین	۲۶۱	بن مولوی محمد قاسم
۲۷۰	مولوی نور الصدیق بن ملا حیدر	۲۶۲	مولوی محمد یوسف بن مولوی قطب الدین
۲۷۱	مولوی نور الصدیق بن مولوی نور الحیدر	۲۶۳	مولوی محمد یونس بن مولوی محمد مفتی
۲۷۲	مولوی نور الله بن مولوی محب الله	حرف الواو	
۲۷۳	ملا نور الله بن ملا ولی	۲۶۴	ضمیمہ ذکر مولوی قدرت علی و مولوی
۲۷۴	مولوی نور البین بن ملا حیدر	۲۶۵	وزیر علی بن سید مفتی محمد یعقوب
۲۷۵	مولوی نور المرتضی بن ملا حیدر	۲۶۶	خاتمہ الکتاب
۲۷۶	مولوی نیاز احمد بن مولوی وزیر علی	۲۶۷	لبعض اضافات کہ بعد ختم کتاب کہوشند
		۲۶۸	لبعض اغلاط کتابت
۲۷۷	مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق		

مشاہیر علمائے فرنگی محل

صفحہ	نمبر شمار
۱۷۹	(۱) استاذ الہند ملا نظام الدین
۱۳۷	(۲) مولانا بکر العلوم عبد العلی
۲۳	(۳) مولانا احمد عبد الحق
۲۵	(۴) مولانا انوار الحق
۱۲۷	(۵) مولانا عبد الوالی
۹۲	(۶) مولانا عبد الرزاق
۱۰۱	(۷) مولانا عبد الوہاب
۱۰۶	(۸) مولانا عبد الباری
۱۲۹	(۹) مولانا عبد الحکیم
۱۳۱	(۱۰) مولانا عبد الحئی
۱۱۸	(۱۱) مولانا عبد الغفریر
۴۶	(۱۲) ملا حسن
۱۹۶	(۱۳) ملا ولی
۷۴	(۱۴) مفتی ظہور اللہ
۱۸۳	(۱۵) مولانا نعمت اللہ
۲۰۶	(۱۶) مفتی محمد یوسف
۱۹۱	(۱۷) مولانا نور الحق
۱۹۴	(۱۸) مولانا محمد نعیم
۱۷۲	(۱۹) ملا مبین
۱۹۷	(۲۰) مولانا ولی اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّىْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ

یا من تقدس ذاتہ عن شوائب الانساب والقبائل وتنزه جنابہ عن اتخاذ الاولاد
والجلائل استلک ان تصلى وتسلم على حبیبک اکرم المخلوقات الذی ادم ومن دونه
تحت لواءہ يوم يحشر فيه الاول والاوائل وعلى الد و صحبه حسن السجايا والشمائل
اللهم احشرونى تحت لواء هذا السيد الامين وادخلنى فى الجنة مع خدام الانبياء
والمهاجرين۔ بعد حمد و صلوة کے فقیر محمد عنایت اللہ بن جناب مستطاب مولوی
محمد شرافت اللہ انصاری فرنگی محلّ گزارش کمر تلبہ کہ عرصہ میرا خیال تھا کہ
حضرت قطب شہید ملا قطب الدین سہالوی کی اولاد کا ایک مفصل تذکرہ لکھوں اور
اسمین اُن تمام ضروری امور کو جمع کر دوں جو مجھ سے پہلے تذکرہ نویسوں نے مختلف جگہوں پر
تحریر فرمائے ہیں اسی بنا پر میں نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی رسالہ آثار الاول کا بیسہ
بہ زبان عربی لکھا تھا مگر اسکی اشاعت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا
وصال ہو گیا۔ جبکہ بعد متعلقین حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایسی پریشانیاں نہیں بتلا ہو گئے کہ ان امور
کی جانب توجہ دینا شروع ہو گئی۔ اس عرصہ میں محب کرم سرا یا الطاف و کرم مولوی حاجی محمد
الطاف الرحمن صاحب نے تذکرہ کیا کہ احوال علمائے فرنگی محلّ مؤلفہ امدوح کے مطبوعہ نسخے

اب باقی نہیں ہیں اور اکثر حضرات اُسکے طلبگار ہیں اگر کوئی صاحبِ ضابطہ جدید کے ساتھ علمائے فرنگی محل کے حالات تحریر فرمائیے تو طبع کرائیے جاتے۔ مجھے خیال ہوا کہ اگر اس بار کو میں اپنے سرلیون تو مجھکو یہ بھی موقع ہو گا کہ اس ضمن میں دیگر علمائے فرنگی محل کے تذکرہ کیساتھ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مختصر تذکرہ قلمبند کر سکوں گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کامل سوانح زندگی مجلس اشاعت العلوم (جو مولانا کی یادگار میں قائم ہوئی ہے) شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے مگر بظاہر ابھی اُس میں تاخیر ہے۔ اسلئے مختصر ہی سہی حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھنا میں نے اپنے لیے ضروری سمجھا اسلئے میں نے محبِ ممدوح سے وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ اس کام کو پورا کر دوں گا۔ چنانچہ یکم محرم الحرام ۱۳۷۷ھ سے میں نے اس تذکرہ کو لکھنا شروع کیا اور محرم کے اختتام پر اسکا اتمام ہو گیا۔ اس رسالہ کا نام ”تذکرہ علمائے فرنگی محل“ ہے جو محبِ ممدوح کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اس تذکرہ کے لکھنے وقت گو بہت سی کتابیں میرے پیش نظر تھیں مگر میں نے جن پر زیادہ اعتماد کیا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں۔

حسرة المسترشد - آثار الاول - یادداشت حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ - (مصنفات حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ)

رسالہ قطبیت - (مصنفہ مولانا عبدالاعلیٰ بن بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہما)

مقدمہ لخواشی ہدایہ - مقدمہ سعایہ و عمدة الرعایہ - التعلیق المجدد - حسرة العالم - النافع الکبیر -

الغوائد البہیہ - خیر العمل - (مصنفات حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ)

عمدة الوسائل - اعضاء اربعہ - (مصنفات مولانا ولی اللہ فرنگی محل)

الاسرار العالیہ فی مناقب الاولیاء - (مصنفہ مولانا عبدالغفار فرنگی محل)

تکملة خیر العمل - (مولفہ مولانا عبدالباقی صاحب قبلہ مدظلہ فرنگی محل)

اغصان الانساب - (مصنفہ شیخ رضی الدین محمود فتحپوری انصاری)

گلزار انصار - (مصنفہ شیخ اکبر بخش انصاری)

ماثر الکرام - (مصنفہ علامہ آزاد بلگرامی)

احوال علمائے فرنگی محل - (مصنفہ مولانا الطاف الرحمن صاحب قدوائ)

ان کتابوں میں سے زیادہ خیر العمل اور اغصان اربعہ میں نے استفادہ کیا ہے اور اکثر جگہ

خیر اہل کے بدے مضمون کو مجتہد اردو میں لکھ دیا ہے۔ اختصار کے خیال سے اکثر جگہ بعض حضرات کے ناموں کے بدلے مختصر القاب لکھ دیے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مختصر لقب

مراد

(۱) حضرت سید السادات

حضرت سیدی مولائی قطب لاقطاب شیخ الشیوخ
محبوب قادر علی الماطلاق سید شاہ عبد الرزاق ہاموی
قدس سرہ الاصفی۔

(۲) استاذ الہند۔

بانی درس نظامی قطب بوقت افتتاح الہند ملا
نظام الملۃ والدین بن قطب شہید رحمہما اللہ تعالیٰ
حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی مجدد علمائے
فرنگی محل رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) قطب شہید۔

حضرت ملک العلماء بحر العلوم مولانا ابوالعیاش
عبد العلی محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ ابن استاذ الہند
حضرت مولانا استاد اساتذہ تبار ابو الحسنات
محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) بحر العلوم۔

(۴) استاد الاساتذہ یا فخر المتأخرین

حضرت مولانا مولوی سید عین القضاۃ حیدر آبادی
تلمیذ حضرت فخر المتأخرین۔

(۵) استاد الوقت۔

حضرت ملک العلماء مولانا استاد اذنا قیام الملۃ والدین
محمد عبد الباری قدس سرہ العزیز۔

(۶) حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ امام الوقت

حضرت مولانا محمد حیدر بن ملا مبین بن ملا محب اللہ
بن مولانا احمد عبدالحی بن ملا سعید بن قطب شہید

(۷) ملک العلماء۔

اسی طرح جہاں کہیں اغصان کا حوالہ ہے اس سے مراد اغصان اربعہ ہے نہ کہ اغصان الانساب
جہاں کہیں اغصان الانساب لکھا گیا ہے وہاں پورا نام یعنی اغصان الانساب لکھ دیا ہے۔
جہاں کہیں میں نے یہ تحریر کیا ہے کہ عورت اجنبیہ یا زنی بیرونی سے عقد ہوا یا اولاد ہوئی تو

اجنبیہ اور بیرونی سے مراد یہ ہے کہ متعارف برادری میں یہ عورت شامل نہیں ہو۔ بعض صورتوں میں ایسی عورتیں نہایت شریف خاندان سادات میں سے تھیں مگر چونکہ رواج فرنگی محل کے مطابق وہ شامل برادری نہیں تھیں اس لیے انکی اولاد سے نکل کر دریاہ کے تعلقات نہیں ہوئے ہیں نے اس تذکرہ میں چند امور کا مخصوص طور پر لحاظ کیا ہے۔

(۱) علمائے فرنگی محل کے تالیفات و تلامذہ کے اسامی جہانگیر کے معلوم ہو سکے لکھ دیے ہیں افسوس ہے کہ موجودہ تذکرہ و نہیں سے کسی میں کامل کیا ناقص بھی نہرست جس سے کافی مدد مل سکے مجھے نہیں دستیاب ہوئی۔ میں نے متفرق جگہوں سے تلاش کر کے جس قدر اسامی مل سکے لکھ دیے ہیں۔

(۲) علمائے فرنگی محل کی اولاد و ختری کا ذکر بالاستیعاب اس رسالہ میں کیا ہے مگر دختر کی اولاد کو مجمل لکھا ہے۔

(۳) چونکہ اس رسالہ کی تالیف کے مقاصد اصلیہ میں سے یہ بھی تھا کہ حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ مختصر تحریر ہو جائے اس لیے بہ نسبت دوسرے علماء کے حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مطول لکھا گیا ہے۔

(۴) حق الامکان اس رسالہ کو مبالغہ اور تنقیص سے پاک رکھا ہے۔ نہ اپنے شغف محبت یا اعتقاد کو جسے خلاف واقعہ کسی صاحب کو بڑھایا ہے اور نہ شکایت یا تعلقات میں کشیدگی کو جسے کسی کی تنقیص شان کی ہو۔ اس پر بھی اگر کسی کو مبالغہ یا تنقیص معلوم ہو تو اس کو اپنا شغف محبت یا دلی کھوٹ سمجھنا چاہیے۔

(۵) کتب درس نظامی متعارف جن حضرات کے ختم ہیں ان کے متعلق میں نے بصراحت عبارت کتاب میں تحریر کر دی ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہیں یا فراغت حاصل کی یا ختم کتب کیا یا فاتحہ القرآن پڑھا یا مدرسہ عالیہ نظامیہ سے سند مولانا حاصل کی۔ جہاں پر یہ الفاظ نہیں ہیں ان کے متعلق میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ درس نظامی مرحوم کے اعتبار سے وہ فارغ التحصیل ہیں۔ بعض حضرات کے متعلق میں نے تحریر کیا ہے کہ کتب درسیہ پڑھیں۔ ایسے حضرات کے ختم کتب درسیہ ہونے یا نہ ہونے کی دوسرے تذکرہ وں سے تحقیقات کی جائے۔ جہاں پر کتب درسیہ پڑھیں۔

تحریر کیا ہے اس سے فارسی کے درسیات مردودہ اور عربی کے ابتدائی کتب پر حنا مراد ہے۔
 (۶) ہر صاحب کے تذکرہ کے شروع میں اُنکے اسم گرامی کے ساتھ صرف مولوی کا لفظ لکھا ہے
 البتہ اثنائے تذکرہ میں اپنے خیال کے مطابق تعظیماً کہیں مولانا کہیں ملا کہیں اور کوئی
 تعظیمی لفظ لکھا ہے ان الفاظ کا تعلق کتب درسیہ کے ختم ہوتے یا نہ ہونے سے نہیں ہے۔
 (۷) اس رسالہ کے شروع میں مناسب معلوم ہوا کہ حضرت ملا قطب الدین شہید سہا لوری
 عبد علمائے فرنگی محل کا نسب نامہ اور اُنکے اجداد کے مختصر حالات مع حضرت موصوف کے
 حالات کے لکھ دیے جائیں اسلئے مختصر ان سب موصوف کا تذکرہ بھی کر دیا ہے اور اسکو بطور مقدمہ
 کتاب کر دیا ہے۔

(۸) خاتمہ کتاب میں مولانا قدرت علی نبیلہ منشی محمد یعقوب در اُنکے بھائی اور ان دونوں کی
 اولاد کا ذکر کیا ہے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل میں بود و باش اختیار کر لی تھی اسواسطے
 اُنکا ذکر علمائے فرنگی محل کے ساتھ اتمام فائدہ کیلئے کر دیا گیا ہے۔

مقدمہ

علمائے فرنگی محل کا نسب بالاتفاق حضرت ابو ایوب انصاری تک پہنچتا ہے اور
 جو روایت اسکے برخلاف سیادت کی بیان کی گئی ہے اُسکو اُستاذ الہند نے تسلیم نہیں فرمایا
 اسطرح بالاتفاق علمائے فرنگی محل کا نسب حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد میں حضرت
 شیخ الاسلام عبداللہ انصاری تک پہنچتا ہے نہ ملا قطب الدین شہید سہا لوری کا سلسلہ نسب
 ملا فضل اللہ تاج متفق علیہ ہے اسطرح پر کہ قطب شہید بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الکریم
 ابن ملا احمد بن ملا حافظ الدین لاہوری المعروف بہ دادا حافظ بن شیخ فضل اللہ اسکے بعد
 حضرت شیخ الاسلام عبداللہ ہروی اور ابو ایوب انصاری تک درمیان میں بہت کچھ
 اختلاف ہے مولوی انعام اللہ ابن مولانا ولی اللہ مولف اعضاء نے بعد تحقیق بسیا
 و دقیق بشمار و تنقیح از کبار جو نسب نامہ آخر ضمیمہ اعضاء میں تحریر فرمایا ہے وہ حسب
 ذیل ہے شیخ فضل اللہ بن شیخ محی الدین بن شرف الدین بن شیخ نظام الدین بن قطب العلاء

شیخ خواجہ علاؤ الدین الانصاری الہردی بن شیخ خواجہ اسماعیل بن خواجہ اسحاق بن خواجہ داؤد بن خواجہ عزیز الدین بن خواجہ جمال الدین بن خواجہ دوست محمد بن خواجہ پیر غیاث الدین بن خواجہ پیر معز الدین بن خواجہ پیر حبیب اللہ بن خواجہ شمس الدین بن خواجہ جلال الدین بن خواجہ ظہیر الدین بن خواجہ سلطان محمد بن خواجہ نظام الدین بن خواجہ شہاب الدین محمود بن خواجہ عوض بن ایوب بن جابر مقرب باری بن خواجہ ابو اسماعیل عبد اللہ الانصاری بن ابی منصور مت بلخی بن جعفر بن ابو معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مت الانصاری التایمی بن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ۔

یہ نسب نامہ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت تھوڑا مختلف ہے مگر حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی الطاف الرحمن صاحب کے مکتوبہ نسب نامہ سے بہت کچھ مختلف ہے قرین قیاس اعضاء کا نسب نامہ ہے۔ مگر مجھ کو خود اس بارے میں تحقیق کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ احوال علمائے فرنگی محل میں دادا حافظ تک جو احوال مذکور ہیں بقدر ضرورت بعض تغیرات و اضافہ کے ساتھ انکو لکھتا ہوں اسکے بعد کے حالات اور حضرت ابو ایوب انصاری کا حال دوسری کتابوں سے اخذ کر کے میں نے تحریر کیے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جیسا کہ میں نے اوپر تحریر کیا ہے تمام تذکر نویس اس امر پر متفق ہیں کہ علمائے فرنگی محل کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری تک پہنچتا ہے۔ ابو ایوب انصاری کے مختصر حالات ہم اسد الغابہ مولفہ ابن اثیر وغیرہ سے تحریر کرتے ہیں۔ ابو ایوب انصاری کا نام خالد بن زید ہے نسباً خزرجی قبیلہ بنی غنم سے ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر و احد اور حمام غزوات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف ہجرت فرما کر تشریف لائے تو آپ کی اڈٹنی ابو ایوب کے مکان کے سامنے حسب حکم خداوندی بیٹھ گئی اور حضور انور نے انہیں کے مکان پر قیام فرمایا جب مسجد شریف اور حجرات شریفہ تیار ہو گئے تب وہاں سے حضرت اٹھ گئے۔ پہلے حضور انور نے مکان کے نیچے کے حصہ میں قیام پسند فرمایا اور ابو ایوب اوپر کے

حصہ میں رہتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً بالاخانہ پر پانی گر پڑا ابو ایوب در اُنکی بیوی نے اس غصے سے کہ کہیں پانی نیچے نہ گرسے اپنے کپڑے نہیں اُسکو جذب کر لیا پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مناسب نہیں ہے کہ حضور انورؐ کو نیچے حصہ میں ہونے کا ہم بالاخانہ میں رہیں حضور اور پر تشریف رکھیں حضرت نے اپنا اسباب دہر منتقل کر لیا۔ ابو ایوب نے جہاد اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ فتوح شام اور دیگر ارضیوں میں ہمیشہ شریک تھے۔ نیز حضرت مولیٰ امیر المؤمنین علیؑ کو کمالات و جس کے ساتھ جنگ عقیقہ و نہروان میں بھی شریک رہے۔ اسد الغابہ میں سب ارضیوں میں شرکت لکھی ہے مگر جنگ جمل میں ابو ایوب کی شرکت ثابت نہیں ہے۔ جہاد کیلئے ملک روم میں تشریف لگئے تھے وہاں وقت آگیا اور شہر یاسدہ یا شہدہ میں وفات پائی اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب دفن ہوئے۔ ابو ایوب کی اولاد کے حق میں حضور انورؐ نے عطائے علم و عمل کی دعا فرمائی تھی جسکی برکت سے اللہ نے اسوقت تک اُنکی اولاد میں علم باقی رکھا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد میں شیخ الاسلام عبد اللہ انصاریؒ ہمدانی مشہور عالم اور یگانہ عصر بزرگ گوئے ہیں اُنکا نسب حسب ذیل ہے۔ شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ انصاریؒ بن ابی منصور محمد بن ابی معاذ بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن ابی منصور مت بن ابی ایوب انصاریؓ تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ ۳۹۶ھ میں مقام ہرات پیدا ہوئے علوم ادبیہ حاصل کر نیکے بعد حدیث اور تاسیخ اور علم الانساب میں کمال پیدا کیا تفسیر اور سلوک و تصوف کے امام تھے۔ حکام و اہل دنیا کی سمیت سے احتراز فرماتے سال میں ایک مرتبہ مجلس عظمیٰ منعقد فرماتے آپ کے مریدین و معتقدین جو کچھ آپ کے تذکرہ کرتے وہ تقسیم فرماتے نہایت باہمیت اور خوش پوشاک تھے سینکڑوں کتب تفسیر و احادیث کا مرتب فرمایا تھا۔ آپ ضلی المذہب تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب الاربعین اور کتاب الفردق اور منازل السائرین اور رسالہ مناقب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور مناجات مشہور عالم ہیں۔ منازل السائرین اور مناجات میں نے بھی دیکھی ہے۔ منازل السائرین کی بے مثل شرح حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر کی ہے۔

معنی ابو ایوب
معنی ابو ایوب
معنی ابو ایوب

معنی ابو ایوب
معنی ابو ایوب
معنی ابو ایوب

جو طبع بھی ہو چکی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ بھی آپ کے بہت مداح تھے جیسا کہ علامہ تلح سبکی نے طبقات کبر میں ذکر کیا ہے حضرت ابو ایوب کے صاحبزادہ ابو منصور بسلسلہ جہاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خراسان تشریف لائے اور ہرات آکر مقیم ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ اسید حبیبہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بھی ہرات ہی میں مقیم تھے سلسلہ ہجری میں وفات پائی اس وقت تک آپ کی درگاہ ہرات میں زیارت گاہ خلّاق ہے۔ آپ کے پر پوتے خواجہ جلال الدین بن خواجہ سلیم بن خواجہ اسماعیل بن شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بطور جہاد ہندوستان تشریف لائے اور قریہ سرسل میں قیام فرما کر خانقاہ اور مسجد بنوائی اور خدمت علم میں مصروف رہے آپ کی اولاد میں سے بڑا دہ کے بھی علماء تھے۔ مخدوم بدر الدین بن مخدوم شرف الدین بن خواجہ فضیل بن خواجہ کلان بن خواجہ داؤد بن خواجہ حامد بن خواجہ جلال الدین مذکور نے دہلی میں توطن اختیار کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے عالم مجتہد ہوئے اور سنار شمسہ (قطب کی لاٹ) کے قریب مدرسہ بنوا کر درس و تدریس میں مصروف رہے۔ آخر میں حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی سے بیعت کی اور اجازت و خلافت حاصل کر کے موضع برناؤا قریب دہلی میں سکونت اختیار فرمائی اور ضعیف العمری میں شیخ کے حکم کے مطابق نکاح کیا جسے ایک صاحبزادہ نصیر الدین پیدا ہوئے مخدوم بدر الدین نے سلسلہ میں وفات پائی ان کے صاحبزادے نے تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی عالم و فاضل ہوئے ارذی سلسلہ میں انتقال فرمایا اور ایک صاحبزادے مخدوم علاؤ الدین یادگار چھوڑے جنھوں نے ۱۲ شوال ۸۸۵ھ میں وفات پائی اور موضع پنجپور میں اپنے والد کے مقبرہ میں دفن ہوئے احوال علمائے فرنگی محل میں ہے کہ علاؤ الدین خلجی سلطان ہند بھی آپ کے مرید تھے۔ مخدوم علاؤ الدین دہبائی اور تھے ایک سنبھل میں قیام اختیار فرمایا سنبھل کے انصار انھیں کی اولاد میں دوسرے بھائی جنکا نام ملا محمد مسعود تھا پانی پت میں مقیم ہوئے پانی پت کے علمائے انصار انھیں بزرگ کی اولاد میں ہیں۔ مخدوم علاؤ الدین کے صاحبزادہ مخدوم نظام الدین وہ پہلے بزرگ ہیں جن کے قدم مبارک سے سرزمین آدومہ مشرف ہوئی آپ حافظ قرآن اور زبردست عالم تھے۔

برتاوہ میں اپنے خاتہا بھی بنوائی تھی۔ آدھ میں قصبہ سہالی میں جو ضلع بارہ بنگلی میں ایک قصبہ
 بانسہ شریف سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے سکونت اختیار فرمائی اور وہیں انتقال فرمایا
 اور سہالی کی آبادی سے باہر دفن ہوئے آپ کے مقبرہ کو جس کے یہ مقام دو ضلع کھلانے لگا۔
 آپ کے صاحبزادہ شیخ شرف الدین بھی عالم فاضل تھے اور وہ بھی آپ کے قریب مدفون ہوئے
 شیخ شرف الدین کے پوتے ملا محمد حافظ بن شیخ فضل اللہ بن شیخ شرف الدین مشہور و معروف
 علمائین سے تھے اطراف و جوانب طلبہ تحصیل علم کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر
 ہوتے تھے شہنشاہ اکبر نے طلبہ کے خورد و نوش کیلئے آپ کے نام ایک کثیر رقبہ زمین معاف
 کیا تھا جسکا فرمان ایک حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں محفوظ ہے۔ میرے بچنے تک
 ہمارے خاندان کی بوڑھی بیویاں آپ کو دادا حافظ کہتی تھیں۔ اعصان الانساب میں ہے
 کہ خادم علاؤ الدین پہلے بزرگ ہیں جو سہالی میں توطن پذیر ہوئے وہ حضرت سلطان الاولیاء
 محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے حضرت محبوب الہی نے آپ کی اولاد کے
 حق میں دعا دی تھی کہ تاقیام قیامت علم ہے اور آپ کے بھائی کے حق میں حصول عزت
 و مناصب کی دعا فرمائی تھی۔ آپ کے ان بھائی نے سنبھل ضلع مراد آباد میں قیام فرمایا
 اور وہیں آپ کی اولاد اسوقت تک موجود ہے۔ برتاوا پانی پت کے قریب ایک
 مقام ہے غالباً شیخ پورا سیکا حصہ ہے۔ شیخ علاؤ الدین سہالی کسی ضرورت کے برتاوا
 گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ حضرت محبوب الہی کی دعا کے متعلق یہ بات بظاہر صحیح نہیں معلوم
 ہوتی کیونکہ خادم علاؤ الدین داد احمد بن بد الدین نے ضیعی کے سن میں حضرت چراغ دہلوی کے حکم سے جو
 حضرت محبوب الہی کے خلیفہ ہیں بکھ کیا تھا واللہ اعلم۔ ملا حافظ کے پوتے شیخ عبدالکریم بن شیخ احمد
 بن شیخ محمد حافظ علمائے کبار میں سے تھے مولانا عبدالکریم چار بھائی تھے ایک بھائی کا نام
 ملا سعد اللہ تھا سہالی اور فتحپور اور بعض دیگر قصبات بارہ بنگلی کے ایوبی انصار انھیں
 ملا سعد اللہ بن ملا احمد بن ملا حافظ کی اولاد میں ہیں اور حضرت ملا کمال الملک والدین کا سلسلہ
 نسب ان تک چند واسطوں سے پہنچتا ہے۔ دوسرے بھائی کا نام قطب الدین بن
 ملا احمد تھا انھوں نے سہالی کی سکونت ترک کر دی تھی اور گجرات جا کر وہاں عقد کر لیا تھا

اور شاید وہ ان اولاد بھی ہے۔ تیسرے بھائی کا نام محمد ناصر تھا جنکی اب اولاد باقی نہیں ہوئی اور علامہ ملا عبد الکریم کے صاحبزادہ ملا عبد الحکیم نے ملا عبد السلام دیوی سے جو اس زمانہ میں لاہور میں مدرس تھے کتب علمیہ پڑھنے تحصیل کے بعد مدت تک ملا عبد الحکیم لاہور کے مدرسہ میں مدرس رہے اسکے بعد سہالی واپس آئے آپ کا مکتوبہ ہر ایہ اس وقت تک فرنگی محل میں موجود ہے اور شرح فقہ اکبر اور شرح جامی بھی آپ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

ملا عبد الکریم کے ملا عبد الحکیم کے علاوہ دو صاحبزادے اور بھی تھے جنکے نام عبد الرحیم اور شیخ محمد تھے۔ شیخ عبد الرحیم کی پسری اولاد نہیں تھی صرف ایک صاحبزادی تھیں جنکی اولاد اب باقی نہیں ہے شیخ محمد کی اولاد پسری تھی مگر پانچ پشت کے بعد سوائے اولاد دختری کے اور کوئی باقی نہیں رہا اور اولاد دختری میں بھی فرنگی محل میں مولوی انعام الدین مولوی ولی اللہ کے نواسے اور مولوی کلیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ باقی ہیں انکے علاوہ شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین بن شیخ محمد مذکور کی صاحبزادی مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کو منسوب تھیں اُنسے خدا کے فضل سے اولاد کثیرہ اب تک ہے عرض کہ مولانا عبد الکریم کی اولاد پسری اب سوئے فرنگی محل کے اور کہیں ہمارے علم میں نہیں ہے اور سہالی اور جوار کے ہمارے بنی اعلام دادا حافظ کی اولاد میں ہیں جو مولانا قطب الدین شہید کے دادا کے دادا تھے۔ مولانا عبد الحکیم کا عقد بھلول میں ملک حمزہ شہید عباسی کی دختر سے ہوا جسے صرف ایک صاحبزادی حضرت مولانا قطب الدین شہید اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں دختر کا عقد اُنکے چچا زاد بھائی حسام الدین بن شیخ محمد ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ملا قطب الدین کا عقد سبجہ میں احمدی خاندان میں ہوا۔

یہ بیوی صاحبہ اپنے صاحبزادوں کے ساتھ لکھنؤ تشریف لائیں اور لکھنؤ ہی میں وفات پائی قطب شہید کے چار فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ ملا اسعد ملا سعید۔ ملا نظام الدین استاد اللہ اور ملا محمد رمضان سب میں ملا نظام الدین باعتبار علم و کمالات و فضل اپنے سب بھائیوں سے ممتاز اور مشہور آفاق تھے۔ ملا قطب الدین شہید کی صاحبزادیوں کے عقد حسب روایت افضلان اربعہ تھے۔

مختلف یہاں توں میں ہوں ایک صاحبزادی گڈھی بمکول میں دوسری شیخ مکرم بجنوری
 سے لکھنؤ میں تیسری مسکرمین منسوب ہوئیں ان تیسری صاحبزادی کی اولاد مولانا
 ولی اللہ کے زمانہ میں باقی نہیں رہی تھی۔ شیخ مکرم بجنوری کے صاحبزادے سیف الدین
 تھے جنکے صاحبزادے محمد حفیظ سے ملا نظام الدین کی صاحبزادی منسوب تھیں گڈھی
 بمکول میں جو صاحبزادی منسوب تھیں اُن سے ایک صاحبزادے میان لشکری چودھری
 پیدا ہوئے مسکروالی صاحبزادی سے شیخ محمد وارث متولد ہوئے۔ ملا قطب الدین شہید کا
 سلسلہ علم قطب رازی تک اس طرح پہنچتا ہے۔ ملا قطب شہید تلمیذ ملا دانیال جو راسی و
 والد خود ملا عبدالحکیم تلمیذ ان ملا عبد السلام دیوبند تلمیذ علامہ لاہوری تلمیذ میرزا ابو الفتح شیرازی تلمیذ
 جمال الدین محمود شیرازی تلمیذ جلال الدین دوانی تلمیذ محی الدین کوشکناری و خواجہ
 حسن شاہ بقال تلمیذ سید شریف جرجانی تلمیذ مبارک شاہ تلمیذ قطب رازی۔
 قطب شہید نے علوم ابتدائے اپنے والد سے لاہور میں پڑھے اُسکے بعد مطولات ملا دانیال
 جو راسی سے پڑھیں تیس سال کی عمر میں تحصیل علوم ریاضی و طبیعت و دیگر معقولات و
 جمیع منقولات علم حدیث و تفسیر و فقہ و اصولین و عقائد سے فراغت پائی اعضاء لان
 سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب شہید نے ملا عبد السلام دیوبند سے بھی پڑھا ہے واللہ اعلم۔
 والد ماجد کے انتقال کے بعد سہ ماہی میں سکونت اختیار فرمائی اور خدمت علم شروع کی۔
 اس سالہ قطب میں ہے کہ قطب شہید حافظ قرآن تھے مگر اعضاء اربعہ سے معلوم ہوتا ہے
 کہ نصف قرآن حفظ فرمایا تھا۔ ابتداء آپ کی تمام تر توجہ تدریس ہی کی جانب تھی جب
 چالیس سال کا سن اقدس ہوا تو حضرت قاضی گھاسی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
 بیعت فرمائی حضرت قاضی گھاسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ملا عبد اللہ آبادی کے
 مرید تھے ملا عبد اللہ آبادی حضرت شیخ ابوسعید کے خلیفہ تھے۔

حضرت قاضی گھاسی باقاعدگی سے تدریس فرماتے تھے اور ان کی خدمت میں بیعت فرماتے تھے۔

حضرت ملا عبد اللہ آبادی تھیں صدر پور سرکار لکھنؤ یعنی او دھ کے رہنے والے
 تھے لیکن چونکہ بذات خود والد آباد میں قیام اختیار فرمایا تھا اسلئے والد آبادی مشہور
 ہو گئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اب تک والد آباد میں موجود ہے حضرت مولانا شاہ

محمد حسین قدس سرہ العزیز آپ ہی کی اولاد میں سے تھے مولانا قطب شہید کے حالات میں
 یہ غلام علی آزاد بلگرامی نے تحریر کیا ہے امام اساتذہ و مقتدائے جہانزہ امت و معدن
 عقلیات و مخزن نقلیات ملا قطب الدین عمر ہا انجمن درس آراست و جہان جہان باب
 تحصیل را بہ پایہ تکمیل رساند و امر و نہ سلسلہ استفادہ اکثر علماء کشور ہندوستان
 بادشاہی میثو، مولانا نے بیعت کے بعد یہ مقرر فرمایا تھا کہ جمعہ اور شنبہ کو تصنیف
 و تالیف فرماتے شب کو نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور بقیہ شب عبادت فرماتے
 دن کو طلبہ کو درس دیتے تصانیف آپ کے بہت تھے مگر واقعہ شہادت میں ظالموں نے
 آپ کے کتب خانہ کے ساتھ آپ کے مولفات بھی جلا دیے۔ رسالہ قطبیہ میں صرف دو کتابوں کا تذکرہ
 ہے جو اُس زمانہ تک موجود تھیں تیسری کتاب ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ
 تک موجود تھی ان تینوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ یعنی رسالہ امور عامہ۔ حاشیہ شرح حکمتہ العین
 (رسالہ قطبیہ میں انہی دونوں کا ذکر ہے) حاشیہ تلوخ۔ (یہ استاد الہند کے زمانہ تک
 موجود تھا اسکے بعد غائب ہو گیا) عمدۃ الوسائل اور دوسرے تذکروں میں علاوہ ان
 کتابوں کے بعض اور بھی مولفات ذکر کیے گئے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حاشیہ
 عقائد نسفی۔ حاشیہ تقریعات بزدی۔ حاشیہ مطول اور رسالہ تحقیق دار الحرب
 حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد جلالی کا حاشیہ بھی مولفات قطب شہید میں
 تحریر فرمایا ہے۔ افسوس کہ انہیں سے اس وقت کوئی کتاب بھی موجود نہیں ہے۔ مولانا کے
 بعض مشہور تلامذہ کے نام حسب ذیل ہیں۔ قاضی دولت جو آپ کے ابن عم اور ملا کمال الدین کے
 والد ماجد تھے ملا قطب الدین شمس آبادی حافظ امان اللہ بنارسی صاحب محکم الاصول،
 ملا محب اللہ باری صاحب سلم و سلم قاضی شہاب گوپاموی ملا زین العابدین
 سندیلوی حاجی صفت اللہ خیر آبادی ملک بہاؤ الدین بلگرامی میر عبدالمادی بن
 میر عبد الواحد بلگرامی، ملا اسعد و ملا سعید صاحبزادگان قطب شہید مولوی اسماعیل
 اور ملک آبادی ملا محمد غوث کاگوری۔ مولانا آخر میں عطا شہادت کی دعا
 فرمایا کرتے اللہ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا واقعہ شہادت اس طرح پیش

آیا کہ آپ کے جد امجد کے زمانہ میں ایک فقیر نے تہالی کے قریب ردغہ گاؤں میں کاشتکاری کیلئے زمین آپ کے دادا کے بھائی مولوی قطب الدین سے لینا چاہی مولانا کے دادا ملا عبد الکریم اور اُن کے دوسرے بھائی ملا سعد اللہ نے ہر چند اپنے بھائی مولوی قطب الدین کو منع کیا بلکہ ملا عبد الکریم نے تو یہاں تک کہا کہ اُس کے بدن سے مجھے اپنی اولاد کے خون کی بو آتی ہے مگر مولوی قطب الدین نے سماعت نہیں کی اور زمین اُس فقیر کو دیدی۔ اُسکی اولاد نے باعتبار دجاہت و فردت ترقی کرنا شروع کی اور تہالی کے زمیندار چودھری محمد آصف انصاری سے اُسے مقابلہ کرنا شروع کیا چودھری محمد آصف نے ایک مرتبہ اُسکو تنبیہ بھی کی مگر اُس شورہ پشت کی قرار واقعی تنبیہ نہ ہوئی ایک دن موقع پا کر اُس نے قریب دجوار کے بعض زمینداروں سے مدد لیکر شیخ محمد آصف کے مکان پر دنۃ صبح کے وقت حملہ کیا شیخ محمد آصف اسوقت کوئی انتظام دفعیہ کا نہ کر سکے اور قطب شہید کے پاس مشورہ کیلئے آئے چودھری محمد آصف قطب شہید کے بنی عم اور سہمی تھے کیونکہ چودھری محمد آصف کی لڑکی ملا نظام الدین کو منسوب تھیں۔ ظالموں کو جب چودھری محمد آصف کا حضرت قطب شہید کے یہاں ہونا معلوم ہوا تو وہ قطب شہید کے مکان پر حملہ آور ہوئے اسوقت قطب شہید کے پاس بھی زیادہ طلبہ موجود تھے صرف دو تین طلبہ موجود تھے اُن ظالموں نے قطب شہید اور چودھری محمد آصف اور طلبہ کو شہید کیا اور ملا سعید کو زخمی کیا اور ملا نظام الدین کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لے گئے اور قطب شہید کے نعش مبارک اور چودھری محمد آصف کے سر کو بھی ہمراہ لیتے گئے مدد سائے فقیہوں کی بہت خوشامد سے ان ظالموں نے ملا استاذ الہند کو چار دن کے بعد رہا کر دیا۔ مگر نعش نہ دی اور جا بجا اسکا دفن کرتے پھرتے تھے نو دن کے بعد نعش بعض گاؤں والوں کو دیکھنے اور انھوں نے نماز پڑھ کر دفن کر دی نو دن گزرنے پر بھی نعش میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا تھا۔ رسالہ قطبیہ میں یہ واقعہ اسی طور پر مذکور ہے مگر عمدۃ الوسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بانی فتنہ شیوخ حوذا تھے جو بوجہ زمینداری کی شرکت کے خود قطب شہید سے نہایت دشمنی اور عداوت رکھتے تھے اور خانہ زادوں اور اس فقیر کی اولاد سے مدد لیکر نہ صرف مولانا کو بلکہ آپ کے

بچا زاد بھائی حسام الدین کو مع تمام اعزہ کے اور چودھری آصف کو نو ساتھیوں کے
 ساتھ شہید کر دیا اور تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا اور گھر میں آگ لگا دی اور تمام
 کتب خانہ کو جلا دیا۔ اور ایسا ہی مآثر الکرام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ملا صاحب سے
 انکو عداوت نہ تھی بلکہ صرف چودھری محمد آصف کی تلاش میں ملا صاحب کے مکان تک
 پہنچے تھے تو اس قدر ظلم و ستم ملا صاحب اور آپ کے بال بچوں پر کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی
 میں نے اپنے بزرگوں سے جو واقعہ سنا ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں انکو چودھری محمد
 آصف سے زمینداری کی وجہ سے عداوت تھی مگر وہ چودھری صاحب کا مقابلہ بوجہ
 قطب شہید کی وجاہت اور کثرت طلبہ کے نہیں کر سکتے تھے اس لیے انھوں نے
 قطب شہیدی کو شہید کر دینا چاہا تاکہ تمام خدوون سے نجات ہو جائے واللہ اعلم
 قطب شہید کی شہادت صبح کی وقت ۱۵ درجہ ۱۵ و ۱۵ شنبہ ۱۵ کو واقع ہوئی رسالہ
 قطبیہ میں ہے کہ سہالی کے دیگر اعزہ نے کسی قسم کی مدد نہیں کی بلکہ اس امر کے
 خواہشمند ہوئے کہ قطب شہید کے اہل عیال سہالی سے چلے جائیں ورنہ کہیں ایسا
 نہ ہو کہ ان پر بھروسہ ہو اور ہم مفت میں مبتلا نصیبت ہوں۔ عمدۃ الوسائل سے معلوم
 ہوتا ہے کہ سولے خاص قرابت داروں کے دیگر تمام اعزہ کو ملا قطب الدین سے
 رشک و حسد تھا۔ ملا صاحب کے پاس شہنشاہ عالمگیر کے برابر خطوط آتے تھے جنہیں
 انھوں نے عقیدت ہوتا تھا یہ امر اعزہ کیلئے زیادہ رشک و حسد کا باعث تھا اور وہ
 خود بھی اکثر قطب شہید کو دق کیا کرتے قطب شہید بقضاے خلق بنوئی ان کے افعال
 سے قطع نظر فرماتے رہتے اس وجہ سے ان لوگوں نے باوجود قدرت حضرت قطب شہید
 کو نہ بچایا۔ اسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ وہی تھا جو قطب شہید کی زبان مبارک سے شہید
 ہوتے وقت نکلا تھا کہ سہالی میں نہ عالم نہ ہیکانہ عالم ان ظالموں کی اس طرح تباہ
 ہوئی کہ شہنشاہ عالمگیر نے اولاً شاہی فوج کے ذریعے انکو تباہ و برباد کر دیا جو
 ظالم شریک واقعہ شہادت تھے وہ روپوش ہو گئے اور بعد تھوڑے زمانہ کے حضرت
 ملا صاحب کے اہل عیال کے نام سے جلی یا اصلی عفو نامہ سرکار شاہی میں پیش کر

ہنوز وہاں سے جواب نہیں آیا تھا کہ ظالمین ہلاک ہو گئے یہ عجیب امر پیش آیا کہ انہیں جو باقی رہے انہیں اور اُنکے اعقاب میں نسل بعد نسل امراض خبیثہ بطور وراثت اب تک منتقل ہوتے چلے آتے تھے اب ان ظالموں کی اولاد بھی باقی نہیں رہی۔ اور خود مولانا بنی اعام کو اس وقت چین سے سہالی میں رہے مگر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد انھیں انصاریہ میں سے ایک غیر صحیح النسب شخص نے عروج پا کر اس طرح شرفاً پر مظالم کیے کہ سوئے ایک گھر کے اور سب نے سہالی کی سکونت ترک کر دی اور اطراف میں منتقل ہو گئے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ اس پریشانی میں سہالی کے میراثیوں نے قطب شہید کے اہل و عیال کی بہت مدد اور دستگیری کی اور جب تک اطمینان نہ ہو گیا اس وقت تک قطب شہید کے اہل و عیال کو اپنے مکانات میں پناہ دی اور کھانے پینے کا بندوبست کر دیا اس جو حکم ان میراثیوں کی اولاد کے ساتھ قطب شہید کی اولاد ہمیشہ سلوک و مدار سے پیش آتی رہی اور تقریب شادی و نکاح وغیرہ کے مواقع پر اُنکے اس قدر حقوق مقرر کر دیے کہ کسی دوسرے پرچہ کے نہ تھے اور اس وقت تک سوئے بعض لوگوں کے ہم سب کے یہاں سے یہ حقوق اجداد پر احسان کرنے کے معاوضہ میں مقرر ہیں۔ ان قوانین سے اگر ترک وطن کر کے اب بڑے گاؤں اپنے اجداد کے ناہالی گھر میں چلے آئے ہیں اور صرف عاشق میراثی جو انہیں سے ایک میراثی کے متنبی ہونے کی وجہ سے حسب واج دیات اپنے پیشرو کے قائم مقام ہیں سہالی میں مقیم ہیں۔ اس زمانہ میں موجودہ میراثیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ میان حبیب اللہ۔ میان محمد اللہ۔ میان محمد اللہ۔ ابنائے میان عبداللہ ذوال اور اُنکے لڑکے میان غلام رزاق اور غلام حضرت پسران حبیب اللہ اور حسن پسر حبیب اللہ اور غلام رسول پسر محمد شفیق یہ سب بڑے گاؤں میں مقیم ہیں اور میان عاشق جکا عقد میان عبداللہ مذکورہ بالا کی بڑی لڑکی سے ہوا ہے مع اپنے لڑکوں محمد صدیق و محمد عمر و محمد عثمان کے سہالی میں مقیم ہیں۔ غلام رزاق اور محمد صدیق کی خود سال اولاد میں بھی خدا کے فضل سے ہیں۔

اسیے یہ کوٹھی مولانا عبدالحق کا مسکن رہی آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے ملا محمد اللہ نے اسی کوٹھی کے مغرب میں خود مکان بنوایا اور اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی جنکو اپنے بچوں سے زیادہ شفقت سے ملا محمد اللہ نے تربیت دی تھی یعنی مولانا انوار الحق قدس سرہ کو یہ مکان عطا فرمادیا مولانا انوار الحق قدس سرہ مدت العمر اسی مکان میں تشریف فرما رہے آپ کے سامنے ہی آپ کے بڑے اور منجھلے صاحبزادوں نے اپنے واسطے علمدار مکان بنوایے تھے اور صرف دونوں چھوٹے صاحبزادے مولانا محمد احمد اور مولوی عبدالصمد آپ کے ساتھ رہتے تھے اسیے مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف کے بعد مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے صاحبزادے نے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے فرشتہ خصال بزرگ کے شایان شان تھا یعنی مولانا انوار الحق کا جانشین مولانا محمد احمد کو کیا اور یہ قدیم کوٹھی انھیں دونوں چھوٹے بھائیوں کا مسکن قرار پائی مولانا محمد احمد کے دو صاحبزادے تھے مولانا محمد حامد اور مولوی خیر اللہ ثانی الذکر لا لد فوت ہو گئے بڑے صاحبزادے یعنی مولوی حامد صاحب کا عقد انکی اکوٹی چچا زاد بن خضر مولوی عبدالصمد کے ساتھ ہوا جسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو میری دادی تھیں غرض کہ مولانا انوار الحق قدس سرہ کی ان دونوں صاحبزادوں کی یادگار صرف ہی صاحبزادی تھیں مولانا حامد کے انتقال پر مولانا انوار الحق کا تمام متروکہ اثاثہ اور کتب خانہ اور دیگر تبرکات تقسیم ہوئے۔ اور کوٹھی قدیم مولانا محمد حامد کی صاحبزادی یعنی میری دادی کو اس شرط پر تمام دار ثانی مولانا انوار الحق نے دی کہ مرمت اور تعمیر جدید حسب ضرورت دادی صاحبہ یا انکے بعد انکے ورثہ کو امین اور حسب کوئی حصہ دار اپنا حصہ لینا چاہے تو تمام صرفہ تعمیر و مرمت ادا کر کے بقدر اپنے حصہ کے لیے مولانا انوار الحق کے مردانہ کمرہ واقع اندرون بھاٹک سمت جنوب مکان مردانہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ جو اب بڑا کمرہ کہلاتا ہے اور حسین اس وقت بھائی لطاف الرحمن صاحب رہتے ہیں یہ کمرہ مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو انھیں شرائط پر دیا گیا۔

ان دونوں مکانوں بلکہ جمیع متردکات مولانا انوار الحق بن حصص کی تقسیم دین کیلگی کہ نصف میری دادی کا بوجہ دوصاحبزادوں کے وارث ہونیکے اور علم (چوتھائی) مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ جنید مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق کی اولاد کا یہ کوٹھی چونکہ بہت بوسیدہ ہو گئی تھی اسلئے میرے والد نے کئی ہزار روپیہ ننگا کر نئے سرے سے اسکو بنوایا اور اب ہم بھائیوں نے قبضے میں ہے اور میرے والد ماجد کی اولاد اس میں ہوتی ہے۔ دوسرے مکانات میں سے اب کوئی مکان سو برس سے زائد کا تعمیر کیا ہوا نہیں ہے۔ ششماہ میں سہالی سے قطب شہید کی اولاد لکھنؤ آئی اسوقت تک تقریباً دوسو بیالیس سال گزے ہیں خدا کے فضل سے اسوقت تک برابر بیان سلسلہ علم جاری ہے اور علاوہ دوسرے علماء کے آج بھی مدرسہ عالیہ نظامیہ اور مجلس موبیلا سلاہ اور اشاعت العلوم کے ذریعے سے حضرت امام الوقت بحر العلوم ملک العلماء مولانا قیام الدین عبدالباری قدس سرہ کے تلامذہ جو قطب شہید ہی کی اولاد ہیں تدریس و تالیف سے خدمت علم کر رہے ہیں۔ قطب شہید کو ان کے تسمیہ خوانی کے وقت آپ کے نانہالی اعزہ ایک مشہور بزرگ شاہ حمید ابدال کے خدمت میں دعا کی غرض سے لینگے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اسکا پیٹ علم سے اسقدر بھرا ہوا ہے کہ قیامت تک اسکی اولاد سے علم کی اشاعت ہوگی آقائے دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو ایوب انصاری اور انکی اولاد کے حق میں دعا اسکی اتباع میں سلطان لاؤلیا حضرت محبوب الہی قدس سرہ اعز بنی کی محنت و دم علاؤ الدین کے حق میں دعا اور شاہ حمید ابدال کی قطب شہید کے حق میں شاد کی یہ برکت ہے کہ ملا قطب الدین شہید کے وقت سے لیکر اسوقت تک سلسلہ علم آپ کی اولاد میں جاری ہے اور ہر وقت میں ایک ایک عالم اس سلسلہ میں ضرور ایسا ہوتا ہے کہ جسکی علمیت اور قابلیت کا سکھ تمام ہندوستان کے طبقہ اہل علم کے دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا عبدالباقی مدظلہ العالی کی مدینہ شریف میں حاضری کو جو جسے ہم بہت کچھ تہذیبت ہو گئے ہیں

علیٰ اور چوتھائی اولاد مولانا انوار الحق کا

گر ان پاک دعاؤں اور خاص کر قاسم علوم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم اور
 مستجاب دعا کیوجہ سے ہم مایوس نہیں ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ
 اذ اسید منا خلا قام سید قول لما قال لکرام فعول
 اللهم لك الشكر والمنة لا استطيع ان اشكرك حسب ما انعمت علينا
 الا و لك لا تعد ونعا و لك لا تحصى رب وزعني ان اشكر نعمتك التي
 انعمت علي وعلى والدي وعلى اجددي وبنی عمامی ووفقنی ان اعل
 صالحا ترضاه واصلي في ذرتي وذرية بنی عمامی اني تبت اليك
 واني من المسلمين اللهم انك تعلم من تشاء وتدن من تشاء
 بيدك الخير انك على كل شئ قدير اللهم فاعطنا علما ينفعنا في الدنيا
 والاخرة ووفقنا ان نعمل عملا يبلغنا اقصى الدرجات في تلك النشأة
 والنشأة الاخرى وصلي الله تعالى على خير خلقه ومظهر لطفه محمد
 وآله وصحبه وسلم سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله
 اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم +
 اب میں قطب شہید کے چاروں صاحبزادوں اور انکی اولاد کے اذکار
 باعتبار حروف تہجی لکھتا ہوں صرف اول میں حروف تہجی ملحوظ رکھا گیا ہے
 اور ہر حرف میں اولاً ملا اسعد کی اولاد اسکے بعد ملا سعید کی اولاد اسکے بعد
 اساذ المسند کی اولاد اسکے بعد ملا رضا کی اولاد ذکر کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
حرف الف
احوال وکلام ملا قطب شہید

مولوی اسعد بن قطب شہید۔ ملا محمد نذیر مولانا شہید کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ تحصیل علوم سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں فراغت حاصل کی۔ اسکے بعد اپنے وطن سہالی سے شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے پاس دکن تشریف لینگے وہیں آپ کو قطب شہید کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اُسکے بعد بھی دکن ہی میں قیام پذیر رہے اور وہیں وفات پائی۔ عالم جید اور فاضل عدیم النظیر تھے تمام فنون کے فاضل ماہر تھے اور خاص کر کلام متاخرین میں خاص مہارت تھی حاشیہ قدیمیہ علامہ دوانی پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے جبکہ میں نے خود مولف موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں دیکھا ہے یہ حاشیہ ملا موصوف کی مہارت و قوت علمی پر گواہ ناظر ہے۔ رسالہ قطبیہ میں ہے کہ مولانا کو اس قدر ملکہ علم تھا کہ ملا جیون کو ایک مرتبہ مباحثہ میں ساکت فرمادیا۔ بعد بہادر شاہ اول وفات پائی۔ سنہ وفات کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ مولانا موصوف کے ایک صاحبزادے ملا غلام مصطفیٰ تھے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ ملا اسعد کا عقد قصیدہ ادرہ اذلیع بارہ تکی کے قدو نیونین ہوا تھا۔

اولاد ملا اسعد بن ملا قطب لدین شہید

مولوی اسد اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ عالم فاضل تاریخ تحصیل نہایت متواضع و زاہد تھے تحصیل علم اپنے چچا مفتی ظہور اللہ صاحب اور اپنے والد ماجد سے کی اور مطالعہ کتب و تدریس میں مصروف رہے۔ شب شنبہ ۱۲ رمضان المبارک

عہ بیان تک خیر لعل کی مبارک ۱۲ عہ یادداشت مولانا نعیم قدس سرہ العزیز ۱۲

سالہ مکہ وفات پائی آپ کا عقد مولانا قند الحق بن مولانا انوار الحق کی دختر سے ہوا جسے صرف
 تین صاحبزادیاں باقی رہیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن
 ملا قند الحق بن ملا انوار الحق کے ساتھ ہوا جنکی وفات ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ میں چار صاحبزادوں کو
 چھوڑ کر ہوئی۔ دوسری کا عقد مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام تحسین بن ملا غلام دوست محمد بن
 ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد سے ہوا چھٹی صاحبزادی کی شادی ملا مراد اللہ بن
 ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ کے ساتھ ہوا ملا اسد اللہ صاحب
 ملا نذہدین سے مولانا امیر علی ایٹھوی (شہید معروف) اور مولوی غلام امام شہید حکیم طالب علی
 لکھنوی منشی سراج الدین لکھنوی وغیرہم ہیں۔ (کلماتی خیر اہل سوسی ذکر النکاح)
 مولوی محمد اسحاق بن ملا حسن۔ بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ ملا حسن کی
 راجپوری افتائی بیرونی بیوی سے یہ صاحبزادہ اور اُنکے بھائی مولوی محمد یوسف تولد ہوئے
 کتب درسیہ کی تحصیل لینے والد ماجد سے کی اور فارغ التحصیل ہو نہایت ذہین اور قابل تھے
 بعد وفات اپنے والد ماجد کے تدریس میں اُنکے قائم مقام ہوئے مولانا ولی اللہ کے زمانے میں
 لکھنؤ تشریف لائے تھے اُنکی قابلیت علیہ کے مولانا موصوف معروف تھے آپ کا عقد امپڑی میں ہوا
 تھا جسے ایک صاحبزادی مولوی محبوب علی امپڑی دریا بچے صاحبزادہ مفتی عبدالواحد مولوی عبدالواحد مولوی عبدالغنی مولوی
 عبدالحمید مولوی عبدالحمید پر پیدا ہوئے ان حضرات کے حالات پر تعلقات نویکیے معلوم نہ ہو سکے۔
 مولوی آئی بخش بن ملا غلام تحسین خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ مولوی
 غلام تحسین خان کی دوسری بیوی سے جو انجلیہ تھیں صاحبزادے تھے آپ نے تحصیل علوم اپنے
 والد ماجد سے کی اور مناصب جلیلہ سرکار انگریزی میں حاصل کیے۔ کانپور میں اقامت اختیار کی
 چونکہ فرنگی محل سے تعلقات نہیں تھے اس لیے جھکو زیادہ حالات معلوم نہیں ہیں البتہ عقد
 علم ہے کہ آپ کی وفات کانپور میں ہوئی اور اولاد کانپور میں موجود ہے۔ بلکہ ابھی حال میں
 مولوی غلیل الدین صاحب تحصیلہ اریچ آباد سے ملاقات ہوئی تھی جو آپ کے صاحبزادے
 ہیں اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں اب پنشن سیکر کانپور میں مقیم ہیں۔
 مولوی اسحاق بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام تحسین خان مذکور کتب درسیہ
 لینے والد سے پڑھیں اور حیدر آباد میں وکالت کا امتحان دیا وہیں وکالت کرتے ہیں۔
 آپ کا عقد مولوی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام تحسین خان کی دختر کے ساتھ ہوا۔

علی مولوی آئی بخش کا بیٹا تھا مولوی عبدالواحد مولوی عبدالغنی مولوی عبدالحمید مولوی عبدالحمید پر پیدا ہوئے ان حضرات کے حالات پر تعلقات نویکیے معلوم نہ ہو سکے۔

ایک صاحبزادی زوجہ ثانیہ مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام ذکریا
 بن ملا غلام دوست محمد توند ہوئیں جو لاہور عالم بیوگی میں حیدر آباد میں مقیم ہیں۔
 مولوی الیاس بن مولوی قطب الدین مذکورہ بالا آپ کے کتبہ رسمہ اپنے والد سے
 پڑھیں۔ حیدر آباد میں وکالت کرتے ہیں آپ کا عقد دختر مولوی لغام الدین بن مولوی
 غلام بیگ خان کے ساتھ ہوا۔ ایک دختر زوجہ ثانیہ مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق بن
 مولوی برہان الحق نبیرہ مولانا انوار الحق قدس سرہ پیدا ہوئیں جو لاہور چند سال پہلے انتقال کر گئیں
 مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسد
 بن قطب شہید بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے والد ماجد اور چچا مولانا رحمت اللہ اور اپنے
 دونوں بھائیوں مولوی فضل اللہ اور مولوی مراد اللہ سے کی۔ کبھی کبھی درس بھی دیا ہے۔
 لیکن اکثر حصہ عمر کرات قرآن شریف میں صرفت فرماتے۔ روزانہ کم از کم ایک قرآن شریف
 ختم کرتے۔ آپ کے صاحبزادے آپ کے تصانیف حسب ذیل تحریر فرمائے ہیں۔ شرح خلاصۃ المسائل
 ترجمہ شریعیہ۔ رسالہ ذکر ولادت شریف۔ رسالہ شہادت نامہ۔ نصائح کی کتاب۔ وعظ کی کتاب
 اہل تشیع کی رد میں ایک رسالہ جو طبع ہوا تھا مگر عمر کی کمیوجسے میر تقی میر نے آتا انتی مالکیتہ ابنہ
 ایک زمانہ ہوا جبکہ میر اس بن بس بالیس سال کا تھا مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے
 مولفات جھکڑ بھی دکھائے تھے جنکی تحریر اگلی تحریر دو نکی طرح تھیں اور مسیح تھی اور غالباً یہ
 مولفات مولود شریف اور شہادت نامہ تھے۔ مولوی احمد اللہ کی شادی مولوی عظیم اللہ
 بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ کی سخیلی صاحبزادی سے ہوئی جن سے
 دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے مولوی عظمت اللہ صاحب مولوی برکت اللہ صاحب
 پیدا ہوئے۔ دونوں صاحبزادے یونہی بڑی صاحبزادی کا نکاح میرے بڑے بھائی
 مولوی ہریت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا۔
 جبکہ انتقال ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ میں ہوا اُنکی اولاد کا تذکرہ بعد کو آئے گا۔ دوسری صاحبزادی
 کا نکاح ملا عبد المجید بن ملا عبد کلیم بن ملا عبد کلیم نبیرہ ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا جو
 ایک بڑی خود سال چھوڑ کر طاعون میں انتقال کر گئے اور وہ بڑی بھی بعد ازاں کے
 انتقال کر گئی۔ مولوی احمد اللہ کے صاحبزادے کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی حسن اللہ بن مولوی غلام مجتبیٰ بن ملا غلام محمد بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن

مولوی غلام دوست محمد توند ہوئیں جو لاہور عالم بیوگی میں حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

بن قاضی غلام مصطفیٰ آپ کے کتب سمیہ پڑھیں اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدت تک درس قرآن
دیتے رہے۔ جب ۱۳۱۸ھ میں لاہور وفات پائی۔ سیاسیات بڑی دلچسپی تھی۔ اخبارات کے بہت
مباحث تھے۔ مذہبی جوڑ بہت زائد تھا۔ نہایت نیک بزرگ تھے۔ ایک دن اجنبیہ سے
نکاح کیا تھا مگر اولاد نہیں ہوئی۔

اولاد ملا سعید بن قطب شہید

مولوی احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ کی ولادت اسی دن ہوئی
جس دن قطب شہید کی شہادت ہوئی۔ تحصیل علم اپنے عم ناہار ملا نظام الدین رحمۃ اللہ
علیہ کی اور بعد فراغت تدریس میں مشغول رہے اسکے بعد آپ کو فیوضات باطنیہ کی جانب
توجہ ہوئی اور شیخ الوقت راس العشاق اعلیٰ حضرت سید السادات سید شاہ عبدالرزاق
بانسوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیت فرمائی اور اذکار اور اذین مشغول ہوئے
ریاضات مشکوٰۃ اور چلہ کشی شروع فرمائی۔ بعض چلہ نہیں صرف چند چلہ اور دن پر بسر فرماتے
اور بعض چلون میں صرف آدمی مدنی متبادل فرماتے یہاں تک کہ حجابات آپ کے نکل
صافی سے اُٹھ گئے اور اسرار آپ پر منکشف ہونے لگے۔ آئندہ ہونے والے امور آپ پر
غائب ہو جاتے کبھی کثرت میں غفلت نہ ہوتی۔ بعض اوقات اہل شریعت عبادت شروع فرماتے
نصف شب تک عبادت فرماتے۔ اُس کے بعد آپ پر کیفیت غائب ہوتا کہ گھر سے نکل کر جگہ
میں چلے جاتے۔ ذات پروردگار کے غیب میں غائب ہو جاتے اور فانی اللہ ہو جاتے
اسی حالت میں ایک مرتبہ جگہ میں تشریف لیگئے اور آپ کے تلامذہ بھی اس لیے آپ کے ہمراہ
ہو لیے کہ دیکھیں حضرت کہاں جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ہوا شدہ آواز
سے کہتے ہوئے آبادی سے نکل گئے اور وہاں آواز سنی کہ حضرت کہا جا رہا ہے۔
فَلَا تَخْلَعَنَّ ثِيَابَكَ يَا لَوَادِي لَمَقَاتِیْ مَلُوْنِیْ اُس نے نعلین مبارک تار دین اور تیزی سے
چل کر نظرون سے غائب ہو گئے۔ ساتھ ہی کو ہمراہ جانیکی بہت ہوئی۔ آپ کے مکاشفات اور کرامات
بہت ہیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ شرح سلم العلوم جو
۱۳۱۸ھ میں تمام ہوئی۔ اس شرح کی ایسی کوئی دوسری شرح سلم کی نہیں ہے۔ مشکلات و غلطیات
میں کامل اس میں پورے طور پر کیا گیا ہے۔ حوائج میرزاہ ملا جلال۔ حوائج میرزاہ شرح موافق۔

میں نے یہ کتابیں دیکھی ہیں اور ان سے نفع حاصل کیا ہے۔ علوم ظاہری میں تبحر ہونے کے علاوہ علوم باطنی کے بھی اعلیٰ ماہر تھے۔ سنت نبوی کے سخت پابند تھے امر حق ظاہر فرمانے میں کسی سے خوف نہ فرماتے آپ کی وفات ۹۶۱ھ کو بروز جمعہ واقع ہوئی۔ آپ نے اپنی وفات کی خبر پہلے سے کئی مرتبہ دیدی تھی جب آپ کے چھوٹے بھائی ملا عبد العزیز کی وفات ہوئی آپ نماز جنازہ پڑھنے کھڑے ہوئے۔ سلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھ سے اور عبد العزیز سے وعدہ ہوا ہے کہ دو برس کے بعد اُن سے ملونگا۔ ایک دن ایک بزرگ شاہ محمدی نے جو بڑے عابد زاہد تھے حضرت سے عرض کیا کہ میں نے شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اُن کے قائم مقام کا انتقال ہوگا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہوگا اور مشہور ہے کہ جمعہ کے دن اگر حج ہو تو حج اکبر ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں یہ حج بعضوں کو روح اور بدن دونوں سے نصیب ہوگا اور بعضوں کو صرف روحی حج ہوگا۔ سب وفات آپ کا یہ ہوا کہ آپ پر (حسب معمول) ایک شب کیفیت جذبہ طاری ہوئی اور اُس میں آپ اپنے مکان کی بلند چھت سے صحن میں گر پڑے اسکی وجہ سے تمام بدن مبارک پر سخت صدمہ پہنچا جو کوئی پرسان حال ہوتا تو سولے لفظ اللہ کے زبان مبارک سے کچھ نہ ارشاد فرماتے اسی حالت میں ہفتہ سے لیگڑ جمعہ تک مریض رہے اور جمعہ کے دن (یوم الحج میں) وفات پائی۔ قبر مبارک شہر گنٹو میں سہارے محلے والوں کے مقبرہ (باغ مولوی انوار صاحب) میں زیارت گاہ اور باعث برکت ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کرامات آپ کی بعد وفات بھی جاری ہیں۔ علمائے فرنگی محل میں مشہور ہے کہ ملا عبد الحق کی شرح سلم کی سب سے پہلی شرح ہے اُس کے متعلق ایک قصہ بھی مشہور ہے جو احوال علمائے فرنگی محل میں مذکور ہے میں نے شرح سلم کو دیکھا ہے اُس میں جاہل قاضی مبارک کی تردید کی ہے اور اُنکی شرح کا حوالہ ہے اسلئے بظاہر قاضی کی شرح سب سے پہلی شرح ہے واللہ اعلم صاحب حمدۃ الوباء نے آپ کی کرامات کثیرہ بیان کی ہیں صاحب ساکن قطیف نے مولانا عبد العزیز صاحب جنازہ کے متعلق ایک واقعہ تحریر کیا ہے جو حسب ذیل ہے کہ دونوں بھائیوں میں حیات بعد موت کے متعلق مباحثہ تھا مولانا عبد العزیز صاحب بعد موت اُس طرح حیات کے قائل تھے

جس طرح زندگی میں مولانا عبدالحق صاحب اسکے متکرر تھے جب مولانا عبدالحق بڑے جتن کی ناکامی
 پڑھنے حضرت کھڑے ہوئے تو چوتھی بجیں میں بہت تاخیر ہوئی۔ سلام کے بعد لوگوں نے تاخیر کا
 سبب دریافت کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بھائی (عبدالحق) کو میں نے دیکھا کہ اپنے جنازے کی
 نماز خود پڑھ رہے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھیے میری زندگی اور موت یکساں ہے،
 میں نے اُسے کہا کہ واقعی تمہارا ہی کہنا صحیح ہے، یہو جب کہ تاخیر ہوئی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے
 دو عقد ہوئے پہلا عقد سہالی میں شیخ خلیل الرحمن بن شیخ حسام الدین انصاری سہالوی کی
 دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ ملا محمد اللہ اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں ایک
 صاحبزادی ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد سے بیاہی گئیں۔ دوسری صاحبزادی
 ملا یعقوب بن ملا عبدالحق کے بھتیجے سے بیاہی گئیں مولانا عبدالحق کے دوسرے عقد
 سے دو صاحبزادے مولانا انوار الحق اور مولانا ازہار الحق پیدا ہوئے۔ یہ دوسری زوجہ شیوخ
 بجنور کے خاندان سے شیخ امام الحق ابن شیخ ضیاء الحق صدیقی لکنوی کی بیٹی تھیں۔
 مولوی انوار الحق بن مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید بن قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ۔
 انسانی کمالات کے جامع صفات ملکوتیہ کے حامل صاحب کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ
 مولف غصان نے اپنی کتاب غصان بارہ کا ایک خاص باب حضرت کے کرامات کے بیان میں
 ملحدہ کر دیلے اور انہیں آپ کے حالات تفصیلی مع آپ کے کرامات کے ذکر کیے ہیں۔ میں بیان پر
 بالاجمال و مختصر احوال قلم کرتا ہوں۔ غصان سے جزئیات بالتفصیل معلوم ہو سکتے ہیں۔
 مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تربیت پائی
 اور اُنکے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ اُسی زمانے میں ایک مرتبہ بہت سخت طویل ہوا
 اور لوگوں کو آپ کی زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ آپ کی داوی جو اوقت زندہ تھیں اُنھوں نے
 آپ کے والد کو آپ کے نازک حالت کی خبر دی آپ کے والد ماجد نے تھوڑی دیر مراقبہ فرمایا
 اُسکے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ گھبراہٹ کی بات نہیں ہے۔ اُنکو صحت ہو جائیگی اور عمر طبعی
 تک پہنچے گی اور مقربان خدا میں سے ہونگے مخلوق اُسے قائمہ حاصل کرے گی اُسکے بعد فوت
 ہی آثار صحت ظاہر ہونے لگے۔ جب عمر شریف بارہ برس کی ہوئی آپ کے والد نے رحلت
 فرمائی۔ آپ کی تربیت و تعلیم کی جانب آپ کے بڑے بھائی مولوی محمد اللہ نے توجہ فرمائی
 والد ماجد کی رحلت کے وقت مولانا کی عمر مبارک کا یہ ذکر غصان کے بعض نسخوں میں ہے

اور جنون میں بہ لکھا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کے دست مبارک پر سترہ برس کی عمر میں بیعت کی اور آپ کے والد کے انتقال کی وقت آپ کا سن انیس سال کا تھا اور آپ کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد کے سامنے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی روح سے مناسبت تامہ تھی اکثر خواب میں انکی زیارت ہوتی اور انکی روح مبارک سے فیض حاصل فرماتے اور فرماتے کہ والد ماجد کی روح میں جبروت پاتا ہوں دوسرے ادبیا، اشد کی روح میں نہ قوت نہیں پاتا۔ ہمیشہ حضرت میری تربیت کی جانب متوجہ رہتے ہیں اور مجھ کو امور تصوف کی تعلیم فرماتے ہیں میرے لیے اشد نے حضرت ہی کو میرا شیخ الطریقہ اور مرشد مقرر کر دیا ہی ارشاد فرمایا کہ میں ابتداء بیعت لینے میں امتیاط کرتا تھا اور اجازت کا منتظر تھا جب میرا سن پچیس سال کا ہوا میرے قلب پر انوار تجلیات ظاہر ہونے لگے اور میرے سینے پر ایسا نور الہی منکشف ہو گئے جسے میں کہیں نہ سمجھتا اور کبھی ڈر جاتا تھا ایک مرتبہ دو سات حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا میں نے حضور سے عرض حال کیا اور خطرات کے دقیقہ کیلئے عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ شیطان خطرات راہ حق میں پیش نہیں آتے اس کے بعد دست مبارک میرے سینے پر رکھ دیا اسی وقت تمام شکوک و شبہات جاتے رہے اور اہل اللہ کا طریقہ بھی واضح ہو گیا میں حضرت شاہ شاکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا جو حضرت ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ان سے میں نے اپنا خواب ذکر کیا۔ موصوف نے ارشاد فرمایا کہ قلب قوی رکھیے آپ کو روحانیت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید حاصل ہوئی ہے۔ اور ارشاد خلق کی جانب توجہ فرمائیے۔ اُس کے بعد بھی مجھے جرات ارشاد خلق کی نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ دوبارہ حال جان آرا سے نبوی کی زیارت ہوئی اور ارشاد عالی ہوا کہ اے انوار کو اجازت ارشاد خلق کی ہے اس کے بعد جو شخص بیعت کیلئے میرے پاس آتا میں اس سے کہتا کہ درود شریف کی کثرت کرو اگر حضور انور سے تمکو بیعت کی اجازت ہوگی تو میں تمکو بیعت میں داخل کر لوں گا۔ جس شخص کو اجازت ہو جاتی اور مجھ کو بھی حضرت سے اجازت انکی تعلیم کی ہوتی تو میں انکو تعلیم دیتا ورنہ واپس کر دیتا پھر اُس کے بعد حضور انور سے اجازت عام حاصل ہو گئی اور ہی ارشاد فرماتے تھے کہ جب میری تربیت کی جانب میرے بڑے بھائی (ملا محبت اللہ) حضرت موصوف حضرت میرزا محمد امین علیہ السلام کے مرید و خلیفہ تھے حضرت میرزا موصوف خلیفہ حضرت سید ابوالفتح

متوجہ ہوئے وہ اکثر علوم ظاہری کی جانب مشغول ہونے کی نصیحت فرماتے اور میں اُنکے حکم کی تعمیل میں علوم ظاہری کی جانب متوجہ بھی رہتا مگر میرا قلب اُس جانب توجہ نہیں کرتا تھا کیونکہ اُسکو اسرار باطن کی جانب زیادہ توجہ تھی یہاں تک کہ میں نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کر لی بعض کتب ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید سے پڑھیں اور بعض ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا سعد بن قطب شہید سے پڑھیں اور مطولات شاہجہانپور کا مولانا سحر العلوم عبد اعلیٰ سے پڑھیں۔ علم ظاہری کی تحصیل کے زمانے میں بھی علم باطن کی تکمیل کو مقدم رکھتا تھا اسوجہ سے میرے قلب کو کتب معقولات کی جانب توجہ نہیں ہوتی تھی آپ کی عادات شریفہ میں سے یہ تھا کہ بعد نماز صبح قرآن شریف و دلائل خیرات و دیگر وظائف کی تلاوت فرماتے نماز تہجد اور نماز اشراق دھننے وغیرہ کبھی ترک نہ فرماتے ظہر کی نماز کے بعد باغ میں جہان آپ کے والد ماجد کا مزار ہے تشریف لیجاتے اور عشا تک وہاں تشریف فرما رہتے۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان خاموشی و مراقبہ ہتے اور ذکر کہی فرماتے بعد نماز عشا گھر تشریف لاتے اور تہجد و قرآن پڑھتے اُسکے بعد کھانا نوش فرماتے اور اُسکے بعد آرام فرماتے۔ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور صبح تک ذکر و عبادت فرماتے اپنی حیات بھر خدمت علم ظاہری و باطنی میں مشغول رہے۔ اور ہمیشہ ارشادِ خلیع و اخذِ بیعت فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے دست مبارک پر بیٹا ماروے تعداد لوگوں نے بیعت کی دقات شریف ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ء واقع ہوئی۔ آپ نے دو عقد فرمائے تھے جن سے پانچ صاحبزادے اور چار صاحبزادیان یادگار چھوڑیں۔ آپ کی پہلی بی بی ملا احمد حسین بن ملا رضا ابن قطب شہید کی صاحبزادی تھیں۔ جسے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ملا نور الحق ملا علو والدین ملا اسرار الحق پیدا ہوئے۔ صاحبزادی کا عقد مولانا ابوالکریم بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا سید اعجاز برادر مولانا احمد عبد الحق کے ساتھ ہوا یہ صاحبزادی مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھیں مولانا انوار صاحب کی دوسری بیوی شیوخ مفتی گنج سے نجابت علی شاہ صاحب صدیقی کی ہمیشہ تھیں جسے تین صاحبزادیان اور دو صاحبزادے ملا محمد احمد و ملا عبد الصمد پیدا ہوئے۔ صاحب خیر اعلیٰ نے صرف دو صاحبزادیوں کا ذکر کیا۔ تیسری کا ذکر غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ ان تینوں صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا

عہد اول حال سے بیکر یہاں تک بلفظ خیر اعلیٰ کا ترجمہ ہے ۱۲ عنایت

سپر کیا تھا مولانا عبدالحق کی حیات میں اور اُس کے بعد بحر العلوم سے پڑھتے رہے۔ شرح جامی تک پہنچے تھے کہ مولانا بحر العلوم شاہجہانپور چلے گئے اور وہاں حافظ رحمت خان والی شاہجہانپور نے سورد و پیر تنخواہ مقرر کر دی۔ اس لیے مولانا ازہار الحق نے کتب رسد متورہ طاعت اور مطولات اصول و معانی مولانا احمد حسین بن ملا رضا سے اور ہدایہ اور مسلم ملا حسن سے پڑھیں۔ اُس کے بعد شاہجہانپور جا کر مولانا بحر العلوم سے بقیہ کتب پڑھ کر مولانا ہی سے فاتحہ الغفران پڑھ کر مہارت علمی حاصل کی۔ عنقریب ان شباب ہی سے نہایت صالح اور متقی تھے۔ شاہجہانپور سے لوٹ کر مدت تک درس تدریس میں مصروف رہے اُس کے بعد ضلع رٹکے بریلی میں تشریف لے گئے اور وہاں درس دیتے رہے۔ شاہ لعل نقشبندی سے بیعت فرمائی اور طریقہ مراقبہ اور اذکار و محسن نفس انھیں سے حاصل فرمائے اُس کے بعد وطن واپس آ کر اپنے دونوں بھتیجوں مولانا نور صاحب اور ملا علی راہ الدین صاحب انبائے مولانا انوار الحق کو لیکر مولانا عبدالحق بحر العلوم کے پاس گئے اور مولانا ہی کے ساتھ پڑھا چلے گئے اور وہاں مدت تک اصول فقہ اور دیگر علوم کا درس دیتے رہے جب آپ کے بھتیجے تحصیل علم کر چکے اُن کو لیکر وطن واپس آئے اور یہاں تدریس میں مصروف رہے یہاں تک کہ مولانا کے صاحبزادے ضیاء الحق عین جوانی میں دریا میں غرق ہو گئے۔ مولانا کو اس جوانی کی مرگ کا سخت صدمہ ہوا اور مملکت امراض میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ فالج میں مبتلا ہو کر بھر شتر سال ذنات پائی۔ مولانا کا پہلا نکاح بحر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جس نے ایک صاحبزادہ مولوی سے طہور الحق (علاوہ مولوی ضیاء الحق کے جن کے غرق ہونیکا اور پڑ ذکر ہوا) اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی حیدر بن ملا حسین پیدا ہوئے۔ مولوی طہور الحق اور مولوی حیدر صاحب کے اذکار آگے آتے ہیں مولوی ازہار الحق کی دوسری زوجہ قصبہ سید پور ضلع بارہ بنکی کے صدیقی خاندان سے تھیں جو لا لد فوت ہوئیں۔

مولوی اسرار الحق بن مولانا انوار الحق۔ بڑے ماہر فقہ تھے اپنے بڑے بھائی مولانا انوار الحق صاحب ملا حسین صاحب سے شرف تلمذ تھا۔ اور فاتحہ الغفران ملا حسین سے پڑھا تھا، اپنے والد کی حیات میں انتقال کر گئے۔ آپ کا عقد سہالی میں شیخ عبدالوہاب بن شیخ عظیم الدین انصاری کی دختر سے ہوا جس نے دو لڑکیاں اور ایک صاحبزادے ملا امین الحق پیدا ہو گئے۔

عہد بار ضلع ہردوان موہن پور کا ایک مشہور قصبہ ہے، رعایت عہد یہاں تک بظاہر اہل سے متعلق ہے رعایت

مولوی اسرار الحق صاحب کی ایک صاحبزادی مولوی محمد شائق بن مولوی عبدالرحیم صاحب شائع
نیرہ ملا رضا کو بیایا گئیں جو لا دل فوت ہو گئیں۔ دوسری کا نکاح مفتی گنج مین شیخ حسین بخش
ابن شیخ جعفر علی بن شیخ مبارک علی کیساتھ ہوا۔ چوتھے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئیں
مولوی شائق کا ذکر اس جگہ آئے گا۔

مولوی مین الحق بن مولوی اسرار الحق بن مولانا انوار الحق نیرہ ملا سعید بن قطب شہید
کتب درسیہ اپنے نامور بیٹے مولانا ذراحق بن مولانا انوار الحق قدس سرہما سے پڑھ کر فارغ التحصیل
ہوئے۔ مدت تعمیرت دس مہینہ صرف ہے۔ آپ کا عقد شیخ رعایت اللہ بن شیخ عزیز اللہ لکھنوی
الضائی کی دختر سے ہوا جسے صرف ایک صاحبزادی یادگار تھیں بان صاحبزادی کا عقد
مولوی غلیل اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان نیرہ ملا حسن کے ساتھ ہوا۔ حضرت اساذ
رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ میری دادی اور دیگر کبیر السن بیویوں کی زبانی روایت بیان کرتی
ہیں کہ مولوی امین الحق صاحب کے ایک صاحبزادے محمدی میان بھی تھے جنکا عقد شیخ
لکھنوی بن ہوا تھا مگر عقد کے ایک سال کے بعد وہ لا دل فوت ہو گئے۔ انکی بیوہ ابھی تھوڑے
زمانے تک موجود تھیں جسے ہمیشہ صاحبہ خود بھی ملی تھیں۔ تعجب ہے کہ انکا ذکر کسی تذکرہ
میں یہاں تک کہ مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مولوی محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہما۔ آپ نے تحصیل علم اپنے بھائی ملا انوار الحق
سے کی۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اُنکے قائم مقام ہوئے۔ اور اخذ بیعت اور ارشاد
خلافت فرماتے لگے۔ اپنے والد ماجد کے اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ وفات آپکی یوم کشنبہ
۱۵ صفر ۱۲۷۷ھ میں ہوئی آپ کے دو صاحبزادے مولوی محمد عابد مولوی خیر اللہ اور ایک
صاحبزادی تھیں جو مولانا رحمت اللہ صاحب کو بیایا گئیں اُنکے تذکرے آگے آئیں گے
آپ کا عقد مولانا عبد القدوس صاحب بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔

مولوی امان الحق بن ملا بڑہان الحق بن مولانا ذراحق بن ملا انوار الحق۔ کتب درسیہ
اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الکلیم اور حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر
فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم و فاضل تھے فاضل حساب و مساحت و فارسی میں مہارت
کا ملے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ تجوید قاری پیر محمد سے سیکھی۔ عابد متواضع تھے۔ آپ کی پہلی
سہ سہ سال والدہ حضرت سیدہ زکریا کے نکاح اور ذکر فاتحہ انوار خیر علی بن جوہر نے عہد تحصیل علم کے تذکرہ علامہ تاج الملک

شادی مولوی نظام الحق صاحب بن مولوی سرلج الحق بن مولوی نور الحق کی صاحبزادی سے ہوئی جو لادلفوت ہو گئیں۔ دوسری شادی سید مرتضیٰ بجنوری کی صاحبزادی سے ہوئی جسے چار صاحبزائے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادی کا عقد شیخ محمد رفیع بن شیخ محمد رفیع رسولوی ساکن لکھنؤ سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہو گئیں ان صاحبزادی کا عقد شیخ ممدی حسن بجنوری کے ساتھ ہوا جو ایک خرد سال بڑی کی چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ چار دن صاحبزادہ دن کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی فضل الحق۔ مولوی ضیاء الحق۔ مولوی منہاج الحق۔ مولوی ممتاز الحق۔ مولوی امان الحق کا انتقال ۱۹ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ میں ہوا۔ آپ کی تصانیف کے نام مجھے معلوم نہ ہوئے۔ مولوی تیار الحق بن ملا المعان الحق بن ملا بہان الحق بن ملا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ آپ نے کتب رسد متوسعات تک پڑھ کر علم طب حاصل کیا۔ اب حیدر آباد میں بسلسلہ ملازمت سر مشتمل طبی میں ملازم ہیں۔ عقد آپ کا مولوی یعقوب بن مولوی بیسے کی بڑی سے ہوا جو ایک بڑے کا سعید الحق چھوڑ کر وفات کر گئیں۔ سعید الحق انگریزی حاصل کر رہے ہیں اور اپنے چچا مولوی شمس الحق صاحب کے پاس حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ مولوی محمد اسحاق بن ملا محمد اللہ بن ملا عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ نے لانا محبت اللہ کی دوسری بیوی سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کی صغریٰ میں وفات پا گئے تھے۔ آپ کی اور آپ کی حقیقی ہم شیرہ کی پرورش بڑے (سونیلے) بھائی ملا عبد بن صاحب کی کی۔ اور ان سے ہی تحصیل علم کر کے فارغ التحصیل و فاضل مستعد ہوئے۔ انواع علوم کا درس دیتے تھے۔ آپ سلطنت میں عہدہ دار تھے۔ آخر میں جب آپ کو ضعف بصارت لاحق ہوا تو اپنے پوتے مولوی بیسے صاحب کو اپنا قائم مقام کر کے خانہ نشین ہو گئے۔ آخر میں آپ کی بصارت جاتی رہی تھی کہ بغیر دوسرے کی اعانت کے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ آپ کا عقد اپنی ماموں زاد بہن ہم شیرہ شیخ محمد شائع صدیقی سے ہوا۔ جسے آپ کے ایک صاحبزائے مولوی یوسف تھے۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی حسن اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محمد اللہ بن مولانا عبد الحق بن ملا سعید۔ آپ نے تمام کتب رسد اپنے والد ماجد اور چچا مولوی ولی اللہ اور مولانا معین بن

علامہ بن ملاحب شہر سے پڑھیں۔ نوبت تدریس کم ہوئی۔ آپ کے تصانیف میں سے بعض کتب درسیہ پر جوشی اور حسن القصر اور تاریخ الخلفاء اور ریاض المسلمین ہیں۔ حسن القصر مطبع فنی نوکلشور میں چھپ گئی ہے۔ آپ نے ۱۲۴۷ھ میں انتقال کیا اور یارغ مولوی انوار صاحب میں دفن ہوئے۔ آپ کی شادی ملاحظہ اللہ بن ملاحب اللہ بن ملاحب اللہ کی لڑکی سے ہوئی جبکہ انتقال بمرض ہضہ ۱۲۹۶ھ میں ہوا۔ تین صاحبزائے پیدا ہوئے بڑے صاحبزائے مولوی عتیق اللہ عالم شباب میں وفات پا گئے۔ منجھلے صاحبزائے مولوی مجیب اللہ اور چھوٹے مولوی محب اللہ تھے۔ سب کے اذکار بعد کو آئینگے۔ مولوی احسان اللہ صاحب کو حضرت مولانا سید الوانی صاحب سے اور ان کے صاحبزادوں کو حضرت مولانا عبدالمزاق صاحب سے بیعت تھی۔ مولوی احسان اللہ صاحب نے ایک دن اجنبیہ سے نکاح کیا تھا مگر ان بیوی سے کوئی اولاد باقی نہیں ہے۔

مولوی انعام اللہ بن مولوی ملاحب اللہ بن ملاحب اللہ مذکورہ آپ نے تمام کتب درسیہ اپنے نامور والد اور اپنے سسر مفتی محمد یوسف صاحب در مشہور مناظر مولانا لطف اللہ صاحب غازی پوری سے پڑھیں۔ مگر نوبت درس تدریس نہیں ہوئی۔ سرکار انگریزی میں عدۃ ڈپٹی کلکٹری حاصل کیا۔ فیشن لیکر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ آپ زبردست شاعر بھی تھے۔ انعام تخلص فرماتے تھے میٹر ذریعہ صبا شاگرد آتش سے تلمذ تھا۔ دیوان غیر مطبوعہ مرتب موجود ہے۔ آپ کی درشادیاں ہونیں۔ پہلی بی بی دختر مفتی محمد یونس بن مفتی محمد صغریٰ مفتی ابوالرحم تھیں۔ جنہے ایک صاحبزائے مولوی انعام اللہ صاحب پیدا ہوئے۔ دوسری شادی قصبہ جگور ضلع بارہ نکی میں شیخ امید علی بن شیخ محمد علی کی لڑکی سے ہوئی۔ اُسے ایک لڑکی زادہ مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ پیدا ہوئیں۔ مولوی انعام اللہ صاحب کا انتقال ۱۳۲۱ھ میں ہوا۔ بیوہ حیات ہیں ان کی لڑکی جوانی میں انتقال کر گئیں مولانا کے تصنیفات سے تکرار قصان اربعہ و رسالہ سفینۃ النجاة در حالات حضرت مولانا عبدالمزاق رحمۃ اللہ علیہ میں نے دیکھے ہیں۔ علاوہ ان کے ایک پوراں اردو بھی یادگار ہے۔ میں نے مولوی انعام اللہ صاحب کو دیکھا ہے بزرگان فرنگی محل میں میں نے اُن سے زائد خلیق اور منکر المزاج اور خوش طبع اور علی قدر المراتب مزاج کر نوالا کسی کو نہیں دیکھا۔

اُنہے ملے والا کوئی شخص بھی ایسا نہوگا جسکو سبقت سلام کی نوبت ہوئی ہو، ہمیشہ چھوٹے بڑے سب سے سبقت سلام خود فرماتے، نہایت بے مثل بزرگ تھے، مولوی انعام اللہ صاحب نے دو بیرونی عورتوں سے بھی عقد کیے تھے جنہیں سے ایک سے متعدد اولادیں بھی ہوئیں مگر زندہ نہیں رہیں۔ دوسری بیوی بھی لا ولد فوت ہو گئیں۔

مولوی انعام اللہ بن مولوی انعام اللہ مذکورہ بالا، آپ نے تمام کتب «ریہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ»، اساتذہ رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ محمد اللہ مولانا مین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی تھی۔ مگر خیر اہل میں تصریح ہے کہ آپ نے فاتحہ انفرادی خود مولف خیر اہل یعنی اساتذہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ پڑھا ہے، جید علما میں سے تھے آپ کی قوت علمی اور ذہانت کے مولانا مین القضاۃ بہت مداح تھے، دیگر علما بھی آپ کی توصیف کرتے تھے، ہمیشہ خدمت علم میں مصروف رہے، ایک زمانہ تک صوبہ مدراس کے ضلع دیور میں بھی بسلسلہ ملازمت مقیم رہے اور وہاں بھی تدریس میں مصروف رہے، اُس کے بعد حکومت اعلیٰ حضرت نظام میں مدرس مقرر ہوئے اور گلبرگ شریف میں حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب سجادہ کو درس دیتے تھے، آخر میں علیل ہو کر وطن واپس ہوئے، اور عمر چھتیس سال ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ میں اپنے والد کی حیات میں وفات پائی، آپ کی تالیف میں سے حاشیہ قطبی ہے جو مطبع مصطفائی میں چھپا تھا اور حاشیہ شرح عقائد نسفی اور حاشیہ خیالی اور رسالہ افہامیہ اور رسالہ فی تحقیق البدع ہے میں نے حاشیہ خیالی دیکھا ہے جو مولف کی قوت علمی پر دلالت کرتا ہے، انہوں نے یہ تالیف موصوف کی ناتمام رہ گئی، آپ نے طب بھی حکیم حافظ عبد اعلیٰ صاحب بن حکیم محمد ابراہیم بن حکیم محمد یعقوب کشمیری سے حاصل کی تھی، نہایت حاذق طبیب تھے، اُس کے علاوہ موصوف شاعر بھی تھے آپ کی شادی شیخ سعادت علی صاحب بن شیخ ہدایت علی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جو لا ولد اب تک حیات میں، میں نے مولوی انعام اللہ صاحب کو دیکھا ہے نہایت نیک طبع اور متین اور سنجیدہ اور خاموش عالم تھے، اُنکو اور اُن کے والد ماجد دونوں کو مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سمیت تھی۔

مولوی انصاف اللہ بن ملا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ، آپ نے کتب درسیہ و علم طب کی تحصیل فرمائی مگر اتفاق تدریس نہیں ہوا عرصہ تک فیض آباد میں رہے حکیم کے مقبرے کے ہتھم ہے اُس کے بعد اکبر پور میں ملازم ہو گئے، آپ کا تعلق ایٹھی میں حاجی فضل علی مرحوم بن

حاجی محمد عبدالعلی بن عنایت علی بن مسیح الزمان کی لڑکی سے ہوا جو لا ولد فوت ہوئیں، مولوی
افضال اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مین لا ولد فوت ہوئے، مولوی افضال اللہ صاحب نے ایک
بیرونی بیوی سے بھی عقد کیا تھا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی تھیں جسکا عقد ایٹمی میں ہوا
تھا مگر یہ صاحبزادی عالم جمائی میں اپنے والد ماجد کے دو بھراؤ لا ولد انتقال کر گئیں۔

مولوی اکرام اللہ بن مولوی سلام اللہ بن مولوی حبیب اللہ مذکور، تحصیل علم اپنے چچا
مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے شروع کی تھی، اور متوسطات تک پڑھا تھا کہ عین
عالم شباب میں بمرض ہیفیہ لا ولد انتقال کیا، عقد نکاحی چچا زاد بن مولانا ولی اللہ کی
دختر کلان سے ہوا تھا جو عالم بیوگی میں تقریباً ساٹھ سال سے زائد تک حیات رہیں اور
رحمۃ اللہ علیہ مین بعارضہ ہیفیہ انتقال کر گئیں مگر کو حضرت مولانا عبدالحی صاحب سے بیعت تھی
مولوی مین بن ملا معین بن ملا حسین بن ملا حبیب اللہ بن مولانا احمد عہد الحق، آپ نے کتبہ
درسیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی، والد کی خاص توجہ آپ کی طرف تھی، ہر کتاب درسی پر
جو شی واضحہ محض تھیں انہیں کی تعلیم کیواسطے لکھے تھے، آپ کا نکاح ملا علی بن ملا یوسف بن
ملا اسحاق بن ملا حبیب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، مگر عنوان شباب میں ایک لڑکا چھوڑ کر
در بیع الثانی سلاطین مین انتقال کر گئے، لڑکے کا بھی بعد کو انتقال ہو گیا، بیوہ لا ولد
سلاطین تک زندہ رہیں۔

مولوی محمد ابراہیم بن ملا علی محمد بن ملا حسین مذکور، کتب درسیہ جناب مولانا عبدالباقی
بن مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن ملا جمال الدین سے اور مولانا عبدالحق بن
ابو طہین، مسجد قرطبی محل میں عرصہ تک وعظ دیتے رہے، حضرت مولانا عبدالحق بن رحمۃ اللہ
علیہ سے بیعت اور اجازت تھی بعد وفات پیر و مرشد ہجرت کر کے مدینہ منورہ علی صاحبہا
الف الف تحیتہ میں مع اپنے لڑکوں کے سکونت اختیار کر لی، اور وہیں ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ
میں انتقال ہوا، آپ کی شادی مولانا فخر الدین بنیرہ ملا قدر علی کی صاحبزادی سے
ہوئی، جسے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، لڑکی کا عقد انتقال کر گئی، مولوی
ابراہیم صاحب کے بڑے فرزند مولوی محمد عظیم عرف مولوی محمد بشیر صاحب اور چھوٹے
مولوی محمد کریم صاحب تھے۔

مولوی محمد حسین بن ملا علی ملا حیدر بن ملا حسین بن ملا حبیب اللہ بن ملا احمد عہد الحق تحصیل

علوم اپنے والد اور دیگر علمائے کی حافظہ اور عالم فاضل صالح تھے، عین جوانی میں ۲۶۴ھ میں ۲۷۰ھ
 صفر کو وفات پائی، آپ کا عقد ملائیم الشہر بن ملا حبیب الشہر بن ملا حبیب الشہر کی لڑکی سے ہوا، تین
 صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ ایک صاحبزادی مولوی صفی الشہر بن ملا ولی الشہر بن ملا حبیب الشہر کو
 دوسری مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر کو منسوب ہوئیں دونوں والد انتقال کر گئے
 تیسری صاحبزادی کا عقد منشی بہاء الدین صاحب کا کوری ڈپٹی کلکٹر کے ساتھ ہوا جسے دو صاحبزادیاں
 اور تین صاحبزادے ہوئے بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت استاذی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا
 اٹھارہ سال کے آئینہ، دوسری صاحبزادی کا عقد کوری میں منشی نظم الدین حیدر کے ساتھ ہوا جو
 دو خرد سال لڑکیاں اور ایک خرد سال لڑکا ناصر الدین چھوڑ کر لاؤ لقمہ ۳۲۵ھ میں انتقال کر گئے
 منشی بہاء الدین صاحب کے تینوں صاحبزادے منشی ضیاء الدین حیدر اور منشی محمد حسین ہرمت ہومیان
 اور منشی نظام الدین حیدر ہیں سے ہر ایک نے انگریزی تعلیم کجایاں توجہ کی اور امتحان انٹرنس میں
 کامیابی حاصل کرنے کے بعد ملازمت سرکاری کر لی اور معمول تنخواہوں پر اس وقت ملازم سرکار
 ہیں، مولوی نظام الدین حیدر صاحب سسل حیدر آباد میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ زراعت
 مقرر ہوئے ہیں۔ مولوی ضیاء الدین صاحب بھانسی میں متعین ہیں، اور مولوی محمد حسن صاحب
 بنارس میں انسپکٹر آبگاری ہیں۔ تینوں بھائی نہایت متین اور سنجیدہ اور مجاہد ہیں، مولوی
 ضیاء الدین صاحب کا عقد منشی بچاؤ دہبائی کی لڑکی سے ہوا جو ایک لڑکا ناصر الدین اور
 ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ لڑکا انگریزی بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے۔ مولوی
 محمد حسن صاحب کا عقد خان بہادر منشی تلج الدین صاحب سنج مرحوم کی لڑکی سے ہوا جسے
 ایک لڑکا حیدر حسن موجود ہے مولوی محمد حسن کی بیوی دالم المرض ہیں اس لیے اُسے اب
 امید والد نہیں ہے، مولوی نظام الدین صاحب کا عقد مولوی محمد ہاشم کا کوری کی دختر یعنی
 منشی تلج الدین کی بیٹی لڑکی سے ہوا، ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہے، منشی بہاء الدین
 صاحب کی بیوی یعنی ان صاحبزادوں کی والدہ اب تک بفضل خدا بقید حیات ہیں۔ منشی
 بہاء الدین کا انتقال ۳۲۵ھ میں ہوا۔

مولوی افضل حسن بن ملا ظہور علی بن ملا حیدر ملک العلماء، آپ نے تحصیل علم کچھ اپنے والد ماجد سے
 اور بقیہ ملا عبد کلیم صاحب بن ملا امین اللہ صاحب بن ملا اکبر صاحب سے کی، سرکار نظام سے

مولانا طور علی صاحب کا منصب درجا گیر اُن کے اور اُن کے بھائی کے نام مقرر ہو گیا تھا اسی سلسلہ میں حیدر آباد میں مقیم ہے، ۱۳۱۷ھ میں حیدر آباد میں انتقال ہوا، اور حضرت شاہ یوسف قادری کے مقبرہ میں اپنے والد ماجد کے پاس جو فتح دروازہ حیدر آباد میں واقع ہے دفن ہوئے، آپ نہایت عظیم، متواضع تھے، اور اپنے امکان بھر کسی حاجتمند کی حاجت ردائی میں دریغ نہیں فرماتے تھے، میرے بڑے بھائی مرحوم فرماتے تھے کہ اعزائے حیدر آباد میں میں نے موصوفے زیادہ کسی کو ہمدرد اور ذی اخلاق نہیں پایا، آپ کو سرکار نظام سے افضل علما کا خطاب بھی تھا۔ آپ کا پہلا نکاح فرنگی محل میں مولوی احمد حسین بن ملاحی کی لڑکی سے ہوا جلاولہ رمضان ۱۲۸۷ھ میں انتقال کر گئیں، دوسرا نکاح حیدر آباد میں آپ کی چچا زاد بہن ملا نور الحسن کی صاحبزادی سے ہوا جسے تین لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئیں، صاحبزادی کا عقد شاہ سید بہار الدین عرف اللہ داسے میان بخاری کے ساتھ ہوا۔ جسے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جنکی شادیاں ہو گئی ہیں اور صاحب دلا دین، اللہ داسے میان کا انتقال ہو چکا ہے، مولوی افضل حسن کی سب دلا حیدر آباد میں مقیم ہے اور وہیں اُن کے شادی بیاہ ہوتے ہیں، مولوی افضل حسن کے صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی احمد حسن عرف غوثو میان۔ مولوی محمد حسن عرف مومیان۔ مولوی حامد حسن عرف مومیان۔

مولوی احمد حسن عرف غوثو میان بن مولوی افضل حسن افضل علما مذکور، کتب درسیہ مولانا عبدالباقی صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ سے متوسطات تک پڑھیں، بوجہ صرع کے دو دن کے تعلیم سے کنارہ کش ہونا پڑا، اب حیدر آباد میں خانہ نشین ہیں، آپ کے دو صاحبزادے حبیب حسن وراسد حسن عرف حسن میان اور تین صاحبزادیاں ہیں، لڑکوں کے اذکار اپنی اپنی جگہ پر مسطور ہیں، لڑکیاں چود سال ہیں۔

مولوی اسد حسن بن مولوی احمد حسن بن مولوی افضل حسن افضل علما مذکور، بالا، کتب درسیہ ابتدائے مکنتو میں مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ لےے ہیں، اس سال ہجریہ اور صحیحین، حمد اللہ اور قاضی و بیضاوی کا درس ہو رہا ہے، اس سال انشاء اللہ تحصیل علم سے فرغت حاصل کریں گے، مکنتو یونیورسٹی سے مولوی اور عالم اور قاضی و بیضاوی کا امتحان پاس کیا ہے، خدا کے فضل سے ہوشیار، مجاہد اور ذہین ہیں۔ مولانا حیدر

ولادہ پیری میں اب صرت یہی بچہ قریب بفرغت تحصیل علم ہے اللہ تعالیٰ اسکو علم وافر عطا فرما
اور اپنے نامور اجداد کا قائم مقام کرے، تاہنوز یہ خاک تھراہیں۔

مولوی انور الدین انوار اللہ بن مولوی ظہور اللہ بن مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علی
بن ملک العلماء ملاحید، متوسطات کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھیں اس کے بعد حیدر آباد میں
گئے، مولوی نور احمد صاحب کی لڑکی سے عقد ہوا، ایک خرد سال لڑکا اور دو خرد سالہ لڑکیاں
موجود ہیں۔ خدا سب کو باقبال کرے۔

مولوی حافظ ابو الفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید۔
حافظ قرآن و عالم تھے، عالم شباب میں انتقال کیا، تحصیل علم اپنے اپنے بڑے بھائی مولانا
عبد القدوس صاحب کے کی تھی، آپ کے دو عقد برادری میں ہوئے تھے جسے اولاد نہیں ہوئی
تیسری بیرونی بیوی تھیں جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو حضرت شاہ غلام نقشبند کے
خاندان میں شیخ امام الدین کو منسوب ہوئیں، مولوی ابو الفضل کی پہلی بیوی شیخ سید اللہ بلخی
لکھنوی کی دختر تھیں دوسری بیوی شیخ سید اللہ بن شیخ ولی اللہ کی صاحبزادی تھیں۔

مولوی ابو الکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز، آپ حافظ و عالم باعمل تھے، ہمیشہ
گوشہ نشین اور یاد آئی میں بسر فرمائی، نوبت تدریس نہیں ہوئی آپ کا عقد مولانا انوار الحق
بن ملا احمد عبد الحق قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا، ایک صاحبزادہ حضرت مرشد امام مولانا
عبدالحالی قدس سرہ اعزیزہ اور ایک صاحبزادی زوجہ مولانا جمال الدین بن ملا علاء الدین
یعنی والدہ حضرت مولانا عبدالمزاق قدس سرہ چھوٹے کمروقات پائی۔

مولوی مفتی احمد المعروف بہ ابو الحرم بن ملا محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز، حافظ قرآن
تھے اپنے والد ماجد سے تلمذ تھا، مگر فاتحہ اقرار اپنے بڑے بھائی مولوی عبد القدوس سے
پڑھا، ایک مدت تک درس دیتے رہے۔ تمام علوم میں مفتی صاحب کو ملکہ حاصل تھا، خاص کر

کتب فقہ میں بڑی مہارت تھی، نواب سعادت علی خان کے زمانہ میں مفتی عدالت مقرر ہوئے
نواب صاحب موصوف کو مفتی صاحب کی دیانت و امانت پر پورا بھروسہ تھا، بیعت آپ کو
شیخ اعصر سید عبد اللہ بغدادی سے تھی، مفتی صاحب موصوف صاحب باطن بھی تھے
آپ نے دو صاحبزادے مولوی کبر اور مفتی صغیر اور ایک صاحبزادی چھوٹیں، صاحبزادی کی
شادی شیخ عبد الرحیم لکھنوی کے ساتھ ہوئی، جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الغفور پیدا

ہوے جو فاضل اور صالح ہیں، اخصان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملا ابوالرحم کے دو بچے ہوئے پہلی بیوی سے دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی ہوئیں جو مولوی عبدالحکیم بن مولوی عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کو بیاہی گئیں، دوسرے نسل سے ایک صاحبزادی والدہ مولوی عبدالغفور صاحب پیدا ہوئیں، مولوی عبدالغفور کے ایک بھائی مولوی عبدالکلیم بھی تھے جو جوانی میں انتقال کر گئے مولوی عبدالغفور کی اولاد اب تک جو ہے، شیخ محمد بشیر مرحوم و شیخ محمد شہید صاحب ساکنان دوگانہ ان شیخ عبدالغفور صاحب کے صاحبزائے ہیں اور صاحب ولد ہیں، مولانا ابوالرحم کی پہلی بیوی ملک غلام حسین بلخی بن ملک غلام مصطفیٰ کی ہمشیر تھیں، دوسری بیوی حملہ دوگانہ کی شیوخ صدیقی کے گھرانے کی تھیں۔

مولوی محمد اکبر بن مفتی ابوالرحم مذکورہ بالا حافظ قرآن تھے، تحصیل علوم اپنے والد سے کوئے فراغت حاصل کی، صفائے باطن اور طریقہ تصوف حضرت سیدنا سید شاہ غلام علی نبیرہ حضرت سید اسادات پاشوی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کیا، اور مرتبہ جذب تک پہنچ گئے تعلقات دنیاوی قطع کر کے تادم وفات گوشہ نشین و عبادت گزار رہے، کذا فی خیر اہل، آپ کا نسل مفتی مولانا ظہور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا، جنکا ذکر آگے آئیگا، ایک صاحبزادہ مولوی امین اللہ اور ایک صاحبزادی زوجہ اولی مولوی ظہور علی صاحب بن ملک العلام حیدر چھوڑ کر وفات پائی، مولوی اکبر صاحب کی زوجہ کا انتقال ۱۲۶۵ھ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۵ھ کو ہوا۔

مولوی امین اللہ بن ملا محمد اکبر مذکورہ بالا، حافظ قرآن تھے، کتب رسد اپنے چچا مفتی محمد صغیر اور اپنے نانا مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھ کر فراغت حاصل کی، مفتی ظہور اللہ صاحب اپنے فتویٰ کا جواب مولوی امین اللہ صاحب لکھواتے تھے، نہایت مستند عالم تھے، تمام کتب درسیہ خاص کر زاد اللہ اور مسلم اور توضیح التلویح، شرح وقایہ پر جواشی ہیں، جواشی شرح جامی اور شرح ضابطہ تہذیب اور شرح فضول کبریٰ مستقل تصانیف ہیں، وفات آپ کی یوم ثنبہ ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۲۵۳ھ میں ہوئی، آپ کی شادی ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مولانا عبدالکلیم والد صاحب خیر اہل یادگار چھوٹے جنکا ذکر بعد کو آئیگا۔

مولوی محمد صغیر بن مفتی ابوالرحم بن مفتی محمد یعقوب، حافظ قرآن تھے، تحصیل علم اپنے والد ماجد اور

ملا سب سے فرا کر فائز تحصیل ہو تمام علوم میں خاص کر فقہ اور اصل فقہ میں مہارت تامہ تھی، صورت و سیرت جو نوین نہایت حسین تھے، مختلف کتب درسیہ پر آپ کے حماسی ہیں، آپ مفتی مدار الشریعہ، ثقبہ ۲۹ رجب ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی، آپ کی شادی ملا ملا الدین بن مولانا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوئی، ایک صاحبزادہ مفتی محمد یوسف صاحب جکا ذکر آگے آتا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں، صاحبزادی کا عقد اپنی بھوپھو زاد بھائی ملا عبد الرحیم بن ملا عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب کے ساتھ ہوا جو لا ولد فوت ہو گئیں۔

مولوی ابو محمد بن مولوی محمد بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صغیر مذکور، تحصیل کتب عربیہ کی اذیت نہیں آئی اور نہ موصوف سے نکاح کیا، بسلسلہ ملازمت پولیس ہمیشہ وطن سے باہر رہے ایک مرتبہ وطن آئے تھے میں نے بھی زیارت کی تھی، آخر عہد میں وطن سے باہر لا ولد انتقال کیا۔

مولوی محمد ایوب بن مفتی محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد ہمدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صغیر، آپ کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھیں اور مولانا کی سند حاصل کی اور بعد تکمیل مدرسہ میں عرصہ تک درس دیتے رہے اُس کے بعد گھر پر درس میں مصروف ہیں معاشیہ سنن ابی داؤد اور تکریمۃ الرجال لکھنا شروع کیا ہے مجوزہ قتائے کی ترتیب جدید بھی اپنے دی ہے، آپ کی والدہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی ہیں آپ کی شادی دختر مولانا عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق سے ہوئی جس نے چار صاحبزادے محمد احمد عبدالحی و محمد صغیر و محمد یعقوب و محمد ہمدی اولد دو لڑکیاں ہیں عبدالحی انگریزی پڑھ رہے ہیں باقی خرد سال ہیں خدا سب کو صاحبِ علم و اقبال کرے۔

مولوی محمد دلیر بن مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم مذکورہ بالا، حفظ قرآن کے بعد تحصیل علوم مدرسہ عالیہ نظامیہ میں کی اور سند مولانا حاصل کی، بعد فراغت تحصیل طب مدرسہ تکمیل طب کی، اور وہاں سے سند طب حاصل کی، اُس کے بعد پنجاب کی یونیورسٹی سے فاضل کم امتحان پاس کیا، دو سال کے بعد انٹرنس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی، ذیبت تدریس اکم آئی ہے، کچھ زمانہ تک مدرسہ نظامیہ میں درس دیا ہے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد سے مطبع کے کام کی طرف متوجہ ہیں، انکی شادی سال گذشتہ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ میں ہمشیرہ مولوی انیس احمد صاحب کا کوروی اڈیٹر اخبار حقیقت کے ساتھ ہوئی ہے، خدا اولاد

اولاد استاذ الہند

ابوالکرم مولوی محمد اکرم بن شمس العلماء ملا محمد نعیم بن ملا عبد الحکیم بن سلطان العلماء ملا عبد الرب بن بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی بن استاذ الہند ملا نظام الدین بن قطب شہید تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی بعد فراغت تدریس کی جانب متوجہ رہے، عالم فاضل تھے اپنے والد ماجد کی معیت میں حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے، شعبان ۱۳۱۵ھ میں اپنے والد ماجد کے روبرو وفات فرما گئے، آپ کا عقد اولاد آپ کی چچا زاد بہن یعنی ملا عبد کلیم بن ملا عبد الحکیم کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو دو صاحبزادے مولوی محمد اعلم اور مولوی محمد اسلم صاحب کو چھوڑ کر شعبان ۱۳۱۵ھ میں وفات پا گئیں، ان کے بعد دوسرا عقد مولوی اکرم صاحب کا ان بیوی کی چھوٹی بیٹی سے ہوا جو لا دلد اتک حیات ہیں۔

ابوالعلم مولوی محمد اعلم بن مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن ملا عبد الحکیم۔ آپ حفظ قرآن مجید تحصیل علم کر رہے تھے کہ غفلت ان شباب میں بجا رہنے دق اپنے دادا کے روبرو ناگتذ ۱۳۱۵ھ میں وفات پا گئے۔

ابوالاسلم مولوی محمد اسلم بن ملا محمد اکرم بن شمس العلماء ملا محمد نعیم۔ آپ کی ولادت ۴ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ کا مومنی حفظ قرآن کے بعد کتب فارسیہ اپنے والد ماجد سے اور ابتدائی درسیات خود صرف و کچھ نقد اپنے نامور جد امجد سے پڑھے اور انھیں کے دست مبارک پر اذکار صغریٰ میں اور دوبارہ ۱۳۱۵ھ میں بیعت کی اور موصوف سے تمام سلاسل و علوم کی اجازت حاصل کی موصوف کی وفات کے بعد حسب ارشاد ان کے صاحب سجادہ اور شاگرد ہوئے۔ کتب متوسطہ اپنے دونوں مامون شمس العلماء ملا عبد الحمید اور شمس العلماء مولوی عبد الحمید صاحب سے پڑھیں، اپنے دادا کی وفات کے بعد دوسرے حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور شیوخ حرمین سے اجازت حدیث حاصل کی کچھ زمانہ تک رامپور میں قیام اختیار فرمایا اور وہاں بقیہ کتب درسیہ اور حدیث کی تکمیل مولانا محمد شاہ صاحب امپوری اور مولانا شعیب الدین صاحب تلمیذ فاضل خیر آبادی سے کی اور فاتحہ افرغ پڑھنے کے بعد لکھنؤ میں قیام اختیار فرمایا، تدریس و تالیف میں مصروف ہیں، حسب ذیل کتب کی مولفہ ہیں:

المعلم ترجمہ تعلیم المتعلم۔ عمدۃ القرائد ترجمہ عقائد۔ ترجمہ عربی کبرے۔ ترجمہ اردو و شرح فقہ اکبر مولانا بحر العلوم
 تعلیق الانظر علی الاصغر۔ حاشیہ صحیح بخاری و حاشیہ مشکوٰۃ و حاشیہ ضابطۃ التہذیب و حاشیہ مختلطہ اسم
 قطبی۔ و حاشیہ شرح عقائد جلالی و سہ رسالہ در صلوٰۃ و تسبیح و صلوٰۃ اکاجہ و صلوٰۃ التوبہ و رسالہ تہذیب
 اور لوازم الاحناف للاسلاف علی الاخلاق اور الاصول البہیہ فی علم الاحادیث النبویہ۔ آپ کا
 عقد اول کا کوری مین مولوی قیام الدین بن حافظ وجبہ الدین کی صاحبزادی سے ہوا جسے
 ایک صاحبزادے جنکا نام ابوالمقدّم محمد عارف معز الدین تھا تولد ہوا، ان بیوی نے ان
 بچے کی پیدائش مین انتقال کیا اور چند ماہ کے بعد ان صاحبزادہ کا بھی انتقال ہو گیا اسکے
 بعد دوسرا عقد مولوی صاحب موصوف کا مولوی فضل الدین بن مولوی شیخ امیر الدین
 کا کوری کی صاحبزادی سے ہوا جسے اسوقت ماشاء اللہ چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی
 موجود ہیں، لڑکی کا عقد کا کوری مین مولوی معروف الدین بن مولوی نظام الدین بن حافظ وجبہ الدین کیساتھ
 شہر مین ہوا جسے ایک لڑکی اس سال محرم مین پیدا ہوئی ہے۔ مولوی محمد اسلم صاحب کے
 صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں ابو القصر مولوی محمد کامل ابو الفخر مولوی محمد ناصر ابو الفخر مولوی
 محمد انور ابو الطیب مولوی محمد اطہر ابو محمد غوث محی الدین ابو القاسم عبید عبد القادر۔ مولوی
 محمد کامل کا ذکر آگے آئیگا محمد ناصر نے اس سال حفظ قرآن شریف سے فراغت حاصل کی
 ہے۔ بقیہ خرد سال ہیں، خدا سب کو صاحب علم کرے۔

ملا ابو الحسن محمد صالح بن مولوی محمد جامع بن ملا محمد تاج بن بحر العلوم مولانا عبد العلی
 ابن استاد السند بن قطب شہید۔ عالم فاضل قابل علمائین سے حافظ قرآن فایغ التحصیل تھے
 اکتب رسیا آپ نے ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب بن بحر العلوم سے پڑھیں، درس تدریس مین بھی
 مصروف ہے، تمیز الکلام کے بیان اکمال و احکام، حلال و حرام جانور و مکے بیان مین پکی
 تصانیف مین مطبوعہ موجود ہے۔ اس مین مولانا عبد الحکیم صاحب کی رود ہے۔ آپ کا عقد مولانا
 عبد الحکیم صاحب کی صاحبزادی سے ہوا، ہر چند اولاد کثرت سے ہوئی مگر کوئی زندہ نہ رہا
 آخر مین آپ نے لا ولد ارزیٰ کچھ سترہ مین انتقال کیا۔ آپ کی بیوی نے عمر کثیر پائی
 آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

دو گانہ کی دختر سے ہوا جو پوری ایک سال کے بعد ۳۲ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو لاہور انتقال
کر گئیں۔ دوسرے عقد مولوی صاحب کا قبیلہ سید پنہور ضلع بارہ بکلی میں ہمشیرہ قاضی بنیاد حسن بن
قاضی محمد حسن انصاری سہاوی کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی فرحت اللہ اور
تین خرد سال لڑکیاں چھوڑ کر اپنے شوہر کی وفات سے چند ماہ پیشتر انتقال کر گئیں یہ ایک
اپنے چچا کے زیر سایہ عاطفت اپنی دادی کے ساتھ فانی پور میں مقیم ہیں۔ مولوی برکت اللہ
صاحب جنگ عظیم کے سلسلہ میں ایک برس تک گورنمنٹ کے حسب احکم بلا خطا و قصور
نظر بند رہے اس اثنا میں بہتر ایجنٹ میں مقیم رہے۔

مولوی محمد بشیر الموسوم بہ مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد ابراہیم نبیرہ ملا سعید نبیرہ ملا حبیب
نبیرہ ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ متوسطات کے ختم تک حضرت استاد رحمۃ اللہ
علیہ اور اپنے چچا مولانا عبدالباقی صاحب مدظلہ سے پڑھے، حدیث کی اجازت علماء
عربین سے حاصل کی تجویز بھی مکہ معظمہ میں سکیمی نہایت خوش کن قاری ہیں، اپنے والد
ماجد کے ساتھ حجاز چلے گئے تھے ان کے انتقال کے بعد وطن واپس ہوئے، تھوڑے
عرصے کے بعد پھر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ حاضر ہوئے وطن واپس ہونیکے بعد فکر معاش کی جانب
توجہ فرمائی کلکتہ کی بڑی مسجد میں امام و خطیب مقرر ہوئے تقریباً دو سال وہاں قیام کے
بعد حیدرآباد تشریف لے گئے اور سرکار نظام سے تنخواہ مقرر ہو گئی اب وہیں مقیم ہیں۔
بالطبع بہت فیاض واقع ہوئے ہیں خاص کر عرب کے باشندوں سے حسب حیثیت بہت
کچھ سلوک فرماتے ہیں، اجازت ارشاد آپ کو جناب مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ
سے عقد آپ کا قبیلہ ضلع سیٹا پور میں شیخ باقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک
صاحبزادہ مولوی محمد مقیم اس وقت موجود ہیں۔

مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق نبیرہ ملا سعید بن قطب شہید
ولادت محرم ۱۳۲۵ھ میں (اپنے نامور جد امجد کی حیات میں ہوئی) تحصیل علوم سے ۱۹ سال
عمر میں فراغت حاصل فرمائی (تمام کتب درسیہ اہل سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں
تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں سلسلہ تدریس شروع فرمادیا ایک عرصہ
کے بعد زیارت حج کے ارادہ سے سفر فرمایا اور حج و زیارت کے ساتھ ۱۲۵۲ھ میں مہرن
ہو کر وطن واپس ہوئے چند سال کے بعد ۱۳۵۲ھ میں دوبارہ حج و زیارت کے واسطے روانہ

یہوئے مکہ شریف پہنچے تو زمانہ حج مکمل چکا تھا، دو سو سال حج و زیارت کے مشرت
 ہوئے اور تین سال تک نیمہ منورہ میں قیام فرمایا۔ مفتی مکہ مکرمہ مولانا محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ اور
 دیگر علمائے عربین سے اجازت حدیث حاصل فرمائی، وطن واپس آ کر خدمت علم باطنی و ظاہری
 میں عمر بسر فرمائی انسانوں کے علاوہ اجنبہ بھی آپ سے پڑھتے تھے، اوصاف حسنہ اور صفائی
 باطن حسن سیرت تواضع اور دیگر صفات حسنہ میں اپنے زمانہ میں بعد مولانا عبدالوہابی
 رحمۃ اللہ علیہ کے اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے، میں نے آپ کے کرامات اپنے والد ماجد اور
 بھائی صاحب مرحوم اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنے ہیں، میری ادا دی آپ کے انتقال و
 اذکار کے نقص بیان کرتی تھیں، نہایت پاکیزہ سیرت بزرگ تھے، بیعت آپ کو اپنے جدا مجد
 مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی تجدید بیعت اپنے چھ بھوزاد بھائی اور مرشد کے خلیفہ حضرت
 مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی، وفات شریفہ، اور بیعت مدینہ میں ہوئی، عقد آپ کا
 آپ کے مامون زاد بھائی ملا محمد یوسف بن مولانا محمد اسحاق مذکورہ بالا کی صاحبزادی سے ہوا
 جس نے دو صاحبزادے مولوی امان الحق اور مولوی معان الحق یادگار ہیں، کتب درسیہ پر
 متفرق حواشی آپ کے مولفات میں سے ہیں۔

مولوی بشارت اللہ بن مولوی کرامت اللہ نیرہ ملا محمد رضا بن قطب شہید۔ ابتدائی کتب اپنے
 نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نیرہ مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، عالم شباب میں
 ۱۲۸۲ھ میں لاہور اپنے والدین کے روبرو انتقال کیا۔ ماقم الحروف کے حقیقی حواشی، آپ کا عقد
 اولاً آپ کی چچا زاد بہن بیعت مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ کی دختر سے ہوا
 جو لاہور انتقال کر گئیں، دوسرا عقد مولوی محمد عظیم اللہ بن مولانا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے
 ہوا جو لاہور عالم ہو گئی میں تقریباً ساٹھ سال حیات رہے ۱۳۳۲ھ میں انتقال کر گئیں۔

حرف الثاء المثلثہ

مولوی ثناء اللہ بن مولوی محبت اللہ نیرہ ملا نعیم اللہ نیرہ ملا محبت اللہ نیرہ ملا سعید بن
 قطب شہید۔ آپ نے کتب ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھیں اسکے بعد حیدرآباد اپنے والد ماجد کے
 پاس چلے گئے۔ اور وہاں انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرنس پاس کیا۔ اسکے بعد وطن واپس آئے
 اب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدرس ہیں، نہایت نیکلہ و درجوان صلہ کہ ہیں، وعظ اچھا کہتے ہیں

عہد اہل سے لیکر ہائیک سراسر ہالی الاما کے مندرجہ اہل سے نقل ہے، حیات سے حواشی،

آپ کا عقد خطی بحمدہ ثلاثہ میں شیخ زاہد حسین بن قاضی ہادی حسن کی صاحبزادی سے ہوا جن سے سال گذشتہ ایک لڑکی تولد ہوئی ہے خدا اولاد ندرتہ بھی عطا فرمائے۔

حرف الجیم

مولوی جمال الدین احمد بن مولانا علاؤ الدین احمد بن حضرت مولانا انوار الحق نمبرہ ملا سعید بن قطب شہید۔ دلاوت شریف اپنے نانا مولانا بحر العلوم اور دادا مولانا انوار الحق قدس اللہ سرہ کے حیات میں ہوئی کتب درسیہ اپنے چچا مولانا انوار الحق سے ختم فرما کر اکابر علمائین سے ہوسے تھوڑے زمانہ تک وطن میں قیام فرمایا مزارع ترک نہ تھا ایک مذہبی مناقشہ کی وجہ سے قیام وطن ترک فرما کر والد ماجد کے پاس مدراس چلے گئے اور سلسلہ تدریس جاری فرمایا اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنے والد کے قائم مقام ہوئے اور حسب معمول آپ کے نانا مولانا بحر العلوم کا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا گیا اور وہاں آپ نے درس دینا شروع فرمایا خارج از مدرسہ نواب محمد غوث خان صاحب بالقابہ کو جو اس وقت دلیہ تھے اور بعد کو نواب ہو گئے آپ درس دیتے تھے مولانا نہایت سخی اور ذی استعداد عالم تھے۔ ہر جمعہ کو مسجد شاہی میں وعظ فرماتے۔ طریقہ باطنی میں آپ کو اپنے والد ماجد سے اجازت و خلافت حاصل ہوئی تھی، حسب معمول مشائخ آپ گیسوئے رنگ کی چادر و عمامہ استعمال فرماتے۔ کتب درسیہ پر آپ کے مختلف حواشی ہیں کوئی مستقل تالیف نظر سے نہیں گذری۔ ۸۰ رجب الثانی ۱۲۸۷ھ کو بمقام مدراس وفات پائی، مسجد والا جاہی کے مشرقی دیوار کے قریب آجکا مزار ہے۔ آپ کا عقد مولانا ابو الحسن بن مفتی محمد یعقوب نمبرہ ملا سعید کی دختر یعنی ہمیشہ حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جسے صرف ایک صاحبزادہ مشہور آقا خان حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ یادگار ہوئے۔

حرف الحاء المہملہ

مولوی محمد حسن المعروف بکمال حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید، بعض کتابیں اپنے مامون ملا کمال الدین سے اور اکثر کتب استاذ الہند سے پڑھ کر فاضل تحصیل ہوئے تمام علوم میں ہمارت حاصل فرمائی یہاں تک کہ معتبر علما اس کو بیان کرتے ہیں کہ اگر ملا حسن شیخ بن سینا سے معقولات میں مقابلہ کرتے تو سبیر غالب آجاتے لیکن اپنے مامور استاذ یعنی استاذ الہند سے کسی منطقی مسئلہ پر گفتگو فرماتے تھے کہ استاذ الہند نے فرمایا کہ شیخ نے شفا میں یہ کہا ہے تم کیوں اس کے مخالف گفتگو کر رہے ہو ملا حسن نے بآداب عرض کیا کہ معقولات میں

تقلید نہیں کیا سکتی شیخ نے یہ کہا ہے میں یہ کہتا ہوں، ملا حسن اپنے تمام بھائیوں سے ذکاوت و ذہانت میں بہت سیلئے تھے، کبھی ان کو کتاب کے مراجعت کی حاجت نہیں پڑتی تھی، قوت حافظہ اس قدر زبردست تھا کہ کتب درسی کی عبارتیں ان کو زبانی یاد تھیں یہاں تک کہ اگر ہر ایہ وغیرہ کے مانند کسی کتاب کی عبارت غلط ہوتی اور کئی سطریں لکھنا چھوٹ گئی ہوں تو اس کو اپنی یاد سے درست فرماتے اور پوری صحیح عبارت پڑھ دیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ خاندان فرنگی محل میں ملا حسن سے بڑا نہ تو ایسا فاضل و ذہین اور ذکی اور طریق منطقی پر بحث کا ماہر کوئی دوسرا نہیں گذرا ہے خاص کر تشقیق حقوق سے اثبات و عاکر نے میں ملا حسن کو یہ طولانی ایسا ماحصل تھا کہ ان کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ ملا حسن نے ایک ماہ تک فرنگی محل میں تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا ایک عالم اس حتمہ علم سے میرا بھو اور دور کے طلبہ آپ کے پاس پلٹنے آتے تھے ایک نے جہی مناقشہ کیو جسے آپ کو حرکت دینا پڑا۔ اور بغیر کسی کے علم کے پوشیدہ شاہجہانپور کے جانب سفر فرمایا دہان پہونچ کر حضرت سید بن میان دوئلکہ پر قیام فرمایا سدن میان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ درجۃ الشہد بکاتہ علیہ کی اولاد میں سے تھے، جو کہ اس زمانہ میں حافظ رحمت خان دہلی شاہجہانپور مرہٹوں کے ساتھ جہاد کرنے کے انتظامات میں مشغول و متوجہ تھے اس لیے وہ ملا حسن کی خدمت نہ کر سکے اس درمیان میں ضابطہ خان بن نجیب لدولہ نے آپ کو بلا بھیجا اور آپ کے تشریف لیجانے پر آپ کا نہایت اعزاز و احترام کیا اور شاہرہ معقول مقرر کر کے آپ کو آپ کے استاد ملا کمال لدولہ کی جگہ پر دارالنگر کے مدرسہ میں مقرر کر دیا مولوی برکت اللہ آبادی بھی اس زمانہ میں دہلی میں تھے ضابطہ خان کو مرہٹوں نے شکست ہو گئی اور انتظام سلطنت درہم برہم ہو گیا ملا حسن دہلی چلے گئے اور کچھ زمانہ تک شاہ عالم کی وفات میں رہے اس کے بعد جب ضابطہ خان کا انتظام سلطنت و تخت ہو گیا تو انھوں نے پھر آپ کو بلا لیا اور دستور اعزاز و احترام کے ساتھ دارالنگر کا مدرسہ آپ کے پھر سپرد کر دیا۔ اس کے بعد پھر ضابطہ خان کو متعدد ایسے نہیں متوجہ ہونا پڑا جس کی وجہ سے بہت گڑبڑ ہو گیا اور کوئی انتظام باقی نہیں رہا، آپ مجبوراً رام پور واپس آئے اور دہان اقامت اختیار فرمائی تو اب فیض اللہ خان دہلی رام پور نہایت اعزاز سے پیش آئے اور

عہدہ پانچ سالہ شہزادہ

عہدہ دارالنگر نجیب آباد کے قریب مقام ہے جو اندھن دار و حکومت تھا اس دور کا ذکر امضان الانساب میں ہے ۱۵
سے سفر شاہجہانپور سے لیکر بیان تک کے واقعات رسالہ قطب سے ماخوذ ہیں ۱۱ عنایت

تخواہ اگر انقدر مقرر کر کے سرکاری مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے وہیں ۳۰ صفر ۱۲۸۵ھ میں
 بعد بہادر شاہ و ذات پائی۔ ملاحسن کی تالیفات حسب ذیل ہیں۔ شرح سلم بحث موجبات
 تک جو متداول بین العلماء ہے (اور داخل درس ہے) ملاحسن کے کمال وجودت طبع پر یہ شرح
 شاہ عادل ہے طرز معقولی میں سلم کی کوئی شرح اس کے مقابل نہیں ہو سکتی، شرح
 مسلم الثبوت۔ جو شی صدر الاحد شی زاد ہدائے معارج العلوم متن منطق میں مدارج العلوم
 متن حکمت میں علاوہ ان کے شمس بازغہ پر بھی ملاحسن کا حاشیہ ہے۔ انہیں سے اکثر کتابوں نے
 میں نے استفادہ کیا ہے مسلم الثبوت کی شرح جو بطور حاشیہ ہے ختم مبادی کلامیہ
 تاکس مدارج العلوم صرف ختم بحث مایع الاجسام تک ہے شمس بازغہ کا حاشیہ ناتمام ہے۔
 ملاحسن سے زائد ایک فرنگی محل میں کسی نے عقد بنین کیے اسے پانچ عقد ہوئے، پہلا
 عقد مولانا احمد عبدالحق کی صاحبزادی سے ہوا جس نے پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں کوئی
 لڑکا نہیں ہوا دوسرے عقد ایک بن جنبیہ سے لکھنؤ میں کیا جس نے دو صاحبزادے عبداللہ اول
 عبدالرزاق پیدا ہوئے تیسرا عقد آپ نے صفی پور میں کیا جس نے صرف ایک صاحبزادہ مولوی
 غلام دوست محمد پیدا ہوئے چوتھا عقد ملاحسن نے رامپور کے افغانو بنین کیا جولا ولد فوت
 ہو گئیں، پانچواں عقد بھی رامپور ہی میں افغانو بنین میں آپ نے کیا جس نے صرف دو صاحبزادے
 محمد اسحاق اور محمد یوسف پیدا ہوئے۔ سب صاحبزادوں کے ذکر آگے آدینگے۔ ملاحسن کی
 صاحبزادیوں میں سے ایک کا عقد ملاعبین بن ملا محمد بن مولانا احمد عبدالحق کے ساتھ ہوا
 جولا ولد فوت ہو گئیں دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ دلیل اللہ علوی کا کو روئی کے ساتھ ہوا جو
 لا ولد فوت ہو گئیں تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حیات بن مولوی عبدالرحمن علوی کا کو روئی
 کے ساتھ ہوا جو ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہو گئیں جس کے بعد ملاحسن کی چوتھی صاحبزادی کا جو
 سب سے چھوٹی تھیں انھیں کے ساتھ عقد ہوا جولا ولد فوت ہوئیں ملاحسن کی پانچویں صاحبزادی کا
 ملا عبدالاعلیٰ بن بحر العلوم کے ساتھ عقد ہوا یہ بھی لا ولد فوت ہو گئیں غرض کہ فرنگی محل میں
 ملاحسن کی لڑکی یا لڑکوں میں سے کسی کی اولاد سولے ملا دوست محمد کی اولاد کے باقی نہیں ہے
 اور اس میں بھی سولے مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ نمبر ۶ مولوی غلام دوست محمد کے
 کسی سے اولاد نہیں ہے، ملاحسن کی اولاد معنوی کا سلسلہ بہت وسیع ہے اور فرنگی محل کے

عقد بنین

سلا یہ صاحبزادی شہزادہ محمد اسحاق اور علی والا تھیں

میں غیر اصل بن ہوا ان بوی ہونا درج ہو گیا ہے اور رامپور کی ایک بوی کا تذکرہ چھڑ گیا جو ۱۷ عنایت

علم کا سلسلہ علم ملاحسن اور ملا احمد حسین اور بحر العلوم تک فتنی ہو تا ہے جو تینوں اساتذہ السند کے شاگردان رشید تھے۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام محییٰ بنیرہ ملا حسن بنیرہ ملا اسعد بن قطب فہیدہ کتبہ رسیدہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ وطن کا قیام ترک فرما کر مرزا پور کے قریب کسی گاؤں میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ دہرین ۱۲۹۵ھ میں انتقال فرمایا آپ کا عقد ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد عرصہ تک حیات رہیں اور ۳ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو وفات پائی ملا حبیب اللہ کے ان بیوی سے صرف ایک صاحبزادہ مولوی رعایت اللہ یادگار ہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب سہ کاری ملازمت میں بعدہ منصفی مقرر تھے۔

مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن ملا غلام بیگ خان بنیرہ ملا حسن۔ آپ نے کتب درسیہ متوسطات تک اپنے والد ماجد اور دیگر اساتذہ سے پڑھیں اسکے بعد فکر معاش میں مجبوراً مبتلا ہونا پڑا اپنے والد ماجد کے ساتھ مدت تک اگرین مقیم رہے پھر فرنگی محل میں آکر مدرسہ اشاعت العلوم میں مدرس مقرر ہو گئے ایک عرصہ تک درس قاری دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سید میں اپنے والد کے روبرو انتقال کیا آپ کا پہلا عقد کاکوری میں مولوی سید محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو لا ولد فوت ہو گئیں دوسرا عقد مولوی غلام سار بن مولوی غلام قادر کی صاحبزادی سے ہوا جن سے دو صاحبزادیاں چھوڑ کر مولوی حفیظ اللہ نے وفات پائی ان صاحبزادوں میں سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی ذکا، اختر بن مولوی فضل حق بنیرہ مولانا برہان الحق کے ساتھ ہوا جو لا ولد فوت ہو گئیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد قاضی ظہیر حسن بن قاضی ہادی حسن انصاری سہالوی کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی چھوڑ کر وفات پائیں ان صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حسن بکوری سے آنکلی پہلی بیوی دختر مولوی غیاث الدین کے انتقال کے بعد ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ میں ہوا جس نے اس وقت ایک لڑکی موجود ہے۔

مولوی حمید بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیگ خان بنیرہ ملا حسن۔ آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سفر حج میں تحصیل قرأت و حدیث بھی کی۔ بقیہ حالات مجھ کو معلوم نہیں ہیں غالباً حمید آباد میں مقیم ہیں۔

ملک العلما مولوی حمید بن ملا امین بن ملا حبیب اللہ بن مولانا احمد عبد الحق، آپ نے کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی ظہور اللہ بن ملا محمد دلی بنیرہ ملا اسعد سے پڑھ کر فرغت حاصل کی۔

مولوی حبیب اللہ بن ملا غلام محییٰ بنیرہ ملا حسن بنیرہ ملا اسعد بن قطب فہیدہ کتبہ رسیدہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ وطن کا قیام ترک فرمایا آپ کا عقد ملا اسد اللہ بن ملا نور اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد عرصہ تک حیات رہیں اور ۳ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو وفات پائی ملا حبیب اللہ کے ان بیوی سے صرف ایک صاحبزادہ مولوی رعایت اللہ یادگار ہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب سہ کاری ملازمت میں بعدہ منصفی مقرر تھے۔

مدت تک سرکار اودھ میں نہایت عزت و احترام سے بسر فرمائی سواری فیل مع ہودہ کے بطور
 اعزاز سرکار اودھ سے مرحمت ہوا تھا مجلس بھی رہنے کیلئے مرحمت ہوئی تھی جو مولانا حیدر کے
 ورثا نے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہہ فرمادی ہے۔ حاسد و نکور شک ہوا
 اور ایک فرہی مناقشہ وزیر سلطنت سے پیش آگیا جسکے بعد آپ نے لکھنؤ میں قیام مناسب نہیں
 سمجھا اور بقصد سفر حج مع اپنے صاحبزادے مولوی غنیمت اور دیگر ہمراہیوں کے براہ کانپور
 کلکتہ تشریف لیکے اور وہاں سفر گزار فرمایا اتفاقاً راستہ میں جہاز میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی
 اور مدت کیلئے بندرگاہ مسقط پر جہاز کو رکن پڑا جسکی وجہ سے ملا حیدر کو بھی تین ماہ تک
 مسقط میں قیام کرنا پڑا وہاں سے روانہ ہوئے بندرگاہ سوئذ میں ایک ماہ قیام فرمایا اور وہیں
 بندرگاہ میں ہوتے ہوئے جہاز پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر حمادی الاولیٰ ۱۲۴۴ھ میں
 مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں علامہ سید یوسف اہل اور عمر بن عبدالعزیز کی سے اجازت حدیث
 حاصل کی آخر حمادی الاولیٰ میں مدینہ شریف روانہ ہوئے اور وہاں وسط شعبان تک مقیم
 رہے اور منہ الثبت شیخ عالمہ سیدی اور علامہ عبدالحفیظ الاعرجی الملکی اور دیگر شیوخ سے سند
 حدیث حاصل کی اتنا سے غرض تشریف فرما شروع کیا تھا وسط شعبان میں
 مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر مدینہ شریف پہنچے اور نہان شریف میں تمام شریفین
 تدارک میں پورا قرآن شریف سنایا۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۴۴ھ کو دھن کے قصد سے مکہ معظمہ
 سے روانہ ہوئے جہاز پر روانہ ہوئے اتفاقاً راستہ میں جہاز خشکی پر چڑھ کر
 محسوس ہو گیا اور سولے چند آدمیوں کے اور سب لوگ غرق ہو گئے غرق ہونے والوں
 میں ملا حیدر بھی تھے ملا اسحاق بن ملا حبیب اللہ کی بیوی بھی تھیں۔ ملا حیدر اور ان کے
 صاحبزادے اور ملا حیدر کے ایک سرکاری عزیز شیخ حشمت علی کا کوڑی ایک کشتی کے
 ذریعہ سے پہنچے اور پھر جہاز پر پہنچے۔ وہاں سے دوبارہ جہاز پر سوار
 ہو کر ماہ صفر ۱۲۴۵ھ میں ممبئی پہنچے ممبئی سے شیخ حشمت علی صاحب اپنے ایک بھائی سے
 ملنے کیلئے حیدر آباد جانے لگے ملا حیدر صاحب نے انکو تنہا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا خود بھی
 انکے ساتھ حیدر آباد تشریف لیکے۔ وہاں پہنچنے کے قبل درجہ چند دلال دیوان ریاست
 حیدر آباد کو آپ کی آمد کی خبر معلوم ہوگئی۔ انھوں نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ
 پیشوا کی اور حیدر آباد میں باصرہ تمام قیام پر آمادہ کیا اور ایک سزا رو پیہ ماہوار منصب و

ملا حیدر کی کنیت مولانا حیدر تھا اور مولانا حیدر کی کنیت مولانا حیدر تھی۔ ملا حیدر کی کنیت مولانا حیدر تھی۔ ملا حیدر کی کنیت مولانا حیدر تھی۔

ایک ہزار روپیہ ماہوار کی جاگیر آپ کے نام نسل بعد نسل مقرر کر دی وہاں تدریس و افتاء و وعظ میں
 مصروف رہے تمام شہر کے رؤسا و علمائین سلطنت اور علماء آپ کی کمال عزت و احترام
 کرتے تھے بادشاہ نے بالکی سواری کیلئے اور خلعت شاہی مرحمت کیا۔ آپ کے تالیفات
 حسب ذیل ہیں۔ حواشی متفرقہ اکثر کتب درسیہ پر ایک سالہ منطق میں ایک سالہ اوراد
 میں ایک سالہ کیفیت سفر حج میں ایک سالہ اسانید میں۔ آپ کو بیعت و اجازت حضرت
 شاہ نجات شاہ کرمسوی خلیفہ حضرت شاہ شاکر اللہ صاحب سے تھی۔ آپ کی وفات
 حیدرآباد میں ۱۲۵۲ھ محرم ۱۲۵۲ھ کو ہوئی۔ حیدرآباد میں آپ کی کرامات بہت مشہور
 ہیں۔ جب طرح ثروت دنیا اور دولت عظمیٰ کے بارے میں آپ خوش نصیب تھے ویسے ہی
 اولاد کے بارے میں بھی آپ کا ایسا فریخی محل میں کوئی دوسرا خوش نصیب نہیں تھا
 یہ عجیب امر ہے کہ باوجود کثیر اولاد ہونے کے ملاحیدر کی اولاد میں سے کسی کی بھی آنکھ
 و برد و وفات نہیں ہوئی ملاحیدر کی برادری میں دو نکاح ہوئے تھے اور تیسرا عقد ملاحیدر نے
 حیدرآباد میں سادات کبار کے خاندان میں بیرونی بیوی سے کیا تھا ان سب سے نصاحبزاد
 اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ پہلی بیوی مولانا ازہار الحق بن مولانا احمد عبد الحق کی
 صاحبزادی تھیں جن سے چار صاحبزادے عمدۃ العیال ملاحظہ علی عرف محمد غوث اور ملا خادم
 اور ملا محمد غضنفر اور مولوی محمد علی تولد ہوئے ان کی وفات کے بعد ملاحیدر نے دوسرا عقد کاٹوری
 میں شیخ غلام قادر صدیقی بن شیخ نیاز محمدی الدین کی دختر سے کیا جن سے ایک صاحبزادہ مولوی
 احمد حسین اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی ظفر احمد بن ملا
 قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز کے ساتھ ہوا جن کا ۲۲ جمادی الثانیہ
 ۱۲۶۶ھ کو ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین صاحب بھوپڑ کر انتقال ہو گیا۔ ملاحیدر کی
 چھوٹی صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا عبد المہزاق بن مولانا جمال الدین بنیرہ مولانا
 انوار الحق کے ساتھ ہوا جن کی اولاد کا ذکر بعد کو آئے گا۔ ان صاحبزادی کی وفات بروز شنبہ
 ۱۲۹۶ھ اپنے شوہر عالی قدر کے رو برو ہوئی۔ ملاحیدر کا تیسرا عقد مشرف
 حیدرآباد میں سید نورالاصفیاء کی صاحبزادی سے ہوا جن سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں
 صاحبزادیاں لا ولد فوت ہو گئیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی نور المصطفیٰ
 مولوی نور الحسنین۔ مولوی نور احمد بن۔ مولوی نور المبین ان سب صاحبزادوں کے

مولانا ازہار الحق بن مولانا احمد عبد الحق کی صاحبزادی تھیں جن سے چار صاحبزادے عمدۃ العیال ملاحظہ علی عرف محمد غوث اور ملا خادم اور ملا محمد غضنفر اور مولوی محمد علی تولد ہوئے ان کی وفات کے بعد ملاحیدر نے دوسرا عقد کاٹوری میں شیخ غلام قادر صدیقی بن شیخ نیاز محمدی الدین کی دختر سے کیا جن سے ایک صاحبزادہ مولوی احمد حسین اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی ظفر احمد بن ملا قدرت علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز کے ساتھ ہوا جن کا ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۲۶۶ھ کو ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین صاحب بھوپڑ کر انتقال ہو گیا۔ ملاحیدر کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا عبد المہزاق بن مولانا جمال الدین بنیرہ مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا جن کی اولاد کا ذکر بعد کو آئے گا۔ ان صاحبزادی کی وفات بروز شنبہ ۱۲۹۶ھ اپنے شوہر عالی قدر کے رو برو ہوئی۔ ملاحیدر کا تیسرا عقد مشرف حیدرآباد میں سید نورالاصفیاء کی صاحبزادی سے ہوا جن سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں صاحبزادیاں لا ولد فوت ہو گئیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی نور المصطفیٰ مولوی نور الحسنین۔ مولوی نور احمد بن۔ مولوی نور المبین ان سب صاحبزادوں کے

اذکار بعد کو آئینگے۔ ملا حیدر صاحب کی ان بیوی کا انتقال حیدر آباد میں اپنے شوہر کے بعد
 ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ ملا حیدر کو سرکار نظام سے افضل الدولہ ملک العلماء کا خطاب تھا انکے بعد
 انکے بڑے صاحبزادہ ملا طور علی کو عہدۃ العلماء اور ملا طور علی کے بڑے صاحبزادے
 مولوی منظور حسن کو نجم العلماء اور چھوٹے صاحبزادے مولوی افضل کو فضل العلماء کا خطاب تھا
 مولوی محمد حسن بن ملا افضل حسن بنیرہ ملک العلماء ملا حیدر بنیرہ ملا محبت بنیرہ ملا سعید بن
 قطب شہید آئیے کتب سمیہ پڑھ کر فکر ملازمت کی۔ اور سرکار عالی کے کسی محکمہ میں ملازم ہو گئے
 عالم شباب میں ایک خرد سال صاحبزادہ منظور حسن چھوڑ کر سلسلۃ میں انتقال کیا۔ حیدر آباد
 ہی میں آپ کے عقد ہوا تھا۔ بلکہ تعلیم پابا ہے۔

مولوی حامد حسن بن ملا افضل حسن مذکورہ بالا کتب ابتدائیہ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اور
 مولانا عبد انباقی صاحب غلط سے پڑھیں۔ اسکے بعد سلسلہ ملازمت سرکار عالی علی حضرت
 نظام میں داخل ہو جانے لگے اورنگ آباد میں متعین ہیں۔ حیدر آباد ہی میں عقد ہوا ہے۔
 ابھی تک ولادتیں ہیں۔

مولوی حبیب حسن بن مولوی احمد حسن بن ملا افضل حسن مذکورہ بالا۔ آپ ملا افضل حسن کے
 بڑے صاحبزادے کے لڑکے ہیں ابتدائی کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر حیدر آباد
 واپس گئے اور عسرت کی وجہ سے فکر معاش میں مصروف ہوئے اب حیدر آباد میں ملازم سرکار
 عالی ہیں۔ نکاح بھی حیدر آباد میں ہو گیا ہے۔ یہ صاحبزادے نہایت ذہین اور سمجدار ہیں
 اتفاق زمانہ سے مجھ پر یہ سلسلہ تعلیم ترک کرنا پڑا جسکا حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اور
 انکے دیگر اساتذہ کو بہت افسوس ہوا۔ مولوی حبیب بن کے ایک لڑکے کا صدیق جن خود سال ہو چکے۔

مولو حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ بنیرہ ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ اپنے چچا ملا ابراہیم
 بن ملا احمد عبد الرحمن اور ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے پڑھ کر
 فاتحہ انفراد اپنے بڑے بھائی ملا حسین بن ملا محبت اللہ سے پڑھا۔ نہایت ذکی اور عاقل اور
 منظم اور خوش اخلاق تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی میں داسے درے سنے قدمے دریغ
 نہ فرماتے زندگی اور موت کے بعد آپ محمود خلعت تھے۔ تدریس و تالیف کی نوبت بوجہ
 انتظام جائداد و خانہ داری نہیں آئی فرقی کل میں جب ولادت ملا قطب الدین سکونت پذیر
 ہوئی تو امور نظامیہ کا تعلق حضرت مولانا احمد عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے تھا حضرت کے

عم بزرگوار حضرت استاذ الہند تواضعاً اکثر فرماتے کہ میان عبدالحق کی بدولت نظام الدین نظام الدین ہوئے کہ انھوں نے تمام امور خانہ داری اور افکار دنیا اپنے سر پر لے لیے ہیں اور میں باطمینان تمام خدمت علم میں مصروف ہوں۔ مولانا احمد عبدالحق نے آخر عمر میں انتظامات اپنے بڑے صاحبزادہ ملا محبوب اللہ کے سپرد کر دیے تھے جنکی وفات کے بعد ملا حبیب اللہ تمام امور کے متکفل تھے۔ غالباً اسید حبیب باغ مولانا انوار الحق قدس سرہ کا بھی انتظام میرے زمانہ تک مولوی احسان اللہ نیرہ ملا حبیب اللہ کے سپرد رہا۔ ملا حبیب اللہ کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی آپ کا عقد مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز بن ملا سعید کی صاحبزادی سے ہوا جسے پانچ صاحبزائے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں ان صاحبزادہ یوسنین سے بڑی صاحبزادی کا عقد اپنے مامون داد بھائی حضرت مولانا عبد الوالی بن ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کے ساتھ ہوا جو لا ولد انتقال کر گئیں دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محبوب اللہ کے ساتھ ہوا جنکی اولاد کا تذکرہ اُنکے شوہر کے ضمن میں آئیگا۔ ملا حبیب اللہ کے صاحبزادہ دکن کے نام حسب ذیل ہیں جنکے اذکار اپنی اپنی جگہ پر آئینگے۔ مولوی ولی اللہ۔ مولوی نسیم اللہ۔ مولوی حفیظ اللہ۔ مولوی علیم اللہ۔ مولوی سلام اللہ۔

مولانا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبوب اللہ مذکورہ بالا کتب رسید اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھ کر فراغت حاصل کی عالم جید ہوئے کچھ زمانہ تک وطن میں خدمت علم کرتے رہے اسکے بعد سرکار اودھ سے عہدہ دار و ملک عدالت مرحمت ہوا اس سلسلہ میں فیض آباد میں قیام اختیار فرمایا۔ واقعہ مولانا امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ میں اچودھیا کی مسجد متعلق تحقیقا آپ ہی کو سپرد ہوئی تھی اور باوجود وزیر اور حکام بالا کی سخت دھمکیوں کے آپ نے صحیح حالات لکھ کر جان پناہ کو بھیج دیا۔ مدت العمر فیض آباد میں قیام رہا ۳۳ درجہ ۱۲۹ھ میں وفات ہوئی نعش لکھنؤ لا کر باغ مولانا انوار الحق میں دفن کی گئی بعیت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی نیرہ ملا اسعد کی صاحبزادی سے ہوا جسے تین صاحبزائے مولوی فہیل اللہ اور مولوی عظیم اللہ اور مولوی حمید اللہ اور

مولانا حفیظ اللہ کی دو بیرونی بیویاں تھیں جن میں سے ایک بیوی سے ایک صاحبزادی تھیں جو شیخ عواد الدین حسین بن شیخ قمر الدین صدیقی جہانی کو بیاہی گئی تھیں ۱۲۸۷ھ عتایت

پا صاحبزادیان تولد ہوئیں صاحبزادوں کے اذکار بعد کو آئینگے۔ چاروں صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا عقد ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ بن احمد ملا سعد سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچو بھوڑا بھائی ملا محمد علی بن مولوی محمد یوسف نبیرہ ملا محبت اللہ سے ہوا تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی محمد خادم احمد بن ملک علی ملا حمید سے ساتھ ہوا یہ دونوں صاحبزادیان ملا ولد فوت ہوئیں چوتھی صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ سے ساتھ ہوا۔ ملا حفیظ اللہ کی تالیف کے متعلق میری نظر سے نہیں گذرا۔

مولوی حمید اللہ بن ملا حفیظ اللہ نبیرہ ملا محبت اللہ مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ ملا معین بن ملا مبین بن ملا محبت اللہ سے پڑھیں بیعت آپ کو حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی نوبت تدریس و تالیف نہیں آئی وفات آپ کی ۱۵ محرم سنہ ۱۳۳۷ھ میں ہوئی آپ کا عقد داتا مولوی علامہ الدین بن مولوی سعد الدین نبیرہ ملا رضا کی دفتر کے ساتھ ہوا جو ملا ولد فوت ہو گئیں دوسرا عقد آپ کا شیخ علی بخش انصاری لکھنؤی بن شیخ حسام الدین کی صاحبزادی سے ہوا جسے دو صاحبزائے مولوی نصیر اللہ اور مولوی حمید اللہ صاحب تولد ہوئے مولوی حمید اللہ کی ان بیوی کا انتقال اپنے بڑے صاحبزادہ کی وفات کے بعد سنہ ۱۳۳۷ھ میں ہوا۔ مولوی حیات اللہ (مولانا) بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حمید اللہ مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھیکر مولوی اور مولانا کی سند حاصل کی تکمیل ادب مفتی میر عباس صاحبزادوں اور دیگر علمائے اہل شیعہ سے کی اور لکھنؤ یونیورسٹی سے امتحان سرکاری پاس کیا۔ اہل انگریزی امتحانات دینے کا قصد ہے اسلیے انگریزی پڑھ رہے ہیں۔ علم ادب کے خاص شعبے صنعت سے دماغ کو بہت مناسبت ہے۔ وہیں اور ہوشیار بنی علم و عمل میں ترقی فرمائے ملا حبیب اللہ کی اولاد میں صرف یہی صاحبزادہ اس وقت فارغ تحصیل ہیں۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ نبیرہ ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ بالا۔ کتب ابتدائی پڑھنے کے بعد حیدرآباد فکر معاش میں چلے گئے اور پانچ گاہ کے علاقہ میں بہمدہ تحصیلہ مقرر ہو گئے۔ اسی شان میں امتحان وکالت بھی آپ نے پاس کر لیا اور مقام جانہ ریاست اعلیٰ حضرت میں وکالت کرتے رہے وہیں بمرض ہفیدہ دفعۃً جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا آپ شاعر بھی تھے اور جناب شیخ امیر احمد مینائی مرحوم مفتور سے تلمذ تھا حبیب اخلص کرتے تھے دیوان منتشر صورت میں موجود ہے بیعت آپ کو حضرت مولانا

مولوی نصیر اللہ صاحبزادہ کے متعلق میری نظر سے نہیں گذرا۔

سید الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ عقد آپ کا چترہ میں اپنی خالہ زاد بہن شیخ غلام نبی نیناموی ساکن چترہ کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی سمیع اللہ انکم ٹکسٹریا دگاہ میں جو ی بفضلہ اب تک حیات میں نہایت نیک طبیعت اور پاکیزہ نفس بہن شوہر کی وفات کے بعد حج و زیارت سے بھی مشغول ہوئی ہیں۔

مولوی حبیب اللہ بن مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بنیرہ ملا حفیظ اللہ مذکورہ بالا لکھنؤ بمبہ پڑھنے کے بعد تحصیل انجمن پڑی شروع کی ہے اور اپنے چچا زاد بھائی مولوی مسیح اللہ بن جو کہ حبیب اللہ مذکورہ بالا کے ساتھ بمبہ میں مقیم ہیں ابھی عقد نہیں ہوا ہے۔

مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق قدس اسرارہم کتب درسیہ آپ نے املا اسد اللہ بن ملا نور اللہ اور مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق سے پڑھیں اور فارغ التحصیل ہوئے نوبت تدریس نہیں آئی تلاش معاش میں حیدرآباد چلے گئے۔ اور سند و کالت حاصل کر کے مدت تک وہاں وکالت کرتے تھے آخر عمر میں فلج میں مبتلا ہو کر وطن واپس آئے اور اپنی سسرال کا کوری میں سکونت اختیار کیا آخر کار ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا آپ کے دو عقد کا کوری میں ایک ہی گھر میں ہے۔ والد شیخ ظہور علی بن شیخ نبی بخش کا کوری کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام بنیرہ مفتی یعقوب پیدا ہوئیں ان بیوی کے انتقال کے بعد دوسرے عقد سانی کے ساتھ کیا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جن کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا ان بیوی نے بھی اپنے شوہر کی حیات میں سسرہ میں وفات پائی۔ مولوی عبدالوہاب کی بیوی یعنی مولوی حسام الحق کی پڑی دختر نے ۱۳۳۷ھ میں لا ولد وفات پائی۔

مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق بنیرہ ملا سعید بن قطب تنہید کتب سیر کی تحصیل مفتی ظہور اللہ بن ملا دلی اللہ سے اور بعض دیگر اساتذہ سے کی بعد وفات اپنے والد ماجد کے اپنے جد امجد کے سجادہ نشین ہوئے۔ تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہے ہیں نے صرف و نحو کی تقریباً ہر کتاب پر آپ کے حواشی دیکھے ہیں۔ میزان المعرف کی شرح بھی تالیف فرمائی تھی۔ یہ سب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔ آپ کو بیعت اپنے جد امجد سے اور اجازت و خلافت اپنے والد ماجد سے تھی۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن

دختر مولوی عبدالنعمین مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہا سے ہوا جسے صرف ایک صاحبزادی جو میری حقیقی دادی تھیں یادگار ہیں۔ مولانا محمد حامد کا انتقال ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ کو ہوا۔ مولانا محمد حامد کی صاحبزادی کا عقد راقم الحروف کے جد امجد مولوی کرامت اللہ بن مولوی محمد مشائخ عبدالرب کے ساتھ ہوا۔ میری دادی کی پیدائش اپنے پردادا مولانا انوار الحق کی حیات میں ہوئی اور انکی وفات ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں ہوئی انکی اولاد کا ذکر مولوی کرامت اللہ صاحب کے حالات میں آئیگا۔

مولوی محمد حسین بن مولوی محمد شائق بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی عبدالدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب اسمیہ وبعض کتب سیدہ حکم تلاش معاش کی جانب توجہ کی انگریزی سلسلہ ملازمت میں داخل ہو گئے اور ترقی کو کے ذیلی کلکٹر مقرر ہو گئے بعد میں وطن میں سکونت اختیار فرمائی۔ اور ۲۰ شوال ۱۳۱۷ھ کو لاہور انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی قدس مشہور سے تھی بزرگان دین اور خاصہ پیر و مرشد سے شرف اعتقاد تھا پیر و مرشد کے انتقال کے بعد حضرت کے عرس میں باغ میں روشنی و تقسیم وغیرہ مدت العمر آپ ہی نے اپنے مصارف کی۔ آپ کی وفات کے بعد میرے والد جو موصوف کے وارث شرعی اور آپ کی جائیداد کے مالک ہوئے برابر عرس کرتے رہے اور اس وقت تک عرس ہم لوگ کرتے ہیں۔ آپ نے ۱۲۹۵ھ کے بعد والدہ اور بیوی کے ہمراہ سفر حج کا قصد کیا اور کھنوسے براہ کا پور و جبل پور بھی کیلیے روانہ ہوئے جبل پور پہنچ کر سخت طویل ہو گئے اور محبوبا وطن واپس ہوئے۔ دوبارہ ۱۳۱۷ھ میں حج کے ساتھ حج کیلیے روانہ ہوئے حج و زیارت سے سرفراز ہو کر مدینہ شریف براہ مکہ مکرمہ مرحمت وطن کے قصد سے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر آپ کی والدہ طویل ہوئیں اور مکہ مکرمہ ہی میں وفات پا گئیں اور حنت المعلیٰ بن پائین مزار سیدہ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا علیٰ زوجہا العالیٰ صلوٰۃ و تحیۃ و تسلیم دفن ہوئیں۔ مولوی محمد حسین صاحب کو شعر و سخن سے بھی ذوق تھا امتین تخلص فرماتے تھے آپ کا دیوان مرتب موجود ہے علاوہ اسکے مناقب و مذاقیم مؤلفہ استاذ السکرت ترجمہ اردو کو نظم فرمایا تھا جس کا نام گلستان طریقت ہے ایک کتاب کرامات غوثیہ اردو منظوم بھی آپ کی تالیفات میں سے ہے۔ آپ کا عقد اولاً آپ کی مامون زادہ بن دختر شیخ علیم اللہ بن شیخ عزیز اللہ مقیم تکر

ضلع بارہ بنگلے کے ساتھ ہوا جسے کوئی اولاد زندہ نہیں رہی دوسرا عقد پہلی بیوی کی حیات میں آپ کے
سب سے ضلع بارہ بنگلے میں شیخ حافظ احسان جی کی دختر سے کیا جسے کوئی اولاد نہیں ہوئی یہ بیوی
بفضلہ تھیں اس وقت تک بقید حیات ہیں پہلی بیوی نے بڑی عمر پا کر شعبان ۱۳۱۷ھ میں بمقام
بنکی انتقال کیا اور بانہ شریف میں چوترا حضرت سید السادات کے نیچے دفن ہوئیں۔

حرف الحناء

مولوی غلیل اللہ بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملاحسن کتب درسیہ
اپنے والد اقدس مفتی ظہور اللہ صاحب سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فاضل تھے اور ضلع ساگر
ملک متوسطہ کے کسی مدرسہ میں مدت تک سلسلہ ملازمت مقیم تھے آخر میں وطن علیل ہو کر آئے
روز ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ کو انتقال کیا۔ اولاد آپ کے ایک بن اصبہ دختر دنا من
خان سے عقد کیا جسے ایک صاحبزادے مولوی عنایت حسین تولد ہوئے انکے بعد آپ کے دوسرے عقد
دختر مولوی امین الحق بن ملا اسرار الحق بن مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہم سے کیا جسے دو صاحبزادے
ایک دھرمووی رعایت اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی غلام یحییٰ خان دوسری صاحبزادی
زوجہ اولی مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام ذکر یا بن ملا غلام
دوست محمد اور دو صاحبزادے مولوی جیم اللہ اور مولوی حفیظ اللہ تولد ہوئے۔
دوسری لڑکی لا ولد انتقال کر گئیں۔

مولوی غلیل الدین بن مولوی الہی بخش بن مولوی غلام یحییٰ خان نیرہ ملاحسن آپ کے
تحصیل علوم سمیٹے بلند پڑوسی حاصل کی اور سرکاری ملازمت میں داخل ہو گئے ترقی پا کر
تھیں دار ہو گئے تھے اب پنشن لیکر کانپور میں مقیم ہیں آپ کا عقد مولوی محمد رضا بن مولوی
غلام یحییٰ خان کی دختر سے ہوا جسے اولادین ہوئیں مگر زندہ نہ رہیں ان بیوی کی وفات کے
بعد آپ کے دوسرے عقد کانپور میں کیا جسے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جن میں سے
ایک صاحبزادے حمید الدین کا عقد حکیم عبدالحمید صاحب بن حکیم عبدالکریم کشمیری کھنڈی ساکن
جو پور کی صاحبزادی کے ساتھ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ میں ہوا ہے بقیہ حالات میرے علم میں آسکے
ملا خادم احمد بن ملک العیلا ملا حمید بن ملا حسین تحصیل علم پتے چچا ملا معین اور مفتی ظہور اللہ
بن ملا ولی اللہ سے کی۔ بعد ختم کتب درسیہ مدت اربع تدریس تصنیف میں مصروف ہے آپ کے
شاگرد کثرت سے تھے تصانیف آپ کے حسب ذیل ہیں۔ در رسائل در تحقیق دایرہ ہندیہ۔

سید ان حافظ بن محمد بن بخش بن محمد

سید صاحبزادی ان بیوی سے مولودین ۱۲ سالیت

حرف الذال

مولوی ذکا الدین بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن ملا برہان الحق - ولادت ۸ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۷۵ھ کو ہوئی۔ مولوی نور ممت و خاند کے بعد گھر سے چلے گئے۔ اور گوئی مرتبہ واپس وطن ہوئے مگر پھر چلے گئے۔ فی الحال لا پتہ ہیں۔ انکا عقد دختر مولوی حفیظ اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام محی خان کے ساتھ ہوا جو لا ولد سنہ ۱۳۲۳ھ میں انتقال کر گئیں۔

حرف الراء

مولوی رضا بن قطب شہید۔ آپ نے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ سے کی۔ اور عالم جمید ہوئے۔ مدت تک اپنے بھائی کے ساتھ درس دیتے رہے۔ مسلم اور مسلم پر مشرین لکھیں۔ اُس کے بعد توجہ علوم باطنیہ کی طرف بہت پڑھ گئی۔ حضرت سید السادات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ ذکر و فعل باطنی کی تعلیم حضرت سے حاصل کی۔ عالم رویا میں سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم حاضری مدینہ منورہ ہوا۔ مرشد سے اجازت لیکر کمال ذوق و شوق سے دیا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے۔ اُس کے بعد حضرت کے حالات طریقہ ظاہر سے نہیں معلوم ہوئے۔ ایک دن آپ کے گھر کے کون آپ کے خیال سے مضطرب تھے حضرت استاذ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ محمد رضا بغداد شریف میں حوض پر بیٹھے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میرے گھر کے لوگوں کو نکلیں دیدیجیے میں خیریت ہوں سب کو طینان ہو گیا۔ ایک مدت کے بعد حضرت استاذ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ محمد رضا برابر خواب میں مجھ کو اپنی خیریت سے مطلع کر دیا کرتے تھے۔ مگر اب کچھ عرصے کی حالت میں معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے انکا انتقال ہو گیا۔ اُس کے چند دن کے بعد فرمایا کہ محمد رضا نے مجھ سے خواب میں بیان کیا کہ انکا انتقال ہو گیا ہے۔ اور حسبِ راج آپ نے اُس کے فاتحہ کا حکم دیا۔ ملا رضا اور ملا نظام الدین سے آپس میں بہت زائد رگت تھی دونوں ایک ہی گھر میں رہتے تھے اور خورد و نوش ساتھ ساتھ تھا۔ ملا رضا کا بن آپ کے والد ماجد کی شہادت کے وقت آٹھ سال کا تھا۔ عقد آپ کا بھوین احمد آری خاندان میں ہوا تھا جسے دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔ مولانا احمد حسین اور مولانا عبدالحی۔ ملا رضا کی دختر کا عقد

علاؤ اللہ علیہ السلام سے ذکر شرح المسلم ذکر الامامة فان ذکر ہا فی الرسالۃ القطبیۃ ۱۱

سہالی میں شیخ محمد عظیم بن شیخ حسام الدین سے ہوا جسے ایک لڑکی اور ایک صاحبزادہ عبد الوہاب پیدا ہوئے
شیخ عبد الوہاب کا عقد ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک لڑکی تولد
ہوئی۔ شیخ محمد عظیم کی لڑکی کا عقد لکھنؤ محلہ مفتی گنج میں ہوا تھا جسے اولاد دھتری کے سوا اولاد
پسری نہیں ہوئی۔

مولوی رعایت اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا غلام تحسین خان بن ملا غلام دوست محمد بن
ملاحسن۔ آپ نے کچھ کتب درسیہ ملا عبد کلیم بن ملا امین اللہ بن ملا اکبر سے جو پور میں پڑھیں
اسکے بعد ندو کالت حاصل کی اور مرزا پور میں دو کالت کے سلسلہ میں مقیم رہے۔ اور دوسرا
عقد بھی وہیں کر لیا تھا جسے اولاد میں رہی۔ جو اس وقت تک موجود ہیں۔ ان اولادوں کے
چونکہ حالات مفصل نہیں معلوم ہیں اس لیے ترک کر دیے گئے۔ مولوی رعایت اللہ صاحب نے
مرزا پور میں غالباً ۱۲۴۷ھ میں انتقال کیا۔ وطن میں آپ کا نکاح آپ کی چچا زاد بہن دختر ملا
خلیل اللہ بن ملا غلام تحسین خان سے ہوا تھا جسے دو لڑکیاں ہوئیں۔ بڑی لڑکی کا نکاح جگہ
میں مولوی عبد الغنی کے ساتھ ہوا جو صاحب ولاد ہیں۔ دوسری لڑکی کا عقد مولوی محمد
اسحاق بن کو قصبہ لدین بن ملا غلام تحسین خان سے ہوا۔

مولوی رحیم اللہ بن ملا خلیل اللہ بن ملا غلام تحسین خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملاحسن
آپ نہایت صاحب و فاضل تھے۔ بسلطنت ملازمت ساگر میں مقیم رہے وہیں آپ نے
شوال سنہ ۱۲۸۵ھ میں اپنے والدین کی حیات میں وفات پائی۔ آپ کا پہلا عقد

حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ بن ملا ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا
مگر وہ لا ولد فوت ہو گئیں۔ دوسرا نکاح آپ کا مولوی غلام مرتضیٰ بن ملا غلام زکریا بن ملا غلام
دوست محمد کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی مولوی کلیم اللہ صاحب یادگار ہیں۔
مولوی رحیم اللہ صاحب کی یہ بیوی بے لہو بیوگی تقریباً ۱۳ سال حیات رہیں اور جب ۱۳۱۵ھ
میں انتقال کیا۔ مولوی کلیم اللہ صاحب کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی محمد رضا بن ملا غلام تحسین خان نبیرہ ملاحسن۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے
ملازم سرکار انگریزی ہو گئے۔ اور اس کے بعد بھوپال میں تقرر ہوا اعزاز و احترام کے ساتھ
بسر کی اور بھوپال میں انتقال کیا اولاد موجود ہے مگر ملا غلام تحسین خان کی دوسری زوجہ
اور مولوی قطب لدین بن مولوی غلام تحسین خان کی دوسری زوجہ کی اولاد کے مفصل

حالات مجھ کو جوہ تعلقات نہونے اور فرنگی محل سے ان حضرات کے تعلقات منقطع کر دینے کے معلوم نہ ہو سکے۔ آپ کا عقد بنارس میں ہوا جسے پانچ صاحبزائے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی خلیل الدین بن مولوی الہی بخش بن مولوی غلام محی خان تولد ہوئے۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں مولوی علاؤ الدین مولوی فیاض الدین مولوی جمال الدین مولوی ملا نور الدین مولوی جلال الدین جنکے حالات کا مجھ کو علم نہیں۔ مولوی رحمت اللہ بن ملا نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید تحصیل علم اپنے بھائی ملا نعمت اللہ سے کی۔ عالم فاضل ہوئے۔ نہایت سجدہ ارادہ دانشمند بزرگوں میں سے تھے۔ مین نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ملا نعمت اللہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر سلطنت عقل کے ذریعے سے مل سکے تو یہاں بھائی رحمت اللہ ضرور بادشاہ ہوتے۔ خاص کر مولانا کو علم انوار الفاضل اور فقہ اور حساب میں کامل مہارت تھی اپنے چچا مفتی ظہور اللہ کے انتقال کے بعد ان کے بچے مفتی عدالت مقرر ہوئے۔ تھوڑے زمانہ کی بعد آپ غازی پور چلے گئے اور وہاں مدرسہ سنیہ رحمت جاری کیا جواب فرمائی کہ کے کلج ہو گیا ہے وہاں مولانا نے بڑی وجاہت اور عزت پیدا کی تھی۔ حکام اور عوام سب کی نظر دل میں بہت معزز تھے۔ آنرییری مجسٹریٹ بھی سرکاری جانب سے بنا دیے گئے تھے۔ غازی پور میں ۱۷ ارجادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ میں انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا محمد احمد بن ملا نور اللہ الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے صرف ایک صاحبزادی یا دو گاہر ہیں۔ ان صاحبزادی کو میں نے دیکھا تھا نہایت پاک نفس ذاکر و شافع صائم الدھر اور قائم اللیل بیوی تھیں۔ مین نے بیوی نہیں اُن سے زائد عبادت گزار نہیں دیکھا۔ عمر بھی بہت پائی تھی۔ یہ صاحبزادی اپنے چچا زاد بھائی فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ بن ملا نور اللہ کو بیایا ہی تھیں اور صاحب اولاد تھیں جنکا تذکرہ بعد کو ہوگا۔ ان صاحبزادی کا انتقال ۱۶ شوال ۱۳۲۵ھ بروز جمعہ کو ہوا۔ مولوی روح اللہ بن مولوی محب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ کتبہ ابتدائی مدرسہ نظامیہ میں پڑھ کر اپنے والد کے ساتھ حیدرآباد چلے گئے اور وہاں انگریزی کی تحصیل کی۔ انٹرنس کا امتحان پاس کیا وطن آکر دختر مولوی انعام اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا محب اللہ سے عقد کیا یہ بیوی تقریباً ۲۷ ٹھ دس سال حیات رہیں اور ایک غمے دس سال لڑکی اور ایک لڑکا محمد سلیم چھوڑ کر عالم شباب

۳ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ روز شنبہ میں انتقال کیا مولوی روح اللہ صاحب اب تک دوسری شادی نہیں کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں درس ریاضی وغیرہ میں مصروف ہیں اور علوم عربیہ حاصل کر چکے ہیں۔ ایک سالہ نوحہ میں اور ملائیہ شرح تہذیب تالیف کیا ہے۔ نہایت خوش خط اور نیک در سلیم الطبع ہیں۔ مولوی روح اللہ صاحب کی دو اولاد ہیں ناگتخت داہین۔ بہیت انکو حضرت استاد قدس اللہ سرہ سے ہے۔

حرف الزاء

مولوی زہاد الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سراج الحق بن ملا نور الحق بن ملا انوار الحق۔ ابتدائی کتب پر حکم تلاش معاش میں بھوپال چلے گئے اور وہاں ملازم ہو گئے مدت تک وہیں ملازم رہے آخر ۱۳۲۳ھ میں بیمار ہو کر وطن واپس ہوئے اور شعبان ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی آپ کا عقد دختر کلان جناب مولانا نعیم صاحب سے ہوا جو اب تک بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ ایک لڑکی یادگار ہے جس کا عقد دو گادان میں قاضی نعیم الدین بن قاضی بشیر الدین صاحب فقہی من احفاد ملا کمال الدین سے ہوا ہے جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔

حرف السین

مولانا محمد سعید بن قطب شہید۔ آپ حضرت قطب شہید کے منجھلے صاحبزادے تھے کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھیں نہایت قابل علما میں سے ہوئے اپنے والد کے مدرسہ میں درس بھی دیتے تھے۔ اسی اثنا میں واقعہ شہادت والد ماجد پیش آیا۔ آپ بھی اس معرکہ میں زخمی ہوئے بعد کو سلطان عالمگیر کے پاس تشریف لیگے اور حویلی فرنگی محل کی سند سرکاری عطا ہوئی یہ فرمان شاہی میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ تھا اور اب تک موجود ہے۔ اسمین عطاے حویلی صرف ملا اسعد و ملا سعید کے نام ہے۔ کچھ گائون بھی علاقہ بہرائچ میں مرحمت ہوئے تھے۔ ملا سعید اپنے تمام خاندان کو لیکر لکھنؤ چلے آئے کیونکہ سہالی کے اعزہ واقعہ شہادت سے اس قدر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ انکو خطرہ تھا کہ ملا صاحب کی اولاد کو جسے پھر حملہ ہوا اور ہلوگ بھی پریشانی اٹھائیں اس لیے ان لوگوں کو ملا صاحب کے اہل و عیال کا سہالی میں رہنا پسندیدہ نہ تھا۔ ملا سعید عالمگیر کے پاس جا کر دوبارہ وطن واپس آئے اور سب کو لکھنؤ فرنگی محل میں سہالی سے منتقل کر کے خود دوبارہ عالمگیر کے پاس واپس گئے اور بلاد کن میں بعالم جرائی انتقال کیا۔ آپ کی

یہی شیخ عصمت علی گسگری کے خاندان کی نہایت منتظم اور ہوشیار تھیں۔ ملا سعید کے بعد مدت
تک حیات رہیں اور اپنے دونوں صاحبزادوں کی وفات کے بعد انکی وفات ہوئی۔ انکا مزاج
نزدون احاطہ باغ متصل دیوار مقبرہ یعنی حضرت مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق بن مولانا
جمال کے مقبرہ میں واقع ہے۔ سولے انکے کسی عورت کا مزرا نزدون احاطہ بچار دیواری نہیں
ہے۔ ملا سعید کو بعد ترک سہالی اتفاق تدریس نہیں ہوا۔ دو صاحبزادے مولانا احمد عبدالحق
اور مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما یادگار چھوٹے۔ فرنگی محل کے اکثر حضرات ملا سعید رحمۃ اللہ
علیہ کے اولاد ہیں۔ ملا سعید کو اپنے والد سے بہت اجازت تھی۔ انکے واسطے سے اب تک
سلسلہ چشتیہ جدید حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں موجود ہے۔ واللہ اعلم بشہور
ہے کہ فتائے عالمگیری کی تدوین میں ملا سعید بھی دوسرے علمائے مانڈشریک تھے اور دکن کی
لوائی میں حالت نماز میں جو چالیس علمائے مشہور ہوئے تھے انہیں ملا سعید بھی تھے ملا سعید کے
حجاز جانے کی جو روایت اعضاء اربعہ کے مطبوعہ نسخہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ مولانا
اعضان نے اپنی دوسری مولفہ کتاب عمدۃ الوسائل میں اس کے خلاف لکھا ہے اور خود اعضان
تمام قلمی نسخہ میں اس کے خلاف ہے۔

مولوی سلیمان بن ملا قطب الدین بن ملا غلام یحییٰ خان بن ملا دوست محمد بن ملا حسن
ملا قطب الدین ثانی کے بیرونی بیوی صاحبزادہ علم اپنے والد سے حاصل کیا۔ حیدر آباد میں
اپنے والد کے پاس مقیم تھے زیادہ حال مولوی قطب الدین کی اولاد کے مجھ کو معلوم نہیں ہیں۔
مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ بن ملا عبدالحق۔ کتب
دریہ اپنے بڑے بھائی مولانا دلی اللہ سے پڑھیں اور درس بھی دینا شروع کیا تھا کہ
درگزرہ میں مبتلا ہوئے۔ اور مرض نے طول کپڑا یہاں تک کہ چھوڑا ہو گیا اور اس میں شکات
دیا گیا مگر اس سے جانبری نہ ہو سکی اور بحالت شباب ایک صاحبزادے مولوی اکرام اللہ
اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عظیم اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ چھوڑ کر
انتقال ہو گیا۔ مولوی سلام اللہ صاحب کا عقد شیخ امان علی قدوائی کی صاحبزادی ہوا تھا۔
مولوی سراج الحق بن مولوی ظہور اللہ بن ملا ظہور حسن بن ملا ظہور علی بن ملک العلماء حیدر
انگیزی کچھ مدت علوم علی گڑھ میں پڑھی اب فکر ملامت کی جانب متوجہ ہیں۔ اس سال
شادی کا خیال ہے حیدر آباد ہی میں اپنے والد کے ساتھ مقیم ہیں۔

مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن مولوی سراج اللہ بن ملا خلیل اللہ - ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر انگریزی پڑھنا شروع کی اور بی۔ اے کا امتحان علیحدہ کلج سے پاس کیا۔ تلاش ملازمت میں حیدرآباد میں مقیم تھے اور وہاں ملازمت حاصل کی اُسکے بعد گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ انکم ٹیکس میں انکم ٹیکس انسپکٹر مقرر ہو گئے اور سلسلہ ملازمت میرٹھ میں مقیم ہیں نہایت نیک اور جوان صلاح اعضا کی خبر گیری کرنے والے ہیں۔ اُنکا عقد دختر حکیم محب علی کا کوہی بیٹے اپنی پھر بھی زاد بہن کے ساتھ ہوا ایک بچہ عظیم اللہ اور ایک لڑکی موجود ہیں دونوں خود سال ہیں۔ عظیم اللہ ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

مولوی سراج الحق بن مولوی حکیم دہان الحق بن ملا معان الحق بن مولانا برہان الحق - کتب ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر اپنے چچا کے پاس حیدرآباد چلے گئے۔ وہاں انگریزی حاصل کر رہے تھے کہ برص طاعون انتقال ہوا۔ یہ صاحبزادے نہایت ذکی اور ہوشیار اور ہوشیار تھے انہوں نے عمر نے وفات کی اور شائب کے قریب انتقال ہو گیا۔ تالیف انتقال اشرف لکھنوی نے کسی تھی جسکے تین شعر حسب ذیل ہیں۔

اشرف بھی ہے مثل سراج الحق آنکھ میں اور قلب جل کے شعلہ خاموش ہو گیا
دن بدھ کا تھا جمادی الاول کی تھی ششم جس دزدہ کھد سے ہم آغوش ہو گیا

چشم و چراغ قوت و آرام دل سرج

اہ آہ باد مرگ سے خاموش ہو گیا

مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا نور الحق رحمۃ اللہ علیہم - تحصیل کتب اپنے والد ماجد سے کی۔ نہایت صلاح و فاضل و قابل علم تھے جوانی میں بعارضہ دق انتقال کیا۔ آپ کا نکاح دختر ملا نفع بن ملا بحر العلوم کے ساتھ ہوا ایک صاحبزادہ ملا نظام الحق یادگار تھے جبکا ذکر بعد کو آئیگا۔ ملا سراج الحق کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جبکا عقد مولوی خیر اللہ بن مولانا محمد احمد کے ساتھ ہوا تھا جو اولد فوت ہو گئیں۔

مولوی سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید کتب مدرسہ اپنے والد ماجد سے تمام کیے۔ لیکن تلاش معاش کی فکر کیچو جسے مشغلہ علی باقی نہیں رہا۔ حج میں ملاوت کر لی تھی اس پر جسے اولاد کی تعلیم کی بھی فکر نہیں ہو سکی آخر میں وطن ہی میں انتقال ہوا باغ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ میں مزار واقع ہے۔ آپ کی شادی جوہر علی بارہ علی بن ہر

سیدہ جوہر علی بن رستم علی بن احمد غلام
نور الدین دختر سے عقد ہوا تھا

جسے دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے۔ صاحبزادوں کے نام مولوی عماد الدین اور مولوی عبدالرب محمد شاہ بن جن کا ذکر آگے آوے گا۔ اور صاحبزادی کا عقد ملا نور الدین ملا ولی ابن قاضی غلام مصطفیٰ کے ساتھ ہوا۔ ان صاحبزادی کی وفات السہیح الاولیٰ فیہ کے مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا کریم اللہ بن مولوی شرافت بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید یعنی میرے بھیلے بھائی نے کتب ابتدائی کی تحصیل کے بعد تحصیل انگریزی کی طرف توجہ کی اور ایٹ ملے تک پڑھا اور قانون کا لکچر بھی سنا اسکے بعد علوم عربیہ کی تحصیل کی طرف توجہ کی۔ ادب و نحو و صرف اور شرح و قایہ شمس الاعلا مولوی عبد المجید صاحب بن ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الرب بن بحر العلوم پڑھا۔ اور کتب علم کلام و تفسیر و فقہ و فرائض اور بعض کتب منطق اور شرح جغنی اور تصریح و مشکوٰۃ و صحیح بخاری اور مؤطا اور بعض دیگر کتب حدیث سبقاً سبقاً حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اور فارسی مولوی عبدالعزیز صاحب بن ملا عبد الرحیم اور کچھ شعیب اللہ بن موسیٰ سبح اللہ سے حاصل کی۔ عالم و فاضل و صالح بن۔ ابتدا ملے تحصیل سے تدریس پر توجہ خاص کی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ابتداءً حساب و فارسی کا درس دیتے رہے بعد کو علوم عربیہ کا درس بھی دینا شروع کیا اور شرح و قایہ۔ نور الانوار و سراجہ شریفیہ۔ شرح عقاید اور تصریح کے بیان آپ کے متعلق کیے گئے۔ جو آپ کی حمایت خوبی سے پڑھائے فاضل فرائض اور حساب میں اس قدر مہارت تامہ ہو کہ آپ اس دور میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ علاوہ تدریس کے دارالاقامہ کی نگرانی بھی آپ کے سپرد رہی جس کے کامیاب بنائیں آپ نے اپنی ان پلپٹے وقت کو وقف کر دیا تھا۔ آپ کی خوش نظامی اور طلباء کے ساتھ عام شفقت شہرہ آفاق ہوئی جس سے دور دراز سے طلبہ آکر مدرسہ کے دارالاقامہ میں داخل ہوئے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی نگرانی میں طلبہ کو شفقت پوری کا لطف حاصل تھا۔ اور باوجودیکہ طلباء فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے مشاغل میں ہیں مگر اب تک اُنکے ساتھ وہی شفقت پوری کا برتاؤ ہے۔ طلباء میں بے پلاسٹاش عاشقین ہیں جو تین تا پانچ مکان ملا کرتے رہتے ہیں جو مدرسہ اور طلباء کے ساتھ ہمدردی کا ایک بین خوش نصیب علم حدیث کی اجازت آپ کو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ فرائض غوثیہ علم فرائض

عبد المجید صاحب بن بحر العلوم پڑھا۔ اور کتب علم کلام و تفسیر و فقہ و فرائض اور بعض کتب منطق اور شرح جغنی اور تصریح و مشکوٰۃ و صحیح بخاری اور مؤطا اور بعض دیگر کتب حدیث سبقاً سبقاً حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اور فارسی مولوی عبدالعزیز صاحب بن ملا عبد الرحیم اور کچھ شعیب اللہ بن موسیٰ سبح اللہ سے حاصل کی۔ عالم و فاضل و صالح بن۔ ابتدا ملے تحصیل سے تدریس پر توجہ خاص کی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ابتداءً حساب و فارسی کا درس دیتے رہے بعد کو علوم عربیہ کا درس بھی دینا شروع کیا اور شرح و قایہ۔ نور الانوار و سراجہ شریفیہ۔ شرح عقاید اور تصریح کے بیان آپ کے متعلق کیے گئے۔ جو آپ کی حمایت خوبی سے پڑھائے فاضل فرائض اور حساب میں اس قدر مہارت تامہ ہو کہ آپ اس دور میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ علاوہ تدریس کے دارالاقامہ کی نگرانی بھی آپ کے سپرد رہی جس کے کامیاب بنائیں آپ نے اپنی ان پلپٹے وقت کو وقف کر دیا تھا۔ آپ کی خوش نظامی اور طلباء کے ساتھ عام شفقت شہرہ آفاق ہوئی جس سے دور دراز سے طلبہ آکر مدرسہ کے دارالاقامہ میں داخل ہوئے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی نگرانی میں طلبہ کو شفقت پوری کا لطف حاصل تھا۔ اور باوجودیکہ طلباء فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے مشاغل میں ہیں مگر اب تک اُنکے ساتھ وہی شفقت پوری کا برتاؤ ہے۔ طلباء میں بے پلاسٹاش عاشقین ہیں جو تین تا پانچ مکان ملا کرتے رہتے ہیں جو مدرسہ اور طلباء کے ساتھ ہمدردی کا ایک بین خوش نصیب علم حدیث کی اجازت آپ کو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ فرائض غوثیہ علم فرائض

میں بطر زجد یہ لکھی ہے جو طبع ہو گئی ہے۔ شرح عقابہ نسفی پر مطول حاشیہ لکھا ہے جو نامطبوع ہے۔ شرح وقایہ کی خاص جگہ پر خواشی ہیں جو نہایت مفید ہیں۔ ابتدائے عمر سے اشغال و اذکار کا نہایت ذوق ہے۔ حضرت والد ماجد سے تعلیم اشغال و اجازت حاصل کی بعد کو حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اجازت اخذ بیعت اور اجازت اذکار حاصل کی۔ حضرت مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے اجازت دلائل بھی ہیں۔

نکاح آپ ککو عبدالعزیز بن ملا عبدالرحیم بن ملا عبدالسلام بن ملا عبدالقدوس بن مفتی یعقوب کی صاحبزادی سے ہوا۔ ایک لڑکی زوجہ ثانیہ جناح محلہ قطب میانصاحب بن مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق اور ایک صاحبزادہ مولانا محمد شفیع سلمہ موجود ہیں۔ مولوی سلامت اللہ صاحب نہایت منظم اور مسود دنیاوی میں بھی کمال سلیقہ رکھتے ہیں۔ محلہ کے تقاریب و تقاریب عراس میں اکثر اہتمام آپ ہی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ہلوگون کی جائداد کا بھی انتظام بڑے بھائی مرحوم کے بعد سے آپ ہی کے متعلق ہے۔ اس سال ۵ شوال ۱۳۸۸ھ یوم پنجشنبہ کو جبکہ آپ عرس حضرت سید اسحاق مین جانے کی تیاری کر رہے تھے ناگاہ داہنے جانب ۹ بجے دن کو فالج کا شدید حملہ ہوا مگر ظن کرم فرمایا صحت ہو رہی ہے دماغ پر خدا کے فضل سے کسی قسم کا اثر نہیں ہوا اور مثل سابق بالکل صحیح ہے۔ البتہ داہنا ہاتھ اور پاؤں اب تک بیکار رہے شافی منطلق سے دعا ہے کہ وہ صحت نہالہ کو جلد واپس لائے اور شفا عاجل عطا فرمائے اور تادیر ہم سہون کے سروں پر زندہ و سلامت رکھے آمین بحرمت طہ و لیس۔

مولانا کو ہمیشہ سیاسیات مذہبی سے دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ جب جنگ اٹلی و طرابلس شروع ہوئی آپ نے نوید اسلام میں بحیثیت محررین کی بیڑی کو شش کر کے ترکی بحرد میں کیلیے چندہ فراہم کیا اور جنگ بلقان میں پوری محنت اور محنت جانفشانی سے تقریباً سینتالیس ہزار روپیہ چندہ جمع کر کے بھیجا جسکی فہرست شائع ہو چکی ہے جب جنگ عظیم یورپ ختم ہوئی اور فاتحین نے اسلامی سلطنت کو برباد کر دینا چاہا اور مسلمانان ہند نے دفع عن الاسلام کی غرض سے تحریک ترک موالات شروع کی تو

مولانا صوبہ خلافت کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ اور تقریباً تین سال تک نہایت پرچوش طریقہ پر خدمات انجام دیتے رہے۔ تقریباً تمام ملک کا دورہ کیا۔ اسی سلسلہ میں ۹ دسمبر ۱۹۴۷ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ کو گورنمنٹ نے دیر دفعہ ۱۰-الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری آپ کو اور شیخ شوکت علی صاحب اور جرد صری طلیح الودان صاحب و حکیم عبدالوہابی قمار اور پندت جواہر لال نہرو اور بعض دیگر ہندو عامیان تحریک کو گرفتار کر لیا اور ایک سال قید اور دس سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تین مہینے آپ جیل خانہ میں رہے اسکے بعد معینے پرچوش ساتھیوں کے بحکم گورنمنٹ قید سے رہا ہوئے۔

مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن ملا اکبر اللہ ابتدائی کتب پر حکمرانگری پڑھنا شروع کی اور سیوٹ انجینیئرنگ اسکول سے امتحان پاس کیا۔ کچھ زمانہ تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ریاضی سکھاتے رہے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے اور وہاں حکمران امور عامہ میں ملازم ہو گئے۔ اب ضلع بیدریں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہیں جو ان صلاح ہیں۔ عقد انکا دختر حکیم محب علی صاحب کا کہ رومی نواسی مولوی مسیح اللہ بن ملا خلیل اللہ کے ساتھ ہوا ماشاء اللہ دو بچے محمد رضا اور محمد خالد اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ محمد رضا قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ سب خرد سال ہیں۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی طرح امور دنیاوی میں خاص ملکہ ہے۔

حرف الشین

مولوی شمس الحق بن ملا معان الحق بن مولانا برہان الحق فیروز مولانا انوار الحق۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھ کر فکر ملازمت میں حیدرآباد چلے گئے اور پائیگاہ کے علاقہ میں تحصیلدار مقرر ہو گئے عرصہ کے بعد وہاں سے علیحدہ ہو کر وکالت شروع کی۔ اب تک حیدرآباد میں بسلسلہ وکالت مقیم اور کامیاب ہیں۔ نہایت نیک مزاجان مرغ طبیعت پائی ہوئے۔ آپ کی پہلی زوجہ صاحبہ حکیم کی حسین لاولہ انتقال کر گئیں۔ دوسرا نکاح، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ میں شیخ سلطان اشرف کی لڑکی سے ہوا جسے متعدد اولادین ہوئیں مگر سوا ایک لڑکے کے سب مر گئیں اس لڑکے کا نام نسیم الحق ہے جو اس سال پیدا ہوا ہے۔ خدا اُسکو

مولانا شمس الحق کا انتقال ہو گیا ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء بمقام شریعت نظامیہ حیدرآباد میں

عمر طویل عطا فرمائے۔

مولوی شائع بن مولوی مشائخ بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا بن قطب شہید۔ کتب درسیہ ابتدائی پڑھ کر تلاش معاش کی اور ملازم ہو گئے۔ ان کا عقد اولاً دینتر ملا اسرار الحق بن مولانا انوار الحق سے ہوا جو لاہور انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد بنکی ضلع بارہ بنکی، امین شیخ علیم اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جب ایک صاحبزادے مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر بھوکر مولوی شائع صاحب نے وفات پائی۔

مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی مشائخ بن میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی کتب درسیہ پڑھنے نانا مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق سے تحصیل کیں۔ اسکے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی اور سرکاری ملازم ہو گئے مختلف عہد و پور ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے۔ ۱۳۲۵ء میں پیشہ بیکر وطن میں اقامت اختیار کی۔ حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب مدرسہ عالیہ نظامیہ کے افتتاح کا انتظام کیا تو آپ کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے دو برس تک نہایت اہمیت اس کام کو انجام دیا اسکے بعد بقصد حج شوال ۱۳۲۵ء میں مع اپنے وفادار ملازم اور خدمتگذار خاص سہمی رمضان کے حرمین شریفین چلے گئے۔ اور وہاں جنگ عظیم کے دوران میں رجب الثانی ۱۳۳۵ء میں تقریباً آٹھ سال قیام کرنے کے بعد وطن واپس آئے اور دو برس تک قیام کیا۔ یکم ستمبر ۱۳۳۵ء کو طبیعت معمولی طور پر خراب ہوئی اور سوا تینس لاجت ہوا۔ معالجہ کے متعلق جب ہوگوں نے عرض کیا تو حسب ذیل شعر پڑھ کر انکار کر دیا۔

حیث درمے کہ بخودنگ و ابرداشت
بہر جانے نتوان ناز سجا برداشت

۳ صفر کو طبیعت پر سکون تھا بعد قہر تھوڑی دیر سو کر جا گئے تو طبیعت کچھ خراب محسوس ہوئی مگر اسپر ہی توجہ نہ کی۔ مغرب کے وقت نماز پڑھنے کیواسطے کھڑے ہوئے نماز کی نیت کر چکے تھے کہ استنجہ کی شدید ضرورت محسوس ہوئی نماز توڑ کر استنجہ کو سمجھنے پلٹ کر آئے تو سوء تنفس بہت زیادہ تھا پلانگ کے قریب قبلہ رو بیٹھ کر نیم کیا اب سخت کمرشروع ہو گیا تھا اور ہر ابرہم ہر کمر کرنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ عم محترم جناب اسکیم و باج الحق صاحب آچکے تھے۔ وہ نماز پڑھنے لگے۔

اور آپ نے بھی نماز شروع کی مگر شدت تکلیف و کرب میں نماز ختم ہونے کی نوبت نہیں آئی تھی اب ہم سب لوگ ہونچ گئے۔ اور حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ اور سینہ پر روغن بادام مصطفیٰ لٹھ لگے کہ دفعتاً آپ لیٹ گئے اور روح اسے علیین کو پہنچی شب کو بوجہ قربت یا رخصت کے دفن نہیں ہوئے صبح کو قبل جمعہ ہر صفر ۱۲۸۷ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء کو باغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ میں متصل دیوار مغربی اپنے پرانا مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ بیعت و اجازت آپ کو اپنے نانا مولانا خدو صاحب صاحب سجادہ نشین مولانا انوار الحق قدس سرہ سے تھی۔ اپنے منجھلے صاحبزادے مولوی سلامت اللہ صاحب درپو سے مولوی محمد شفیع سلمہ کو اجازت و رحمت کی ہے۔ زمانہ ملازمت میں ہمیشہ نصف شب کے بعد جاگتے اور تمام شب ذکر و شغل اور عبادت میں بسر فرماتے۔ مدت ملازمت بھر ایک پیسہ اور چیز رشوت کی یا ناجائز حاصل نہیں کی ڈالنی وغیرہ تو بڑی چیز ہے کسی سے بلا قیمت لکڑی جلانے کی نہیں لی۔ مقدمات کے فیصلے کر نہیں کبھی کسی سفارش یا حکام بالا دست کے ناجائز دباؤ کا اثر نہیں لیا اور جو قرین انصاف ہوتا تھا وہی کرتے تھے۔ حکام بالا دست کی بجا خوشامد اور ماضی باشی میں تقبیح اوقات نہیں فرماتے۔ مجھ سے ایک واقعہ صغیر علیٰ نقاسا کن و زمیندار موضع سوا میں ضلع اناؤ نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر بیان کیا جسکا اظہار اس موقع پر غالی از دیکھپی نہ ہوگا اور جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا کو انصاف و رد عیا پروری کس درجہ محفوظ تھی۔ خالقنا مذکور کا بیان ہے کہ ۱۸۹۵ء میں جبکہ مولانا ضلع سلہا پور میں سہمدہ ڈپٹی کلکٹری تعینات تھے اور تحصیل کا دی پور کے انچارج تھے۔ اس وقت خالقنا مذکور ضلع اور تحصیل مذکور میں دیہات کورٹ ٹاؤن علاقہ کھیراڈیہ سہی پور کے ضلع دار تھے اور اکثر مولانا کی خدمت میں اپنی موردنی عقیدت اور خلوص کی بنا پر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ علاقہ مذکور کے موضع سارنگ پور ٹھا کر بہت شریر اور شورہ پشت اور فخر دہنے والے متعلق اُس طرف میں مشہور ہے کہ شاہی زمانہ میں ازراہ شرارت جبکہ دار کے اونٹ کو کوٹھے پر چڑھا کر جھبا دیا تھا۔ ملازمین کوٹ آف ٹاؤن کی حکومت کا اثر نہیں لیتے تھے اور نہ لگان وقت پر دیا کرتے تھے۔ حکام کورٹ

اس واقعہ کا ذکر مولانا صاحب نے اپنے تئیں کیا ہے۔ یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

آؤٹ لٹس کے ایسا پر اس موضع کے سرغنہ اور اسکے چند ساتھیوں پر ملازمین حکمہ مذکور نے ایک مقدمہ نو جداری چلایا کورٹ آف لٹس کے اثر سے پولیس نے اس میں رنگ آمیزی کر کے مولانا کے اجلاس پر ملازمین کا چالان کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر ضلع دورہ پر اسے ملازمین کورٹ کی خواہش سے مولانا کو ایک جیٹھی لکھی کہ ملازمین کو سزا دی جائے۔ اد جب دورہ سے واپس آئے تو زبانی بھی سنا لینے کی تاکید کی۔ مولانا کو اس مقدمہ میں شک پیدا ہوا پہلے خود منہ پر جا کر تفتیش فرمائی اُنکے نزدیک مقدمہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ثابت ہوا۔ فریقین کی باضابطہ شہادت لینے کے بعد ملازمین کو بری کر دیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے خط کو مسل میں شامل کر دیا۔ اور اُس ملازم کورٹ پر جس نے یہ استفادہ دائر کیا تھا بموجب دفعہ ۱۹۴ تعزیرات ہند غلط الزام لگانے کا مقدمہ قائم کر دیا۔ جس میں کورٹ آف لٹس کا بہت روپیہ صرف ہوا تب عدالت اپیل سے اُس ملازم کی بریت ہوئی۔ ڈپٹی کمشنر کو اس معاملہ میں بہت سخت ہوئی اور آپسے ہمیشہ ناراض رہا مگر آپسے اظہار حق اور انصاف کے مقابلہ پر اسکی کوئی پروا نہیں کی۔ (انتہی ماکتبیہ)

اپنے مامون حضرت مولانا عبدالرزاق سے بھی بعض دکاؤں اور اشغال حاصل کیے تھے اور انکی خدمت میں نہایت خلوص تھا علاوہ اُنکے مولانا فضل الرحمن قدس سرہ اور مولانا شاہ عبدلطیف ستہنی قدس سرہ اور اپنے وقت کے دیگر بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ حضرات نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ والد ماجد اور مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق اور مولانا عبدالحی بن مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہم سے بہت زائد تعلقات مودہ و محبت تھے کہ اس قدر کسی دوسرے سے نہیں تھے والد صاحب بلکہ اکثر فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے ان دوستوں سے وعدہ ہو گیا ہے کہ اگر کوئی بھی فضل خداوندی سے جنت الفردوس میں جنگہ پائے تو مجھ کو اپنے ہمراہ لیجائے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے خیر العمل میں لکھا ہے واصغرهما المولوی شرف اللہ صدیقی وحبیبی جامع للفضائل الخلقی۔ مولانا کا نکاح فقہور میں منشی نہال الدین کی جھوٹی صاحبزادی سے ہوا تھا جس نے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوہدہ مولانا عبدالرؤف بن مولانا عبدالوہاب

بن مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین پیدا ہوئے۔ تینوں لڑکوں کے نام حسبِ میل
ہیں مولوی ہدایت اللہ مولوی سلامت اللہ اور فقیر محمد عنایت اللہ سب چھوٹا ہو
ان سب کے تذکرے اپنے اپنے مقام پر کیے گئے ہیں۔ میری والدہ عنایت نیک اور شریف الطبع
بیوی تھیں کبھی کسی سے لڑائی نہیں ہوئی باوجودیکہ اُنکے شوہر ہی ہمیشہ گھر کے مربی و
سرپرست رہتے تھے مگر کبھی بھی انتظام خانہ داری اپنے متعلق نہیں لیا۔ ہمیشہ میری بڑی چچی جو بڑی
تعلیم پیر و انتظام رکھا اور خود اُنکی اطاعت ہو ورنہ کی طرح کرتی رہیں۔ فرنگی محل میں اُنکی
نیک طبیعت ضرب المثل تھی ۵۰ ہر جب ۱۳۲۵ء کو ۹ ربیعہ شرب کے وقت انتقال کیا۔ مجھے یاد نہیں
پڑتا کہ کبھی بھی میری والدہ نے مجھ کو یا میرے بھائیوں کو مارا ہو۔ خدا میرے والدین کو
بہترین جزا دے۔ دبا غفر لی ولوالدی وادھما لکما دیانی صغیراً۔

میرے چچا شفیق رحمت اللہ بن مولوی سلامت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن علامہ شریف
۱۲ صفر ۱۳۱۵ء کو پیدا ہوئے حفظ قرآن کے بعد تحصیل کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ابتداً
لیکچرر انتہائی کی اور مولانا کی سند حاصل کی الگ آباد پور میں سے امتحان مدظلہ پاس
کیا اسکے بعد زراعتی کالج کانپور میں تعلیم حاصل کرنے گئے اس اثنا میں مصرع کے دو بے ہونا
شروع ہو گئے۔ اور محبوب زادگان سے واپس آئے اور تدریس میں مصروف ہوئے۔ تحریک
خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانانِ کلکتہ نے مدرسہ اسلامیہ ذکر یا مسجد میں قائم کیا تو مولانا ابھی
آزاد کے طلب پر حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ مولوی محمد شفیع صاحب کو دہلی بھیج دیا۔ کچھ
زمانہ بحیثیت مدرس اور عرصہ تک بحیثیت افسر مدرس و متم کام کرتے رہے۔ اور کلکتہ کی
خلافت کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے بالیڈے پارک میں ایک پرچوش تقریر فارسی مصطفیٰ
کمال پاشا کی فاتحانہ پیش قدمی میں انگریزوں کی مداخلت پر کی جس کے نتیجہ میں رنج لاؤل
۱۳۲۵ء مطابق نومبر ۱۳۲۵ء کو گرفتار کر لیے گئے۔ اور ایک سال تک جیل خانہ بیرام پور میں رہا
میں رہے نومبر ۱۳۲۵ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۵ء میں رہا ہوئے۔ کلکتہ کے سربراہان و
حضرات حسبِ طرح اُنکی عزت کرتے تھے اُس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ہنس پھڑکے مولوی محمد شفیع صاحب دہلی
پیدا کر لیا تھا۔ بعد رہائی وطن واپس آئے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں اس وقت تدریس میں

مشغول ہیں۔ شہنشاہ علی کے ساتھ علمی مباحث میں وسعت نظر بہت کم نہایت صلاح کل لڑائی
بھگڑون سے علیحدہ رہنے والے شخص ہیں۔ انکا نکاح اولاً انکی چچا زاد بہن دختر مولوی
برایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ سے ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور چچا بڑی
لا ولد جادی الاولیٰ ۳۳۰ھ میں انتقال کر گئیں۔ ربیع الاول ۳۳۲ھ میں دوسرا نکاح
مولوی انیس احمد صاحب عباسی کی ہمیشہ زادی دختر منشی شوکت علی کاکوروی کے ساتھ
ہوا جسے ایک لڑکا محمد رفیع اور ایک لڑکی اب تک موجود ہیں دونوں خرد سال ہیں۔
مولوی محمد طغی صاحب کے تالیفات حسب ذیل ہیں۔

التجہیر للکافین لاموات المسلمین۔ رسالہ سعادت جدیدہ و قدیمیہ۔ تہذیبی مایم الاجسام پر جو اش
اشبان الادب۔ ترجمہ ہدیۃ الطیبہ لصلۃ ابن ابی شیبہ۔ شرح ابیات مشککہ دیوان غالب۔
حاشیہ بحر الرائق ناتمام جو جیل میں لکھا گیا۔ ترجمہ رسالہ سلیمانہ۔ عل جامعہ صمد اول دوم

حرف صہاد

ملا صفدر بن ملا حسین بن ملا محبت اللہ تحصیل کتب تمامہ کر کے استعداد کامل حاصل
عین جوانی میں بیمار شدہ جس بول انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ
علیہ کی دختر سے ہوا تھا اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر فوت ہو گئی اور کوئی عقبہ باقی نہیں
مولوی صفی اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ کتب رسمہ
پڑھنے کے بعد فکر ملازمت کی مدتوں اپنے سوتیلے بھائی مولوی انعام اللہ کے ساتھ رہے
بعد کو حیدر آباد چلے گئے۔ وہاں مسلسل ملازمت میں ہنگولی میں قیام کیا آخر میں مبتلا
فلج ہو کر وطن واپس ہوئے۔ اور بہتوں غلوں رکھ کر ۳۳۲ھ میں انتقال کیا یہ عجیب
امر ہے کہ مولانا ولی اللہ صاحب کے سب لڑکے اور لڑکیوں کا انتقال رجب ہی کے مہینہ میں
واقع ہوا۔ مولوی صفی اللہ کا نکاح ملا احمد حسین بن ملا حیدر کی دختر سے ہوا جو لا ولد انتقال
کر گئیں۔ اب مولانا ولی اللہ صاحب کی نسل میں سولہ مولوی انعام اللہ کے ایک نو اسہ
محمد سلیم۔ حد ایک نو اسہ خرد سال کے اور کوئی باقی نہیں رہا۔

مولوی صمصام الحق بن ملا نظام الحق بن ملا سلجہ الحق بن ملا نور الحق کتب رسمہ اپنے

ملا صفدر بن ملا حسین بن ملا محبت اللہ تحصیل کتب تمامہ کر کے استعداد کامل حاصل
عین جوانی میں بیمار شدہ جس بول انتقال کیا۔ نکاح آپ کا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ
علیہ کی دختر سے ہوا تھا اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر فوت ہو گئی اور کوئی عقبہ باقی نہیں
مولوی صفی اللہ بن مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ کتب رسمہ
پڑھنے کے بعد فکر ملازمت کی مدتوں اپنے سوتیلے بھائی مولوی انعام اللہ کے ساتھ رہے
بعد کو حیدر آباد چلے گئے۔ وہاں مسلسل ملازمت میں ہنگولی میں قیام کیا آخر میں مبتلا
فلج ہو کر وطن واپس ہوئے۔ اور بہتوں غلوں رکھ کر ۳۳۲ھ میں انتقال کیا یہ عجیب
امر ہے کہ مولانا ولی اللہ صاحب کے سب لڑکے اور لڑکیوں کا انتقال رجب ہی کے مہینہ میں
واقع ہوا۔ مولوی صفی اللہ کا نکاح ملا احمد حسین بن ملا حیدر کی دختر سے ہوا جو لا ولد انتقال
کر گئیں۔ اب مولانا ولی اللہ صاحب کی نسل میں سولہ مولوی انعام اللہ کے ایک نو اسہ
محمد سلیم۔ حد ایک نو اسہ خرد سال کے اور کوئی باقی نہیں رہا۔

ملا عبد الحکیم بن ملا امین اللہ سے چرچین۔ ایک مدت تک وطن میں تدریس کا سلسلہ رہا اسکے بعد پٹنہ چلے گئے اور وکالت کی سند حاصل کر کے وہاں وکالت شروع کی۔ آپ کی تفتیش میں سے صراطِ مستقیم فقہ میں اور نظامِ عالم ہیئت میں ہو آپ کا عقد اولامیری بھی ہے دھتر مولو کر امت اللہ سے ہوا جو ایک صاحبِ جزائے مولوی عبد الحق اور ایک صاحبِ جزائی زوجہ مولو عبد العزیز بن مولوی عبد الرحیم کو چھوڑ کر وفات پانگین۔ دوسرا عقد آپ کا ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ کی بیوی صاحبِ جزائی سے ہوا جو ۲۲ محرم سنہ ۱۲۸۷ھ کو ولدِ دلداریت ہو گئیں مولوی عبد الحق قرآن شریف حفظ کر چھپتے تھے اس عرصہ میں علیل ہوئے اور ۲۳ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۹۱ھ کو انتقال کیا۔ مولوی صمصام الحق کا انتقال ۲ محرم سنہ ۱۲۸۷ھ کو لکھنؤ میں ہوا آپ کو بیعت و اجازت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ نے ہمارے کچھ لوگوں کو مرید بھی کیا تھا۔

مولو محمد صالح ابوالحسن بن ملا عبد الجبار بن ملا عبد النافع بن مولانا بحر العلوم۔ آپ کا تذکرہ حرفِ الفت میں گذر چکا۔

مولو صبغت اللہ بن مولوی ہدایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ تحصیل کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں تمامہ کی اور سنہ ۱۲۸۷ھ میں سند مولانا مہمل کی انگریزی بھی کچھ پڑھی اُس کے بعد مدرسہ کی جانب توجہ کی اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں مدرس مقرر ہوئے تقریباً پندرہ سال سے درس فرماتے ہیں۔ نہایت ذکی اور ذہین ہیں۔ عربی ادب میں خاص مہارت حاصل کی ہو۔ نہایت خوش بیان اور نہایت اچھے مقرر اور انشا پرداز ہیں۔ تقریر اور تحریر نہایت اچھی اور لطافت آمیز ہوتی ہیں۔ علمائے فرنگی محل میں اب انکے برابر اچھی تقریر اور تحریر کر نوالا نہیں ہے۔ کچھ زمانہ ہوا ایک سالہ موسوم بہ النظامیہ جاری کیا تھا جو تقریباً چار سال جاری رہا۔ اُس کے بعد تھریک خلافت کے زمانہ میں ڈپٹی کمشنر کے حکم سے بند ہو گیا۔ دو برس سے اخبارِ خادمِ الحرمین جاری کیا جو انجمنِ خدامِ الحرمین کا آرگن ہے۔ مولو یصاحب موصوف اس انجمن کے اسسٹنٹ سیکریٹری بھی ہیں۔ انکا عقد انکی مامون زادہ بن دھتر مولو غلام اللہ بن مولوی احمد اللہ بن ملا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اُنسے اس وقت دہلی کے محمد ہاشم اور محمد صبیح

اور ایک لڑکی موجود ہیں محمد ہاشم قرآن شریف حفظ کر رہا ہے بقیہ خرد سال ہیں۔ انکو حضرت
استاذ اور حضرت پیر ابراہیم صاحب بغدادی بیت سے اہل طبع و ادراک کا کئی ہزار مشر شاگرد تیار فرماتے ہیں۔ انکو
نشانہ ہیں۔ ترجمہ مناقب ائمہ اور انوار الغیوب یعنی مولانا حضرت حاجی امجد اللہ کے
رسالہ کا ترجمہ یہ دونوں مطبوع ہیں۔ ترجمہ مل و نخل شہرستانی اور ترجمہ تاریخ
الوفا و الفداء اور ترجمہ تاریخ اسلام سید احمد دہلوی لکھی۔

حرف الصاد

مولوی ضیاء الحق بن مولانا ازہار الحق بن مولانا عبدالحق بن ملا سعید بن قطب شہید
اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک دن دریا پر سیر کیلئے گئے اور دریا میں
نہانا شروع کیا دفعتاً بھنور میں پھنس گئے اور غرق ہو گئے۔ اس جوان مرگی سے والد
ماجد کو بیدار صدمہ ہوا اور اس کے بعد سے مبتلاے امراض ہو کر اکٹا بھی انتقال ہو گیا۔
مولوی ضیاء الحق بن ملا امان الحق بن مولانا بہار الحق بن کتب درسیہ مطولات تک مولانا
عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق اور مولانا عبدالحق اور مولانا محمد نعیم فیروز مولانا محمد العلوم
سے پڑھیں۔ اسکے بعد انگریزی پڑھ کر ملازمت سرکاری کی اور بسلسلہ ملازمت صنایع
بارہ بنکی میں مقیم ہے۔ اب نیشن لیکچرر مل میں مقیم ہیں۔ اب تک زمانہ میں مولوی صاحب نے
نکاح نہیں کیا۔ عرصہ بارہ سال کا ہوتا ہے کہ فتح الطاف حسین بھٹو کی صاحبزادی سے نکاح کیا
تا ہنوز کوئی اولاد نہیں ہے خدا اولاد عطا فرمائے۔

حرف الطاء

مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا سعید بن قطب شہید۔ ولادت
مکہ المہدیین ہوئی تحصیل کتب اپنے والد اور چچا ملا حسن سے کی نہایت زبردست و قابل
عالم ہے۔ سلسلہ قطبیہ کے چیدہ علمائین سے تھے۔ صاحب خیر العمل نے مفصل انکے حالات
لکھے ہیں۔ عہدہ انتاسر کار اودھ سے سپرد ہوا جسکو چالیس سال تک متواتر انجام دیتے
رہے۔ باوجود عدالتی کاموں کے سلسلہ تدریس و تالیف بند نہیں ہوا۔ زود ہر ثلاثہ پر مطول
حواشی اور تفسیر بازنہ کے رسالہ دوم کی شرح آپ کی خاص تالیفات ہیں۔

عہدہ دارالعلوم لاہور میں ایک مہینہ اور تدریس ہوا جسکا نام محمد امین ہے محمد ہاشم قرآن شریف کے فرزند صاحب کی اور باجدار کی کتب مرتبہ ہر مہینہ ہے

تمام کتب درسیہ اور خاصکر کتب فقہیہ پر متفرق حواشی ہیں۔ مولانا تمام علوم کے ماہر تھے لیکن خاصکر علوم فقہیہ میں بوجہ کار و بار عدالت ملکہ تمام حاصل تھا۔ میں نے مولانا کے حواشی میرزا درجلال سے استفادہ کیا جو۔ حق یہ ہے کہ یہی کتاب س بات کی شاہد قوی ہے کہ مولانا کو علوم عقلیہ میں علوم فقہیہ کے کم مارت تامہ نہیں تھی۔ مولانا کے کتب میں وہ فوائد ملتے ہیں جسے بڑے بڑے مصنفین کی کتابیں خالی ہیں۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ لکھنے کا طرز بہت کچھ مولانا کے طرز سے ملتا ہے۔

مولانا کے تلامذہ علاوہ ارباب فرنگی محل حسب ذیل ہیں۔

مولانا نور کریم دریابادی۔ مولوی عبدالرحیم معنی پوری۔ مولوی جلال الدین رامپوری۔ مولوی نجم الدین رامپوری۔ قاضی امین الدین فتح پوری۔ قاضی سعید الدین دہلوی۔ کفایت اللہ المتخلص بہ کافی مراد آبادی۔ مولوی احسان اللہ دہلوی۔ مولوی خیر اللہ۔ مولانا عبد الحمید بدایونی۔ مولانا افضل رسول بدایونی۔ مولوی یاد علی نصیر آبادی۔ مولوی محمد ہادی۔ مولوی عبدالکریم۔ مولوی عبدالقادر لکنوی۔ حکیم واجد علی خان مولانی۔ مولوی فنی تقی زید پوری۔ مولوی احمد علی محمد آبادی۔ مولوی سعید عظیم آبادی۔ شاہ مولانا احمد سعید دہلوی۔ مولوی حیدر علی فیض آبادی۔ مولوی مظہر علی خان لکنوی۔ ملا شیر محمد۔ مفتی عبدالواحد رامپوری۔ مولوی مسیح الدین خان کاکوروی۔ مولوی ابوالحسن پنجابی۔ مولوی سعد اللہ مراد آبادی۔ مولوی قدرتی ردو لوی۔ مولوی جعفر علی کمنڈوی۔ مولوی فضل علی سندیلو۔ مولوی افضل علی جوہری۔ مولوی سرفراز علی خان مفتی عدالت عظیم آباد۔ مولوی حسین احمد محدث علی آبادی۔ مولوی عبد الحفیظ علی آبادی۔ مولوی عثمان علی جاسی۔ مولوی محمد عقیف دہلوی۔ شامی سلم العلوم۔ مولوی حسین الدین کڈوی۔ مولوی صبغت اللہ نگرانی۔ مولوی صادق لکنوی۔ حکیم رضا علی۔ حکیم سید محمد حکیم مرزا کلو۔ شیخ محمد حسین حکیم تائبینا ساکنان لکنوی۔ مولوی اسماعیل جیسپوری۔ مولوی حکیم غلام نجف۔ حکیم ابوالبقا۔ حکیم ابو علی ساکنان سندیلو۔ مولوی علی قلی خان کنتوری۔ مولوی اشرفی ردو لوی۔ مولوی غلام حسین پنجابی۔ حکیم محمد حسین مولانی۔ مولوی شکر اللہ آبادی۔ مولوی فیاض الدین پنجابی۔ مولوی پیر بخش کچھوچھو

مولوی پناہ علی بجاہی۔ فنی شملی نقی خان۔ مولوی ثابت علی۔ آجادی۔ مولوی ارادت حسین۔
مولوی دیانت اللہ۔ مولوی فرخ حسین ساکنان بنگالہ۔

مولانا کی وفات، اربع الاول ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔

مولانا کا نکاح مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز کی دختر سے ہوا۔ جنسے دو صاحبزادیاں
ہوئیں۔ ایک صاحبزادی کا عقد ملا محمد اکبر بن مفتی احمد ابوالرحم بن مفتی یعقوب سے ہوا جنکا انتقال
۱۲۶۵ھ کو ہوا۔ اور دوسری ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا عبد اللہ سے کتھا ہوئیں۔
انکا انتقال ۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ کو ہوا۔ دونوں صاحب ولادت میں جنکا ذکر گذر چکا ہے۔
مفتی صاحب نے ایک نوجانبیہ سے نکاح کیا تھا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی آئی بخش
بن مولوی غلام شکی خان صاحب یادگار ہیں خیر العمل ہیں لانا کا سنہ وفات ۱۲۸۵ھ ربیع
مکرم ۱۲۸۵ھ کو طہور علی عرف محمد غوث بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین پ مولانا حیدر کے
سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مفتی محمود اللہ سے کام لیں تھا
قابل و فاضل علمائین سے ہوئے بعد تحصیل علم قرآن شریف جوانی میں حفظ فرمایا۔ وطن
میں مدت تک تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد حیدر آباد تشریف
لیگئے اور اپنے والد کے قائم مقام ہوئے۔ اور سرکار نظام سے منصب جاگیر مقرر ہوئے۔ وطن
بھی تدریس و تعلیم میں عمر بسر فرمائی۔ حیدر آباد کے علما و امراء اور شاہ و کن بہت اعزاز و
اکرام کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے تھے۔ آپ ہی کے فتوے پر عدالتوں میں فیصلے ہوتے
تھے۔ عادت تھی کہ آخر عشرہ رمضان المبارک میں اعتکاف فرماتے تھے۔ ایک سال
موافق مہول کے متنگ تھے کہ مرض ہضہ میں مبتلا ہوئے اور اسی حالت اعتکاف میں شب
تیسویں رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی۔ اور صبح کو مقبرہ شاہ یوسف قادری
واقع فتح دروازہ حیدر آباد میں دفن ہوئے۔ آپ کے تصانیف میں سے علاوہ کتب درسیہ
پر حواشی کے رسالہ معراج نبوی اور الطریقۃ الوسطی فی سماع الموعظ اور شرح خطبہ
شرح علم قاضی مبارک کے۔ آپ کا اول عقد ملا اکبر بن ملا ابوالرحم بن مفتی یعقوب کی
صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادی والدہ مولانا عبدالکحی زوجہ ملا عبدالکحیم بن

والدہ مولانا بجاہی رحمۃ اللہ علیہا کا انتقال چھ ماہ ۱۲۹۹ھ کو ہوا۔

ملا امین اللہ پیدا ہوئیں۔ اُنکے انتقال کے بعد دوسرا نکاح شیوخ سادات میں سید مرتضیٰ کی
 صاحبزادی سے ہوا جسے دو صاحبزادے ہوئے جو کہ افضل حسن اور کوٹھور حسن اور دو صاحبزادیاں
 ایک والدہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ زوجہ مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق
 اور دوسری زوجہ مولوی محمد قاسم بن ملا احمدی بن مفتی محمد یوسف پیدا ہوئیں جو کہ افضل حسن
 کا ذکر اد پر گند چکا ہے۔ ملاظہور علی صاحب کے حفظ قرآن کا واقعہ میں نے ثقات سے سنا ہے
 کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حافظ احمد علی صاحب مشہور حافظ نے مسجد ملا مبین واقع
 بیرون فرنگی محل میں قرآن شریف تراویح میں پڑھنا شروع کیا تو یا سہ شب کو اتفاقاً کسی
 جگہ انہوں نے اعراب کی غلطی کی تو مولانا ظہور علی صاحب نے لقمہ دیا ختم تراویح کے بعد
 حافظ صاحب نے دریافت کیا کہ کیا آپ حافظ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں حافظ تو نہیں ہوں
 مگر چونکہ جو آپ نے پڑھا تھا وہ بخوبی قاعدہ سے صاف طور پر غلط تھا اس لیے میں نے لقمہ دیا
 حافظ صاحب نے فرمایا کہ پھر کل سے آپ ہی بخوبی کے قواعد کے مطابق قرآن شریف پڑھیں گے
 اور دوسرے دن سے حافظ صاحب نے اپنا موقوف کر دیا۔ مولانا ظہور علی صاحب نے خود
 روزانہ قرآن شریف یاد کر کے پڑھنا شروع کر دیا اور اسی رمضان میں پورا قرآن
 حفظ کر لیا۔ آپ کو سرکار نظام سے عمدہ اعلیٰ کا خطاب ملا تھا مولوی ظہور علی کوٹھور صاحب کوٹھور صاحب
 مولانا ظہور حسن بن ملاظہور علی بن ملا حیدر۔ آپ نے تحصیل علم اپنے والد ماجد اور مولانا
 عبد الحکیم بن مولوی امین اللہ سے کیا اور بعد فراغت افتاد تدریس میں مشغول ہوئے
 اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد اُنکے قائم مقام ہوئے جاگیر اور منصب سرکاری مقرر
 کیا گیا۔ اور نجم اعلیٰ کا خطاب منجانب سرکار نظام عطا ہوا۔ مولانا کا احترام اہل حیدر آباد میں
 بہت زیادہ تھا مولانا اظہار مرحوم اور انکا غیر مشرع میں کسی سے خوف نہیں کرتے تھے
 ایک اسی قسم کے واقعہ کے باعث آپ کو حیدر آباد کا قیام ترک کرنا پڑا۔ اور زیارت رنج
 قصد سے حجاز تشریف لگئے۔ اور مدینہ منورہ پہونچ کر آپ نے ۳۰ شعبان ۱۳۳۵ھ میں انتقال
 کیا۔ اور جنت البقیع میں پائین حضرت سبط اکبر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے۔ آپ کا عقد
 امرے حیدر آباد میں نواب نصیر جنگ بہادر کی لڑکی سے ہوا جسے دو صاحبزادے اور

مولوی ظہور علی صاحب کی دوسری زوجہ کی وفات حیدر آباد میں ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔

اور ایک صاحبزادی زوجہ نواب رخت یا رخت بھادر پیدا ہوئے یہ صاحبزادی صاحب اولاد
ہیں۔ دونوں صاحبزادوں کے نام مولوی ظہور علی اور ظہور اللہ ہیں۔ ملا ظہور حسن کی زوجہ
بھی مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۱۳۳۵ھ میں انتقال ہوا اور حبشہ البقیع
میں دفن ہوئیں۔

مولوی ظہور علی بن ملا ظہور حسن مذکور عالم شباب میں ناکتھا مدینہ منورہ میں
انتقال کر گئے یہ مولوی ظہور حسن کے بڑے فرزند تھے۔

مولوی ظہور اللہ مخاطب بہ نواب نصیر جنگ بن ملا ظہور حسن مذکور نے کتب متوسطہ
تک ملا عبدالباقی بن ملا علی محمد سے پڑھا۔ اپنے والد کے منصب جاگیر کے علاوہ اپنے
نانا کے منصب جاگیر کچی مالک ہوئے۔ اور نانا کا خطاب نواب نصیر جنگ بھی حاصل
کیا۔ امرٹے حیدر آباد میں شمار ہوتا ہے اعزاز و احترام سے بسر کر رہے ہیں۔ عقد انکا
مولا نور احمد بن ملا حیدر کی نو اسی سے ہوا جسے خدا کے فضل سے پانچ لڑکے اور چار
لڑکیاں موجود ہیں۔ دو لڑکیاں خرد سال ہیں اور بڑی دو لڑکیاں حیدر آباد کے
رؤسا کے یہاں نکتھا ہیں۔ ایک افسر جنگ بہادر کے خاندان میں اور دوسری سلطان محلہ کے
خاندان میں ہیں (نصیر نواب جنگ کے خاندان میں) لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

بڑے انوار الدین انوار اللہ عرف چاند بادشاہ۔ دوسرے محمد حسن عرف مدنی نواب۔
تیسرے سران الحق عرف چنو نواب۔ چوتھے زینو نواب۔ پانچویں صدیق نواب۔
انہیں سے چاند بادشاہ کا ذکر گند چکا۔ چنو نواب اور مدنی نواب کا ذکر آگے آتا ہے
باقی خرد سال ہیں۔

ظہور حسن عرف مدنی نواب بن مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بہادر بن ملا ظہور حسن
نجم العلماء بن ملا ظہور علی عمدۃ العلماء بن ملا حیدر مالک العلماء۔ مولوی ظہور اللہ صاحب کی
تمام اولاد میں سب سے لائق سمجھا اور ذہین یہ ہونا ریکہ تھا۔ انگریزی کی تعلیم مسلم یونیورسٹی
میں حاصل کی تکمیل تعلیم کیلئے ولایت جانے کی واسطے تیاری کر رہے تھے۔ لکھنؤ اپنے مرشد
اور چچا یعنی حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اعزہ سے ملنے کے واسطے آئے اور

یہاں سے امیر شریف حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند قطب عالم خواجہ غریب نواز
 رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں آخری حاضری دینے کے واسطے گئے۔ صاحبزادہ والا تبار حضرت
 میان محمد صنیف صاحب کے یہاں الخانہ پر قیام کیا شب کو کھانہ کے بعد کمرہ کے باہر جانے لگے
 لوٹا ہاتھ میں تھا بجائے صحیح راستہ کے دوسرے دواڑہ کی جانب جو صحن مکان کی جانب
 اٹھتا تھا پاؤں رکھا اور صحن میں آئے اور بیوش ہو گئے۔ ہر چہ کوشش ہوش میں
 لانے کی کی گئی مگر حکم خداوندی سے چارہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں انتقال کیا۔ حضرت
 استاد رحمۃ اللہ علیہ اور اعزہ فرنگی محل کو اس بچہ بہت محبت تھی۔ اور اس نے اپنی سادگی
 ہر عزیز کو خوش رکھا تھا۔ مرحوم کا نکاح انگلی بھر بھی زاد بہن دختر ذابہ نعت جنگ
 بہادر کے ساتھ ہوا تھا جس سے ایک خرد سال بچہ موجود ہے۔ بیوی عالم بیوگی میں ابنی
 والدین کے یہاں مقیم ہے۔ خدا اس خرد سال بچہ کو اپنے نامہ اجداد کا صحیح قائم مقام کرے
 مگر ظہور الحق بن ملا ازہار الحق بن ملا عبدالحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور اپنے
 نانامولانا بحر العلوم سے تمام کتب۔ حافظ قرآن عالم جید تھے۔ تدریس کی جانب زیادہ توجہ
 تھی عبادت کا بہت شوق تھا اکثر اوقات قرآن میں صرف کرتے جو وقت
 اس سے بچتا کتب مدرسہ کے مطالعہ میں صرف فرماتے۔ اول میں حصول معاش کیلئے
 سفر کلکتہ اور مدینہ کیا مگر جب کامیابی نہ ہوئی تو خانہ نشین ہو گئے۔ باوجود سخت عسر کے
 غیر خالق کے سامنے دست سوال دراز نہیں فرمایا۔ مسجد خانہ بنوائی تھی تمام عمر اسی میں
 بسر فرمادی۔ ایک مرتبہ لڑکیوں اور بیوی پر مقدمہ لڑنے لگے گئے تھے بیوی نے مسجد
 میں جا کر کہا کہ بیٹے کا عرصہ قرض ہو گیا ہے وہ غلہ نہیں دیتا ہے لڑکیاں کئی وقت سے
 بھوکے ہیں انکی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی ہے۔ اپنے فرمایا کہ پھر میں کیا کروں۔
 بیوی نے کہا کہ آغا میر پر سب علما کی خدمت کرتا ہے تم بھی جاؤ تمہاری بھی خدمت کر لگا
 آپ نے فرمایا اچھا ڈولی منگا دو۔ ڈولی منگوائی گئی اور آپ سوار ہو کر آغا میر کے یہاں
 پہنچے آغا میر کو اطلاع ہوئی دروازے تک لے آئے اور انکا سبب دریافت کیا۔ آپ نے
 پورا واقعہ جو بیوی سے پیش آیا تھا وہ بیان کر دیا۔ آغا میر نے کہانی واقعہ میں علما کی خدمت

باعث افتخار سمجھتا ہوں۔ آپ کو جب ضرورت ہو اطلاع کرا دیا کیجیے میں بھی بڑیا کر دوں گا۔ ایک ہزار روپیہ منگا کر نذر کیا آپ نے اس میں سے صرف عیسائیوں کو دیا اور باقی کو غامیر نے لے لیا۔ کہا کہ سب لیتے جائیے آپ نے فرمایا کہ بس اتنا ہی قرض ہے زیادہ کیا کر دنگا اتنا ہی بڑی نے کہا تھا۔ باوجود آغامیر کے اصرار کے آپ نے دائرہ رقم نہ لی گھر واپس آ کر بڑی کو روپیہ حوالہ کر دیا۔ بڑی کو تعجب ہے اور انہوں نے دریافت کیا کہ آخر آغامیر کو کیسے معلوم ہو گیا کہ اتنا ہیرا قرعہ ہوا ہے جو اس نے اسی قدر روپیہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو زائد دیتا تھا مگر میں نے نہیں لیا۔ بڑی اس پر ناراض ہوئیں آپ نے بڑی سے فرمایا کہ اب اگر ٹکڑے میرے ساتھ رہنا ہو تو پھر کسی کے سامنے دست ہوال دراز کرنے کی زحمت نہ دینا اسکے بعد مسجد میں جا کر تین دن تک گریبان رہے۔ اور اُس کے بعد سے مسجد سے باہر نکلنا سولے حاجت ضروری کے بالکل حقوق کر دیا مگر اُس کے بعد سے پھر کبھی زحمت بھی نہیں ہوئی اور بعد ازاں دیر ذقہ من حیث لا یجتنب ہمیشہ اس طرح پر سامان ہو جاتا تھا۔ کہ لوگ متحیر ہو جاتے تھے۔ **ھلکن اجمعت عن اخی المولوی ھدایت اللہ والیہ** اشارے فی الاغصان۔ آپ کا نکل اولاد خیر مولانا اور اکتی قدس سرہ سے ہوا جو لا ولد انتقال کر گئیں۔ دوسرا نکاح حضرت مخدوم شاہ مینار عتہ اللہ علیہ کے خاندان میں ہوا اُن سے دو صاحبزادیاں زوجہ ملا خادم احمد اور زوجہ مولوی محمد علی متوفیہ علیہ السلام پسران ملا حیدر یادگار چھوڑیں اولاد زینہ زندہ نہیں رہی۔

حرف العین

راولاد ملا اسعد

مولوی محمد علی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ تحصیل علم تالپان سے کر کے فارغ التحصیل ہوئے عالم شباب میں اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے نکل کی نوبت نہیں آئی تھی۔ قصہ شہادت آپ کے والد ماجد کے تذکرہ میں آئے گا آپ اپنی بہاؤ نہیں بڑی تھی مولوی عزیز اللہ بن ملا ولی بن ملا قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ اولاد آپ کی ۱۲ شہباز علیہ السلام کو ہوئی تحصیل علم سے والد ماجد کی خدمت میں قرعہ حاصل کی

علاقہ فی خیر اعلیٰ غلام محمد خاں دارا

لیکن آپ پر کسبیت باطنی کا غلبہ ہوا مجاہدہ و ریاضت شروع فرمائی اسوجہ سے فوت
نہیں ہوئی آئی بارادہ سفر محمد بن گھر سے تشریف لیچے اور سورت میں مولانا خیر الدین
سورتی سے علم حدیث حاصل فرمایا اور شاہ حنیف اللہ سورتی کے ہاتھ پر بیعت کی اس عرصہ میں عرض
اسہال شروع ہو گیا اور وہیں عین جوانی میں ۲۸ جہادی دینے لگا لعلیوم جمعہ کو وفات
پائی مولانا نہایت متقی و پرہیزگار پابند شریعت بزرگ تھے آپ کا عقد مولانا بحر العلوم کی
صاحبزادی سے ہوا جو جوانی میں بیوہ ہو گئیں اور ولادت انتقال فرما گئیں۔

مولوی عبداللہ و مولوی عبدالرزاق ابنائے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ
مذکورہ بالا۔ ملا حسن کی لکھنوی و بیرونی زوہر سے بیوہ دونوں صاحبزائے تھے جنہیں سے
عبدالرزاق ولادت پانے والد ماجد کے سامنے فوت ہو گئے اور مولوی عبداللہ نے اپنے
والد ماجد سے علوم حاصل کیے اور رامپور اپنے والد ماجد کے ساتھ چلے گئے وہاں انکا عقد ہوا جسے
اولاد کثیرہ ہوئیں زیادہ حالات کا علم ہو سکا۔

مولوی عیسیٰ بن مولوی قطب الدین بن غلام عیسیٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن
ملا حسن مذکورہ بالا آپ نے کتب درسیہ تمام کیں اور تجوید کو معظّمین حاصل کی اسکے بعد طب لکھنؤ
میں حاصل کی۔ مولوی قطب الدین صاحب کی دوسری بیوی جمیرہ بنت فرغی محل کی تھیں انکی
اولاد کے تفصیلی حالات پوجہ اسکے قیام ناہال کے مجھکو معلوم نہیں ہو سکے۔

مولوی محمد عمر بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام عیسیٰ خان بن ملا غلام دوست محمد
مذکورہ بالا آپ نے ابتدائی کتب پڑھ کر انگریزی حاصل کی اور بالفعل گونڈہ میں مقیم ہیں۔
واللہ اعلم۔

مولوی عبد الغنی بن مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا بن ملا غلام دوست محمد
مذکورہ بالا۔ چونکہ ناہال انکا تھیں جگہ میں تھا اسلیے وہاں ہی سکونت اختیار فرمائی ایک
صاحبزادی آپ کی ایک حیات ہیں اور صاحب ولادت میں بانی حالات کا مجھکو علم ہو سکا
مولوی عبدالغفور بن مولوی غلام نبی مذکورہ بالا۔ اپنے بھائی کے ساتھ اپنے
ناہال جگہ میں سکونت پذیر رہتے ہیں۔

مولوی محمد عظیم الشن مولوی احمد الشن مولوی نعمت الشن مولوی نور الدین
 ملا دلی بن قاضی غلام مصطفیٰ مذکورہ بالا۔ ولادت آپ کی سن ۱۲۸۵ھ میں ہوئی آپ کے جو مال
 آپ کے برادر خرد مولوی محمد برکت الشن نے رسالہ نعمت میں تحریر فرمائے ہیں وہ حسب ذیل ہیں
 کتب درسیہ اپنے چچا ملا محمد فضل الشن اور ملا محمد اقسام الشن رحمہما اللہ اور مولوی عبدالحکیم
 اور مولوی فاروق چمرہ کوئی سے حاصل کیے آپ نے اکثر فنون درس نظامی سے نامہ حاصل کیے
 ہیں مثلاً اقلیدس کے کل معالہ آپ نے پڑھے ہیں اپنے معاصرین میں کیا اور باوقار ہیں آپ
 مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ہے جس سال آپ نے امتحان دیا ہے اس سال سے
 اول نمبر پاس ہوئے تھے۔ آپ کو صرف نحو معقولات میں خاص ملکہ ہے فقہ امین پر آپ نے
 حاشیہ لکھا ہے جس کا نام از آلہ الحق ہے علاوہ اسکے اکثر کتب مطولہ مثلاً مباحث مقامات حریری
 وغیرہ پر آپ کے حواشی ہیں آپ کو درس دینے کا شوق ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ بجد
 اور تصانیف کم ہیں (انتہی احوالہ ما ذکرہ) میں نے بھی مولانا سے شرح جامی،
 حمد الشن اور میرزا محمد جلال پڑھا ہے مولانا نے تین سال کے قریب تک مدرسہ عالیہ نظامیہ
 میں افسر مدرسہ کے خدمات نہایت خوبی سے انجام دیے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے مولوی
 صاحب ممدوح نے زیادہ تر کتب مولانا عبدالباقی بن مولانا علی محمد اور جناب مولانا عین
 سے پڑھی ہیں۔ پہلا عقد آپ کا مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کی بڑی صاحبزادی
 سے ہوا جو ایک صاحبزادی دو جہ مولوی صیغت الشن مولوی ہدایت الشن اور ایک
 صاحبزادہ مولوی عزت الشن کو چھوڑ کر شب بستی شہباز علیہ السلام کو انتقال فرما گئیں۔
 دو سرا عقد مولانا شیخ اعظم حسین مینائی کی دختر سے کیا جنے اس وقت ایک صاحبزادہ
 نعمت الشن عرف بہت الشن اور ایک ناکتہ صاحبزادی موجود ہیں۔ راحت الشن حفظ
 قرآن شریف کے قرائت کے بعد تحصیل علم میں مشغول ہیں۔ مولانا عظیم الشن صاحب بعد
 مدسی عربی تلامذہ سرکار ہیں۔ اسی سلسلہ میں قادری پور میں مع والدہ صاحبہ اور اہل
 عیال کے مقیم ہیں۔

مولوی عزت الشن مولوی عظیم الشن مولوی احمد الشن مذکورہ بالا۔ ولادت

آپ کی ۲۵ شعبان ۱۰۳۱ھ کو ہوئی۔ آپ نے کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر سند مولوی اور مولانا حاصل کی اور غازی پورہ جاکر مدرسہ چشمہ رحمت سے ملا اور فاضل کے امتحان کیا دیکر سرکاری اسناد حاصل کیے اسکے بعد ایک مدت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں درس دیتے رہے۔ پھر اپنے نانا مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم کے انتقال کے بعد چشمہ رحمت کالج غازی پورہ کے پرنسپل مقرر ہوئے اور اب تک غازی پورہ میں متیم ہیں اور چشمہ رحمت کالج کے پرنسپل ہیں جہاں درس بھی دیتے ہیں۔ ذکی اور قابل و ہوشیار ہیں۔ تالیف و تصنیف کا بھی شوق ہے تصریح کا حاشیہ لکھا ہے اور مناسبت کے بزبان اردو و پنجاب میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے جو آباد کے امتحان مولوی میں داخل نصاب ہو گیا ہے۔ آپ کا عقد آپ کی خالہ زاد بہن دختر مولوی محمد بقا عبد السلام بن مولوی عبد العزیز بن مولوی عبدالرحیم سے ہوا جسے ایک روکا اور ایک لڑکی خرد سال اس وقت موجود ہیں لڑکے کا نام عصمت اللہ ہے خدائے نہ و سلامت رکھے اور صاحب علم و عمل کرے اس سال لیکچر کا تولد ہوا چچا کا نام عفت اللہ ہے۔

اولاد ملا سعید

مولوی احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ کا ذکر حرف الف میں گذر چکا مولوی محمد علی بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا معین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ کتب درسیہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ صنعت دماغ لاحق ہو گیا۔ عقد آپ کا مولانا طہور الحق کی صاحبزادی سے ہوا جسے دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں آپ کو بیعت حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ انتقال آپ کا ۲۲ رجب ۱۲۸۳ھ کو ہوا۔ آپ کی ایک دختر یعنی زوجہ مولوی فخر الدین صاحب کالاولہ ۱۲۹۹ھ میں انتقال ہوا اور دوسری دختر یعنی زوجہ مولوی عبد الوہاب بن ملا عبد الرحیم کا ۱۲۸۷ھ میں ایک صاحبزادی چھوڑ کر انتقال ہو گیا۔

مولوی علی محمد بن ملا معین بن ملا معین بن ملا محب اللہ بن ملا عبد الحق مذکورہ بالا کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولوی خادم احمد بن ملک العلما ملا حیدر سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے فقہ میں زبردست قوت علمی تھی ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل میں وعظ فرماتے تھے نہایت

عبد زوجہ مولوی محمد علی صاحب کا انتقال ۱۲۸۷ھ میں ہوا

مختاط اور متقی درپہیزگار تھے غیر غریب مال پر بھی توجہ نہ فرماتے میرے والد ماجد اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ علی محمد بجائی پر تین فاقہ ہو چکے تھے اور کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا بھائی صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے دروازہ پر آواز دی میں باہر نکل کر گیا ایک صاحب روزہ پر موجود تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ مولانا علی محمد صاحب کو بھیجنے میں نے اندر جا کر بعد ختم نماز عرض کیا مولانا باہر آئے میں بھی ہمراہ تھا اس شخص نے پانچ روپیہ نذر کیے مولانا نے شکریہ ادا کر کے رکھ لیے جب اندر واپس جانے لگے دفعتاً کچھ خیال آیا پھر واپس آ کر نہ رو دینے والے صاحب کو آواز دیا واپس بلایا اور اُسے کہا کہ بھائی معاف کرنا مجھے یاد نہیں رہا تھا یہ پوچھنا بھول گیا کہ یہ روپیہ تمھارے مشکوک مال سے تو نہیں ہے (یہ صاحب سود کا بھی کاروبار کرتے تھے اور عام طور پر لوگ انکو جانتے تھے) انھوں نے عرض کیا کہ اگر آپ نہ پوچھتے تو میں عرض بھی نہ کرتا سچ یہ ہے کہ روپیہ جہانک محکو خیال ہے میرے مشکوک ہی مال میں سے ہے مولانا نے بعد معذرت کے ساتھ روپیہ انکو واپس کیا اور گھر کے اندر بہتر فوراً مسجد میں گر پڑے اور گوجھکو ایسی حاجت کے وقت میں اُسکے روپیہ نہ دینے سے شکایت ہوئی مگر خود مولانا پر اسکا اثر نہ تھا غصہ ہی دیر کے بعد وہ صاحب واپس آئے اور پھر آواز دی مولانا باہر آئے تو انھوں نے دس روپیہ نذر کیے اور عرض کیا کہ میں قرض لیکر آیا ہوں اور اگلے قرض بھی اپنے غیر مشکوک مال سے کرونگا یہ آپ کے نذر ہے یہ صاحب روتھار روئے تھے اور خود مولانا پر بھی رقت طاری تھی اُسکے بعد اسے ان صاحب نے سود کا کاروبار ترک کر دیا مولانا کو جب عسرت بہت تنگ کر دیا تو کلکتہ تشریف لگئے وہاں بیٹھ مجھ زکریا اور حاجی وعدنانے بہت عزت کی اور مولانا کی عسرت پر نظر کر کے انھوں نے مولانا کو آمادہ کیا کہ آپ بڑی مسجد میں اس جمعہ کو وعظ فرمائیں مولانا نے اسکو منظور کیا کلکتہ میں نہیں قوم کا دستور تھا اور شاہ اب بھی عیدین میں دستور ہے کہ بعد وعظ تمام بیٹھ بقدر حیثیت واعظ کی خدمت کیا کرتے ہیں اس ذریعہ حاجی زکریا کا خیال ہوا کہ مولانا کو تین چار ہزار روپیہ مل جائیگا اور اسکے لیے حاجی زکریا نے اپنی قوم کے لوگوں کو خاص طور پر آمادہ بھی کیا تھا مولانا جب وعظ کرنے کیلئے ممبر پر گئے

تو دفن حاجی نہ کر کیا کو کچھ خیال ہوا اور انھوں نے مولانا کے کان میں کہا کہ آپ سود کے
 متعلق کچھ بیان نہ فرمائیے گا کیونکہ بیان کے بڑے بڑے سیٹھ سودی کا روبرو کرتے ہیں وہ
 ناراض ہو جائیں گے۔ مولانا نے وعظ شروع فرمایا اور دل سے نیکر آخر تک سود خواہ و نیکے
 متعلق وعیدیں اور سود خواری کی برائی بیان کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر سیٹھ اٹھ کر چلے گئے
 اور عوام ہی کا مجمع باقی رہ گیا اور مولانا کو دو تین صاحبوں کے سوا اور کسی سے کچھ نہ ملا
 جائے قیام کی واپسی پر حاجی نہ کر یا نے بطور شکایت کہا کہ آپ نے خوب میرے کہنے کا خیال
 کیا مولانا نے کہا کہ جو وقت میں ممبر پر گیا ہوں میرے حاشیہ خیال میں جی سود کے متعلق
 بیان کرنا تھا مگر جب آپ نے مجھ سے کہا تو مجھ کو خیال ہوا کہ کیا میرے واسطے یہ جائز ہو سکتا
 ہے کہ مسلمانوں کو ایک نام حرام میں مبتلا پاؤں اور محض اپنی منفعت دنیاوی کیلئے تلقین حق
 نہ کروں میرے دل نے اسکو گوارہ نہیں کیا غرض مولانا دہان سے واپس کر دین میں آئے
 مشاغل علمیہ میں بدستور مصروف ہو گئے یہاں تک کہ ۱۲۶۰ رمضان شریف ۱۲۷۰ھ میں
 بروز چار شنبہ بصرہ ہفتہ وفات پائی آپ کی تصانیف میں علاوہ کتب و رسرہ پر تعلیقات
 چشمہ فیض اور ہدایت النساء و در سالہ یادگار ہیں۔ متہ آپ کا مولوی غنیمت علی صاحب
 ملا حیدر کی صاحبزادی سے ہوا تین صاحبزادے چھوٹے ۲۲ شعبان ۱۲۷۰ھ میں ان پر دہ
 صاحب بنے بھی وفات پائی۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں ادن مولوی شہاب الدین صاحب
 جنکا ذکر اوپر ہو چکا دوسرے مولوی عبدالباقی صاحب تیسرے مولوی عبدالہادی صاحب
 مولوی محمد عبدالباقی بن مولانا علی محمد مذکورہ بالا۔ فرمائی محس کے ۱۲۷۰ھ میں اسرہ کا
 سب بڑا اور عالی سندر کھنے والا لگا نہ دہر عالم شرف کیلئے یہ کیا کم سن بچہ ۲۷ سال سے
 آرمگاہ آقاے دو عالم میں افضل الکتاب بعد کتابہ شہداء باری کا درس دے رہے ہیں
 ہزاروں باشندگان ہند و عرب و عجم سلسلہ تلمذ میں داخل ہوئے اور داخل ہو رہے ہیں۔
 باوجود محنت تہی دستی دیار محبوب کے فراق گوارہ نہیں۔ آپ ۸۰ رجب ۱۲۷۰ھ کو پیدا
 ہوئے والد ماجد اس درخیم کو ۲۰ سال کی عمر میں چھوٹ کر وفات پا گئے۔ درجہ سال کی عمر
 میں والدہ ماجدہ بھی وفات پا گئیں بڑے بھائی مولوی ابراہیم صاحب کے سایہ عاطفت میں

مولانا کا تہذیب و شرف حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے ہے

پرورش شروع ہوئی۔ حافظ جعفر علی (المتوفی ۱۲۱۶ ھ) ریاضی الاول مشتمل ۱۲۹۰ ھ سے
قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا ارسال کی عمر میں اتنا کم کہ پہنچایا۔ کتب درسیہ کا کچھ حصہ
مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق صاحب سے پڑھا اور شرح وقایہ اور رشیدیہ اور
سراجیہ و شریفیہ اور قطبی مع میسر شرح تہذیب و بعض دیگر کتابیں حضرت مولانا عبد الحکیم
سے پڑھیں اور معقولات کا زیادہ حصہ اور کچھ کتب منقول مولانا فضل اللہ بن مولوی
نعمت اللہ اور اکثر معقولات اور بقیہ معقولات استاد الاساتذہ مولانا محمد عین القضاۃ سے
پڑھیں اور ریاضی اور ہدایہ مولانا محمد نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھا اور کتب حدیث
حضرت مولانا عبد الرزاق سے پڑھیں اور قاتمۃ الغریغ مولانا ہی سے صفر ۱۳۱۰ ھ
میں چند یوم مولانا کی وفات سے پیشتر پڑھا مولانا نے اجازہ بھی تحریر فرما کر عنایت فرمایا
رجب ۱۳۱۰ ھ میں سفر حج فرمایا اور علمائے حرمین سے حدیث پڑھنے کے بعد حدیث حاصل کر
پھر ۱۳۱۰ ھ میں سفر حج فرمایا آخر بار ۱۳۱۰ ھ میں سفر حج فرمایا اور بعد حج مدینہ منورہ میں
قیام کر لیا جہاں اب تک خدمت علم فرماتے ہیں۔ وطن میں جب تک قیام رہا سلسلہ تدریس
و تالیف جاری رہا اکثر سے لوگ آپ کے تلامذہ میں داخل ہوئے حضرت استاد نے اکثر
حصہ کتب کا آپ سے پڑھا۔ میں نے بھی بعض ابتدائی کتب خود صرف و منطق مولانا سے
پڑھی ہیں۔ مولانا کے تعانیف بہت ہیں جنہیں سے بعض ناتمام ہیں اب مدینہ منورہ
میں بھی سلسلہ تالیف جاری ہے حاشیہ توضیح تلویح ناتمام ہے تکرار غیر اہل حسرة القول یوم
نائب الرسول و اللہ شادنی اللہ و ان کہتے ہیں نے بھی نفع حاصل کیا ہے حاشیہ توضیح تلویح
بیشل در نہایت مفید ہے حاشیہ نور الایضاح یہ حاشیہ اُس زمانہ میں تالیف کیا تھا جب مولانا
عبد الحکیم سے شرح وقایہ پڑھ رہے تھے تعلیق المہم و حاشیہ سنن ابی داؤد یہ ناتمام ہے
زبدۃ المختار میں شرح عمدة الاسائل سلوک میں نور العین فی قبیل الالباب میں حمد ذکر الشہادین
فکالوہم و الشک عن موم یوم الشک و در سالہ علیہ شریف رسالہ ذکر شہادت سبط الصغیر
رضی اللہ عنہ و الجوامع البقریہ و زیارة المصطفویہ اور شرح رسالہ غوثیہ اور رسالہ فی صلوة پچنانہ
فی المسجد رسالہ فی جواز السماع رسالہ فی سلسلہ علم الغیب رسالہ فی سلسلہ الثوب رسالہ فی تحفۃ

بیعت مولانا انوار الحق قدس سرہ ان تصانیف کا حال مجھ کو معلوم ہے مدینہ منورہ میں جو بیعت
 کا سلسلہ ہے اسکی مجھ کو خبر نہیں ہے ایک کتاب تصوف میں چھپو اگر آپ نے فرنگی محل بھوانی
 تھی جسکا نام المذنب ہے آپ کا خط بھی نہایت پاکیزہ ہے نسخہ دستخط بہت خوب
 تحریر فرماتے ہیں۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاقؒ سے ہوا اور اجازت ارشاد
 بھی پیر مرشد سے حاصل ہے اور صاحبزادگان حضرت غوثیت رضی اللہ عنہم نے بھی حاضری
 بغداد شریف کے وقت اجازت عطا فرمائی ہے۔ عقد آپ کا حضرت مولانا عبدالوہاب
 صاحب کی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی بیوی صاحبہ فرنگی محل بن
 ہیں۔ بتا ہے کہ مولانا نے دوسرا اور تیسرا عقد مدینہ منورہ میں کیا ہے اُسے اولاد ہوئی تھی
 مگر زندہ نہ رہی۔ خداوند تعالیٰ آپ کے سایہ عاطفت کو ہم بھونکے سرخو تادیر قائم رکھے۔
 مولوی عبدالہادی بن مولوی علی محمد مذکورہ بالا۔ آپ کے کتب درسیہ اپنے بڑے
 بھائی مولانا عبدالہادی اور ملا فضل اللہ صاحب اور ملا افہام اللہ صاحب اور مولانا
 عین القضاء صاحب سے پڑھیں۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں ایک زمانہ تک سلسلہ تدریس
 جاری فرمایا متعدد بار معزز بارت کے شرف تلمذ ہوئے شیوخ حرمین سے اجازت حدیث
 حاصل فرمائی عرصہ در سال کا ہوا کہ سہ بار معزز بارت کیلئے تشریف لیگئے اور دو سال
 تک مدینہ منورہ میں اپنے بھائی صاحب کے پاس مقیم رہے اور دہان شیخ سنوسی اور دیگر
 کبار سے سند حدیث و اجازت سلاسل حاصل کی سال گذشتہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ میں
 وطن واپس تشریف لائے اور فیض رسانی خلق میں مصروف ہیں۔ بیعت آپ کو حضرت
 مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تجدید بیعت اور اجازت حضرت مولانا عبدالوہاب
 رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ حسن العمل تہذیب طہائے
 فرنگی محل۔ رسالہ ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ موسوم بلفظ غم و الم، بحر آفتاب
 اعمال ہیں۔ و قلائف قادر یہ اعدا دین۔ فضائل غوثیہ ذکر حضرت غوثیت قدس اللہ سرہ
 ہیں۔ رسالہ موسوم بہ اتوسل و نشر احوال و با سامی اہل ہند۔ رسالہ ذکر معراج شریف
 حواشی شرح جامی۔ حواشی اخوان اصفا۔ حواشی مختصر المعانی وغیر ذلک۔ عقد آپ کا محلہ

صاحب محمد طبع کے وقت پڑا ہے۔ عنایت

و گادان میں سید احمد حسن بجنوری کی دختر سے ہوا جس نے ایک صاحبزادے مولوی محمد حیدر علی قادری
اور تین صاحبزادیوں بفضلہ موجود ہیں بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی نور الدین مولوی محاسب
بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد رفیع الدین بن شیخ
قیام الدین بجنوری الاصل سے ہوا تیسری لڑکی خرد سالہ ہے۔

مولوی محمد حیدر عبدالقدیر بن مولوی عبدالہادی صاحب بن مولوی علی محمد مذکورہ بالا
بعد حفظ قرآن تحصیل علم کی جانب قدم اٹھایا ہی تھا کہ اپنے والد کے ساتھ سفر حج میں چلے
گئے اور دو سال تک اپنے والد ماجد کے ہمراہ مدینہ منورہ میں اپنے چچا کے پاس مقیم رہے
واپس آکر تحصیل علم میں مصروف ہیں۔ اس سال آپ کا عقد آپ کی مامون زاد بہن دختر
سیدہ اکر حسین بجنوری کے ساتھ ہوا ہے۔

مولوی محمد عظیم عرف مولوی بشیر بن مولوی ابراہیم بن مولوی علی محمد مذکورہ بالا
کتب درسیہ اپنے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور چچا اور دیگر اساتذہ سے
پڑھیں۔ حدیث کی اجازت علمائے حرمین سے حاصل کی نہایت خوش لہجہ قاری ہیں قرأت
آپنے مکہ معظمہ میں حاصل کی ایک عرصہ تک مقیم وطن رہے اسکے بعد کلکتہ کی بڑی مسجد میں
امام مقرر ہوئے دو سال تک زبان قیام کیا اب حیدر آباد میں مقیم ہیں اور سرکار نظام سے
تنخواہ مقرر ہو گئی ہے بالطنع فیاض واقع ہوئے ہیں روایات قدیمہ کے حامل ہیں۔ عقد
آپ کا مقبرہ ضلع سیتا پور میں شیخ اقر حسین کی صاحبزادی سے ہوا جس نے ایک صاحبزادہ
مولوی محمد مقیم موجود ہیں جو اپنی والدہ کے ساتھ مقبرہ میں رہتے تھے اب بیٹی چلے گئے ہیں
الکاذب آگے آویگا۔

مولوی علیم اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن صاحب اللہ بن مولانا احمد عبدالحق بن طلحہ
بن قطب شہید تحصیل علم اپنے قابل اپنے چچا ملازمین سے اور اپنے بڑے بھائی مولانا
دلی اللہ سے کی اور فارغ التحصیل ہوئے عالم و فاضل ذکی ذہین تھے۔ تدریس کا سلسلہ
شروع فرمایا۔ کچھ زمانہ تک اپنے بڑے بھائی کے ساتھ باندہ کے اطراف میں رہے کہ
کہ ناگاہ عالم شباب میں مرض دق میں مبتلا ہو گئے بند لکھنؤ سے مریض واپس ہوئے ہر چند

یہ چھٹا کتاب کے وقت طالع طالع میں مذکور ہوئے ہیں۔

معاذ کیا گیا مگر سو مند نہوا بالاخر لا دلہ انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولانا تور الحق بن مولانا انوار الحق صاحبزادی سے ہوا تھا جنگلی وفات شوہر کی وفات کے عرصہ کے بعد ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔
 مولوی عتیق اللہ بن مولوی احسان اللہ بن ملا نعیم اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ
 مذکورہ بالا۔ ولادت آپ کی ۱۲۲۲ھ مقرر ۱۳۱۵ھ میں ہوئی کتب درسیہ پڑھنا شروع کیے تھے
 کہ فکر ملازمت لاحق ہوئی اور حیدر آباد تشریف لیگئے اور وہاں ۱۳۱۵ھ میں بمصر ہیفہ اپنے
 عقد سے صرف دو ہفتہ کے بعد وفات پائی آپ کا عقد جگور میں دختر شیخ برکت علی صاحب
 قدوائی سے ہوا تھا۔ بیوہ لا ولد ایک حیات ہیں۔

مولوی عظیم اللہ بن ملا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ بالا۔ آپ نے اپنے بھائی اور
 والد ماجد سے کتب درسیہ پڑھے فہم تدریس نہیں کی تحصیل معاش کی جانب توجہ فرمائی
 اور رشتہ ضلع قازو پور میں سلسلہ ملازمت مقیم ہے وہاں ہی ۱۳۱۵ھ میں ۱۳۱۵ھ
 کو انتقال کیا۔ عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی سلام اللہ بن ملا حبیب اللہ
 کیساتھ ہوا جس نے ایک صاحبزادہ مولوی شفیع اللہ کا ذکر آگے آویگا اور چار صاحبزادیاں
 یادگار باقی رہیں۔ انہیں سے ایک صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی عبد اللہ
 بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جس نے اولاد میں گم زندہ نہیں
 رہیں ان صاحبزادی کا لا دلہ انتقال ہو گیا۔ دوسری صاحبزادی می کا عقد میرے چچا
 مولوی بشارت اللہ بن مولوی کریم اللہ کے ساتھ ہوا یہ بھی ۱۳۱۵ھ میں
 لا دلہ انتقال کر گئیں تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق
 نبیرہ مولانا فدا الحق کے ساتھ ہوا جو ۱۳۱۵ھ میں وفات پا گئیں۔ چوتھی صاحبزادی کا
 عقد مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا جو بفضلہ حیات ہیں یہ دونوں
 صاحب لا دلہ ہیں جیسا کہ ان کے شوہروں کے حالات میں مذکور ہے۔

مولوی عبد اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ مذکورہ بالا
 کتب درسیہ جناب مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد صفیر اور دیگر علماء سے پڑھ کر فایزہ تحصیل ہوئے
 تھوٹے عرصہ تک مین سلسلہ تدریس جاری رکھا اسکے بعد مولانا مین مدرس مقرر ہوئے

وہاں عرصہ تک خدمت علم فرماتے رہے اور وہیں شہداء میں انتقال فرمایا۔ آپ کا پہلا عقد وطن میں آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی عظیم اللہ مذکورہ بالا سے ہوا جو لا ولد شوہر کی وفات کے چند دن بعد شہداء میں وفات پائی۔ دوسرا عقد آپ نے مونگیر میں کیا جسے دو صاحبزائے اسماء اللہ اور برکت اللہ اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں دونوں صاحبزادیاں لا ولد فوت ہوئیں صاحبزائے بقید حیات مونگیر میں مقیم ہیں اور خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں انکے زیادہ حالات کا مجھ کو علم نہیں ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب کے تیسرا عقد بھی مونگیر میں کیا تھا جو لا ولد فوت ہوئیں۔

مولوی عیسیٰ بن مولوی محمد یوسف بن مولوی اسحاق بن ملا محمد اللہ بن محمد الرحمن تحصیل علوم اپنے جد امجد ملا اسحاق سے کوہ کے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں کہ مولانا اسحاق صاحب کے حالات میں ذکر ہو چکا ہے جب آخر عمر میں مولانا معذور ہو گئے تو مولوی عیسیٰ ہی اپنے دادا کی طرف سے فتوے تحریر فرمایا کرتے تھے اپنے دادا کی حیات ہی میں انکے قائم مقام عدالت دیوانی میں مقرر ہو گئے آخر عالم شباب میں ایک صاحبزادہ مولوی محمد یعقوب اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی محمد امین بن ملا معین بن ملا حسین چھوڑ کر بمصر ہجرت کر گئے۔ ۱۲۴۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کا عقد اولاد سید مرتضیٰ بجنوری کی صاحبزادی سے ہوا جو صاحب اولاد ہوئیں بعد اُنکی وفات کے دوسرا عقد مولوی حفیظ اللہ بن مولوی حبیب اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لا ولد فوت ہوئیں۔ مولوی عیسیٰ صاحب، صاحب تدریس تھے۔ نہایت خوش خلق اور منکسر المزاج تھے جو آپ کے متاویہ خوش ہوتا۔ اپنا وقت تدریس و مطالعہ کتب میں صرف فرماتے۔ علم طب بھی حاصل کیا تھا۔ آپ کے صاحبزائے مولوی محمد یعقوب صاحب کا ذکر آگے آئے گا۔

مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق بن مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید۔ جو حفظ قرآن آپ کے کتب درسیہ کی تکمیل ملا فضل اللہ بن ملا نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہم سے کی بعد ختم کتب نویت تدریس تھیں آئی تھی کہ عالم شباب میں ۱۲۸۸ھ صفر ۱۲۹۱ھ کو انتقال ہو گیا۔

آپ کا عقد مولوی عظیم الدین ملا حفیظ اللہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادہ مولوی نصیر الحق بیچو کو ملنے شوہر کے مدبر و سلسلہ میں وفات پا گئیں۔ مولوی نصیر الحق صاحب کا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی عبدالحق بن مولوی مصداق الحق بن مولوی نظام الحق بن مولوی سراج الحق مذکورہ بالا حفظ قرآن کریم تھے کہ بخار میں مبتلا ہوئے جسے لزوم اختیار کر لیا آخر اسی مرض میں اپنے والد کے مدبر و قرب جانی میں انتقال کیا۔

مولوی علاؤ الدین احمد بن مولانا انوار الحق بن حضرت مولانا احمد عبدالحق بن ملا سعید بن قطب شہید۔ آپ مولانا انوار الحق صاحب کی پہلی بیوی سے دوسرے صاحبزادے تھے۔ تحصیل کتب و ملازمین اور اپنے چچا ملا ازہار الحق بن ملا عبدالحق سے کی۔ اور پھر اپنے چچا کے ہمراہ پورا جا کر ختم کتب بحر العلوم مولانا عبدالحق سے کیا۔ علامہ روزگار فاضل یگانہ ہوئے بعد فراغت کتب درسیہ رطون واپس ہوئے اور والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی اور ذکر و اشغال کی بھی اپنے والد ماجد سے تعلیم پائی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا کچھ دنوں کے بعد تلاش معاش کے سلسلہ میں بنگالہ ہوتے ہوئے مدراس تشریف لیگئے اور اپنے استاد اور سر مولانا بحر العلوم کے پاس قیام کیا۔ اور سلسلہ درس و تدریس شروع کیا۔ مولانا بحر العلوم اپنے شاگرد اور داماد سے بہت زائد خوش ہوئے اور اجازت سلاسل مرحمت فرمائی۔ مولانا کی حیات تک مولانا اور علم کی خدمتگداری میں مصروف تھے۔ بعد وفات مولانا بحر العلوم نو اب مدراس نے مولانا علاؤ الدین کو مولانا بحر العلوم کا قائم مقام کر کے مدرسین مقرر کر دیا اور مولانا بحر العلوم کا سرکاری خطاب ملک العلماء بھی مولانا علاؤ الدین کو عطا کیا نہایت اعزاز و احترام سے مولانا نے مدراس میں بسر کی بالآخر ارشوال سلسلہ میں مدراس ہی میں وفات پائی اور مولانا بحر العلوم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں مشہور شرح فضول اکبری کی اور حاشی پر میرزا ہر شرح موقوف موجود ہیں۔ آپ کا عقد دختر حضرت بحر العلوم سے ہوا۔ تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے مولانا جمال الدین صاحب

یادگار چھوٹے۔ مولانا علاؤ الدین کی ایک صاحبزادی مفتی محمد صغریٰ مفتی احمد ابوالرحم بن مفتی یعقوب صاحب کو منسوب تھیں یعنی والدہ مفتی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسری صاحبزادی مولوی کمال الدین بن مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کو منسوب ہوئیں۔ جسے صرف ایک لڑکی یادگار ہیں جسیری صاحبزادی ملا عبد الواجد بن ملا عبد الاعلیٰ بن مولانا بحر العلوم کو منسوب ہوئیں۔ ان سب کے اولاد ہیں جبکہ ذکر اپنے اپنے موقع پر آجولے مولانا جمال الدین کے حالات میں ادھر ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کے ایک ہی صاحبزائے مولانا عبدالرزاق تھے۔

حضرت مولوی عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین بن مولانا علاؤ الدین مذکورہ بالا۔ ولادت شریف ۲۳ رذی الحجہ ۱۱۱۱ھ میں مولانا انوار الحق کے انتقال سے چار ماہ بعد ہوئی۔ اسم گرامی حضرت مولانا انوار الحق بن مولانا انوار الحق نے محمد رکھا۔ مولانا نور کریم دریابادی مرید حضرت مولانا انوار الحق نے حضرت سید اسادات قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میان جمال کے لڑکا ہوا ہے تم جا کر وہاں کو کہ اسکا نام میرے نام پر رکھیں۔ اس وقت اسم گرامی عبدالرزاق قرار پایا۔ تسمیہ حضرت مولانا محمد احمد نے پر لھایا۔ ابتدائی کتب مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا نور کریم دریابادی سے پڑھیں پھر متوسطات سے کتب درسیہ اپنے چچا مفتی محمد صغریٰ بن مفتی ابوالرحم سے پڑھیں تکمیل فائزۃ الفراغ پھر بیہودہ جہانی مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی محمد صغریٰ سے کیا۔ آپ اور مولانا عبدالحی صاحب کے والد ماجد بھروسے تھے بد تکمیل آپ کو اپنے والد ماجد مولانا جمال الدین کے پاس مدراس جانا پڑا۔ اور وہاں عرصہ چار سال تک قیام کیا اور اپنے والد اور شاہ محمد تقی مدراسی رحمۃ اللہ علیہ سے سلاسل حقیقیہ اور سلاسل بحر العلوم کی اجازت حاصل ہوئی۔ یہ اجازت بلا آپ کے طلب کے شاہ محمد تقی مدراسی نے حضرت بحر العلوم کے رویا میں حکم کیونکہ عطا کی۔ وطن کی واپسی پر اپنے اپنے مامون حضرت مولانا عبدالوالی بن مولانا ابوالکرم فواسمہ وغلیفہ حضرت مولانا انوار الحق کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت و خلافت مرشد سے

مرحمت ہوئی۔ اور کتب تصوف و سلوک پیر و مرشد ہی سے پڑھیں۔ علم حدیث مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد طبع آبادی شاگردان حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی و شاگرد مفتی ظہور اللہ اور شیخ ملا محسن بن بدر مدنی سے حاصل کیا۔ بعد تکمیل سلسلہ تدریس نواح تالیف میں مصروف ہوئے۔ بعد بعیت زیادہ تر علوم شرعیہ کا درس فرماتے اور خاص کر فقہ و حدیث کی جانب خاص توجہ مالی تھی۔ بلکہ حفظ بہت زیادہ تھا۔ آپ کے تصانیف اکثر بغیر مراجعت کتاب صرت یاد و حفظ پر ہوتے اور سوا شاذ و نادر سہو کے کہیں پر سہو نہوتا۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ عمدۃ الرعاہ میں مولانا کا حال تحریر فرمایا ہے :-

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن سے تقویٰ و طہارت زہد و عبادت کے اس قدر واقف و خود میں نے ثقات کی زبان سے سنے ہیں کہ انکا قد مشترک متواتر ہے۔ انہیں سے وہ لوگ بھی تھے جو حضرت مولانا کے سلسلہ ارادت میں نہ تھے۔ بلکہ بعض تو ایسے لوگ بھی تھے جو مولانا سے رنجش رکھتے تھے۔ میرے بڑے بھائی جو مولانا سے بیعت رکھتے تھے بہت کثرت سے حضرت کا ذکر فرماتے تھے۔ میرے والدین میں سے کوئی بھی حضرت کے سلسلہ ارادت میں داخل نہ تھے اور میری دادی جو اپنے عدا مجد کی مرید تھیں حضرت مولانا سے عمر میں بڑی تھیں یہ سب کے سب حضرت مولانا کے مدافع اور ان کے زہد و تقویٰ کے بید معترف تھے۔ میں بیان پر وہ چند واقعات مولانا کے حالات کے متعلق لکھتا ہوں جو خود میں نے معتبر لوگوں سے سنے ہیں اور جنکی صحت کا مجھ کو یقین ہے۔ اور غالباً انہیں سے اکثر ملفوظات میں ہوئے۔ میری دادی صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ بھیا عبدالرزاق بچپن سے اس قدر بزرگ تھے کہ ہم لوگوں کو جین کرتے اور کہتے کہ ہم وعظ کیلئے تم سب نو اور کوئی چیز میرے کپڑے لاکر اُس پر کپڑا بچاتے اور فرماتے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تازہ پڑھو وغیرہ وغیرہ کہیں بھی میں نے انکو ایسے کھیلوں کے سوا دوسرے کھیلوں میں مصروف نہیں دیکھا۔ فرماتی تھیں کہ اکثر اوقات جمال چچا (مولانا جمال لدیچ) بہان سے خرچ نہ آتا اور کھانے پینے کی سخت تکلیف ہوتی مگر بھائی عبدالرزاق باوجود صغیر سن کے کہیں خرچ کیلئے ضد نہ کرتے اور باوجود فاقہ ہلوگوں سے چھپاتے۔ میری

والدہ جو پنجپور کی تھیں اور حضرت حافظ شاہ محمد سلیم خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتی تھیں۔ حضرت مولانا سے استدراعتقاد رکھتی تھیں کہ جب کبھی مشکلات میں مبتلا ہوتیں حضرت سے حل مشکل کی التجا کرتیں اور مشکل حل ہو جاتی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے اور کوئی مرض اطباء کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ بارہ ہفتہ بدن میں رہے رہا تھا بظاہر غفلت ہر وقت طاری رہتی تھی غذا و دوا ملنے سے نہیں اُترتی تھی چالیس دن تک یہ کیفیت رہی ہر شخص آپ کی حیاتیات سے مایوس تھا ہزاروں اشخاص غنیمت سمجھ کر بیعت میں داخل ہو رہے تھے۔ میری والدہ اُس زمانہ میں فیض آباد میں میرے والد ماجد کے پاس مقیم تھیں۔ جب حضرت مولانا کی حالت اُنکو مستدع ہوئی میرے بڑے بھائی کو لیکر حاضر خدمت ہوئیں اور بڑے بھائی صاحب موصوت کو حضرت کی بیعت میں داخل کرایا۔ ایک مرتبہ میری والدہ فیض آباد میں علیل ہوئیں وہاں کافی علاج ہوا کسی طرح فائدہ نہ ہوا لکن حضرت کی خدمت میں علاج کی غرض سے حاضر ہوئیں حضرت پہلے دیگر اطباء کی طرف رجوع کرنے کو ارشاد فرمایا جب ہر طرح مایوسی ہوئی تب حضرت سے عرض کیا کہ آپ ہی علاج فرمادیں۔ میں کسی دوسرے کا علاج نہ کروں گی۔ سب طلبانے دن تجویز کی تھی آپ نے فرمایا کہ اچھا اُس سے کہو کہ وہ بیسی روٹی جقدر گھی لگا کر ہو سکے بالائی کے ساتھ کھایا کرے۔ چند ہی یوم میں فائدہ مستندہ حاصل ہوا اور مدینہ بھر میں صحت کلی حاصل ہو گئی۔ میرے والد اکثر مولانا کے واقعات جنہیں کرامات نہیں ہوتے تھے بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ممانی کے پاس (حضرت کی زوجہ) بیٹھا تھا کہ اُس انشامین نماز کیلئے حضرت کو بٹھے پر سے نیچے تشریف لائے ممانی صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے ماموں سے کہو کہ خرچ بالکل نہیں ہے بیسے کا پانچ روپیہ قرض ہو گیا ہے اب آئندہ شاید وہ غنس نہ دیوے اور میرے پاس ڈوہ پڑھ بھی نہیں ہے دس روپیہ ہوں تو قرضہ ادا ہوا اور غنس آئے اور میرے کپڑے بنجائیں۔ حضرت مولانا سے جب میں نے عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کمان ہی خدا سے کہو۔ ممانی صاحبہ نے فرمایا کہ میں کیوں کہوں خدا نے تو مجھ کو تمھارے حوالہ کیا ہے تم کہو۔ حضرت مولانا نے

ساکت ہو گئے! باہر تشریف لے گئے مین نماز کی غرض سے پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا کمرہ حضرت مولانا انوار الحق تک گیا تھا کہ ناگاہ ایک صاحب سامنے آئے اور حضرت مولانا سے سلام کر کے مصافحہ کیا اور کچھ روپیہ نذر کیا اور بغیر کوئی بات کہے ہوئے اُسے پیر واپس ہوئے حضرت مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ یہ روپیہ لو اور اپنی حمانی کو دیداد کر کہو کہ دیکھو میرے خدا نے بھیج دیے مین نے گئے تو پوسے دس روپیہ تھے دینے والے صاحب کو مین بالکل نہیں پہچانتا تھا اور مجھ کو یقین تھا کہ مولانا سے بھی اُسے سابق کا تعارف نہ تھا۔ مولوی عبد العزیز صاحب جو حضرت مولانا کے مرید و خلیفہ تھے اُنکے سامنے ایک دن ایک صاحب حضرت مولانا کے کرامات عجیبہ مجھ سے بیان کر رہے تھے جب وہ چلے گئے تو مولوی عبد العزیز صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان سب باتوں کو صحیح سمجھتے ہو مین نے کہا کہ نہیں پھر مولوی عبد العزیز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم تو مولانا کی خدمت میں بہت اکثر سے حاضر رہے مگر ہم نے کبھی ایسی عجیب باتیں نہیں دیکھیں ہم نے جو دیکھا ان سب کرامتوں سے بہت بڑھی ہوئی کرامتیں ہیں جب مولانا بیمار تھے (جس بیماری کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) تو دن بھر غفلت رہتی تھی دن کو نماز کے واسطے جب ہم لوگ ہوشیار کرتے تو مشکل ہوشیار ہوتے اور نماز ادا فرما کر پھر غافل ہو جاتے۔ شب کو مین اور جناب مولوی احمد سعید صاحب مولانا اور مولوی ابراہیم صاحب خدمت کیلئے حاضر رہتے۔ حضرت مولانا کو غافل پاکر بلانگے پاس سب سو رہتے۔ جب نصف شب گزر جاتی دفعۃً حضرت مولانا خود بخود جاگتے اور نام لیکر ہم مین سے کسی کو بکارتے ہم سب جاگ جاتے فرماتے کہ وضو کرو۔ ہم وضو کرتے حضرت نماز تہجد پڑھتے اور اُسکے بعد لیٹ کر تا دم صبح براہ ذکر و شغل مین مصروف رہتے۔ چالیس دن تک یہی دیکھا تا کہ بد تھی کہ نیم نہ کرانا وضو کر لیا کمرہ اسی اثنا مین ایک مرتبہ مولوی عبدالوہاب صاحب آپ کے فرزند اور مولوی احمد سعید صاحب وضو کر رہے تھے ہم سب قریب حاضر تھے اتفاقاً پاؤں دھلائے وقت کیسکو خیال نہیں رہا اور جنیل صاحب کی سنت ہو ہو گئی تو مولوی عبدالوہاب صاحب کے فرمایا کہ ابھی تو زندہ ہوں تم سنت سے مجھ کو کیوں محروم کرتے ہو۔ مولوی احمد اللہ صاحب بن مولانا نعمت اللہ صاحب

جنیل صاحب سے عرض کیا کہ وہ صاحب انصاف ہیں۔

ایک مرتبہ جبکہ میری عمر بیس سال کی تھی میں نے دریافت کیا کہ آپ نے مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے وہ دلی ابٹھ تھے یا نہیں مولوی احمد اللہ صاحب کچھ خوش فرما رہے تھے میرے ہنسنا پر گردن نیچی کر لی اور تھوڑی دیر ساکت رہے اُسکے بعد سر اٹھا کر مجھ سے فرمایا کہ میں قطب دروغ تو جانتا نہیں البتہ اتنی بات میں جانتا ہوں کہ اُس شخص نے (مولانا کی طرف اشارہ کر کے) باوجود سخت ابتلا اور آزمائش کے بچپن سے لیکر مرنے تک کبھی کسی حرام امر کا ارتکاب نہیں کیا۔ بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ آزمائش یہ تھی کہ مولانا عنفوان شباب میں ایک مرتبہ سخت طبل ہوئے اہل بیت نے تجویز کیا کہ نکاح کے سوا اسکا کوئی علاج ممکن نہیں ہے مولانا کی نسبت ملا حیدر کی صاحبزادی سے ہوئی تھی وہ لوگ فورا نکاح پر آمادہ نہ ہوئے آپ کے دوستوں نے آپ کی والدہ کے ہر راز پر آپ سے اصرار کیا کہ گھر کی لونڈی سے آپ سر دست خفیہ نکاح کر لیں تا آنکہ آپ کا عقد ہو جائے اُسکے بعد آپ اُسکو طلاق دیدیں۔ آپ نے فرمایا کہ طلاق دینے کی نیت سے نکاح کا بغیر نفقا و محدثین نے مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ میں کبھی نہ کرونگا والدہ سے جا کر عرض کیا کہ آپ کے حکم کی اطاعت فرض ہو کر اس حکم کی اطاعت سے معاف کھا جاؤں یہ ممکن ہے کہ مدت العمر کیلئے شادی اُس لونڈی سے کر لوں اسکو والدہ نے منظور نہیں کیا اور آخر کار پھر مرض نے اسقدر شدید ہوا کہ کیا کہ لوگ مایوس ہو گئے اُسکے بعد مجبوراً آپ کی سسرال دہلوں کو راضی کیا گیا اور نکاح ہو گیا اُسکے بعد اللہ نے صحت عطا کی۔ مولانا کے ملفوظات بزبان فارسی مولوی انعام اللہ بن مولوی دلی اللہ صاحب نے تحریر کیے ہیں جسکا نام صفینۃ النہاۃ ہے اور محب اکرم مولانا الطاف الرحمن صاحب قلعہ دہلی نے حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق اردو میں ملفوظ لکھا ہے جسکا نام انوارِ واقیہ ہے جو طبع ہو چکا ہے۔ جسکو حضرت کے افضل حالات معلوم کر نیکا شوق ہو وہ ان دونوں کتابوں کو دیکھے۔ حضرت مولانا کو آخر عمر میں فقر کا مرض اپنے جد امجد مولانا انوار الحق کی اتباع سنت میں لاحق ہو گیا جسکی وجہ سے چلنے پھرنے کھڑے ہونے سے بالکل معذور ہو گئے تھے جہاں تشریف لیجاتا ہوتا مسیحا نہ پر تشریف لیجاتے مسجد و محلہ میں کھٹولہ پر تشریف لیجاتے۔ مولانا کو مختلف سلاسل میں عبارت

علمہ مختلف بزرگان سلسلہ سے تھی۔ جبکا مفصل ذکر حضرت کی مصنفہ کتاب عمدۃ الاسائل اور حسن الخصال
 میں ہے۔ حضرت کی وفات شریف بھی عجیب طرح واقع ہوئی۔ اکثر پہلی بیماری کے بعد فرمایا
 کرتے تھے کہ اب تمام شداہد نزاع روح کے گزرنے کے صرف موت ہی باقی ہے۔ ایک دن
 تشریف فرما تھے اور اردو لی شریف کے ایک صاحبزادے سے حیات الہی کے مسئلہ پر بحث
 فرما رہے تھے وہ صاحبزادے کسی طرح قائل نہ ہوتے تھے کہ دعتہ حضرت نے فرمایا کہ اچھا اب
 تشریف لیجائیے میں ذرا اپنے خدا سے نیٹ لوں اُسکے بعد طبیعت خراب ہوئی اور تھوڑی
 دیر کے بعد وصال ہو گیا۔ وصال ۲۵ صفر ۱۳۰۵ھ بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۸۸۸ء کو واقع ہوا۔ دن مغرب
 بعد اپنے دونوں اجداد مولانا انوار الدین مولانا عبدالحق کے مزار دن کے درمیان واقع ہوا
 آپ کی بڑی یادگار علاوہ تصنیف اور اولاد کے اذکار میلاد شریف ہیں مولانا کے
 قبل بہت کم جگہ محافل میلاد شریف ہوتے تھے آپ کے فیض برکت و شفقت محبت نبوی نے
 اس قدر ان محافل کو ترقی دی کہ اب ہر محلہ میں تقریباً محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے
 مولانا جب تک زندہ تھے بیع الاول میں شوبہ زخود بیان ولادت شریف کرتے۔ ۱۲ ربیع الاول
 کو خاص سرور و مسرت ہوتی تھی کپڑے پہننے کی کبھی فرمائش نہ کرتے مگر بیع الاول کیلئے
 مکان کی صفائی کرتے اور ۱۲ ربیع الاول کیلئے خاص اہتمام سے نئے کپڑے سلواتے اور
 ۱۲ کو فجر کے وقت غسل کر کے پہنتے مولانا کی اتباع میں اُنکے مکان میں اب تک بیع الاول کے
 مہینہ بعد میلاد شریف اور بیع الثانی کے گیارہ دن ذکر حضور و غوثیت اور محرم کے دس
 دن اذکار خلفا و سبطین اور ایام وفات خلفا پر اذکار خلفا ہوتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم اجمعین۔ معرکہ مولانا سید امیر علی شہید رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ حدیقۃ الشہداء میں مفصل
 ذکر ہے میں نے ابتدائے عمر میں یہ کتاب دیکھی تھی اب اُسکے مضامین پورے یاد نہیں
 ہیں جس قدر یاد ہے اُسکا مختصر تذکرہ اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ بمقام اجداد و صحابہ و ائمہ
 گدھوی میں کوئی مسجد قدیم تھی جسکو اہل ہندو نے کھود ڈالا مسلمانوں نے جب شورش کی
 تو ہندوؤں نے مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر جب لکھنؤ پہنچی تو مسلمانوں کو
 سخت کرب و غم پہنچا ہوئی اور مادہ جہاد کیا۔ حضرات فرنگی محل میں سے حضرت مولانا عبدالحق

اور مولانا المعان الحق اور مولانا حسام الحق اور کبھی نام مجھ کو یاد نہیں دس میں شریک تھے۔ مولانا امیر علی ایٹھوی شاگرد ملا اسد اللہ بن مولانا قود اللہ رحمہ اللہ علیہم کو امام جہاد مقرر کیا اور اسکے دست مبارک پر سب حضرات نے جیت جہاد کی لشکر مرتب ہو کر روانہ ہوا۔ بادشاہ اودھ کی جانب سے بجائے اسکے کہ مسلمانوں کی امداد کیجائی اور ہندوؤں کی بے راہ روی کی سزا دیجائی، رشوت خوار حکام نے اُسے مسلمانوں ہی کو ملزم قرار دیا غرض ایک شورش شدید دہلیا توں تک پیدا ہو گئی۔ وزیر ملک نے کچھ علماء دروہ سا تو اسلئے مقرر کیا کہ لشکر کے لوگوں کو اور خاصکے علماء لشکر کو سمجھا کر ہم تک واپس لے دیں ہم تدارک اس واقعہ ہائے اجودھیا کا خود کرینگے رعایا کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے سب یہ حضرات لشکر مجاہدین میں پہنچے اور علماء سے گفتگو ہوئی۔ مولانا امیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جانب سے مولانا عبدالرزاق اور دیگر علماء فرنگی محل اور بعض دوسرے معززین کو بادشاہ اودھ کے پاس بطور سفارت گفتگو کیلئے روانہ کیا اور خود سہالی یا بانسہ شریف میں قیام کیا یہ حضرات لکھنؤ آئے اور علی نقی خان زبیر علیا سے حضرت مولانا سے گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اولاً وہ عرضی جو مولانا امیر علی صاحب نے بادشاہ کے نام منظوم لکھی تھی پیش کی جسکے جستہ جستہ اشعار مجھ کو یاد تھے ایک شعر جو حسب حال ہو گیا ہے حسب ذیل ہے ابتداء عرضی میں بادشاہ کو حضرت سبط اصغر سیدنا امام حسین علیہ السلام کے واقعہ کی یاد دلائی گئی تھی اور زبیر علیہ التائیحقہ کی انجام کار کا حوالہ دیا گیا تھا اسی ضمن میں یہ شعر مکتوب تھا

میان سال نہ وہ جاہ و احترام ہا نہ ملک اسکا رہا اور نہ شاہ شام ہا

مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت سخت گفتگو ہوئی۔ مولانا نے وزیر سے فرمایا کہ اب لکھنؤ کو نہ ہو گیا ہے۔ وزیر نے کہا تو کیا میں وزیر ہوں آپ نے فرمایا کہ وزیر تو بادشاہ تھا اور آپ وزیر ہی ہیں۔ غرض کہ اس سفارت کے نتیجہ میں وزیر نے وعدہ کیا کہ آپ چند دن قیام فرمائیں میں بادشاہ سے حکم لیکر فوراً نذر اک کرتا ہوں اور حیدر و حال میں ملنا شروع کیا۔ شہر کی ناکہ بندی کرادی گئی تاکہ کوئی شخص نکلنے نہ پاسے۔ اور

لشکر شاہی مع انگریزی فوج کے مجاہدین سے لڑنے کیلئے بھیجا گیا۔ جنہے رد و دلی
 شریف کے قریب لشکر مجاہدین سے قتال کیا اور مولانا امیر علی اور ان کے ساتھی شہداء
 میں شہید ہو گئے۔ سفارت والے حضرات نے لشکر مجاہدین سے ملنے کی کوشش کی
 اور لکھنؤ سے چھپکر سندلیہ ہوتے ہوئے لشکر مجاہدین سے مل جانے کیلئے روانہ ہوئے
 مگر راستہ میں تھے کہ شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ اور راستے ہر طرف سے بند پائے۔
 محبوب زاد اپس مکان ہوئے۔ حضرت مولانا کی خصوصیات میں سے تھا کہ مدت العمر بھی
 برت یا مشین کی بنی ہوئی شکر استعمال نہیں کی اور ریل پر کبھی سوار نہیں ہوئے۔
 فرماتے تھے کہ اپنے اختیار سے خود کو کفار کی قید میں دینا کون عقلمندی ہے۔ ایک مرتبہ
 چیف کمشنر اودھ نے ملنے کی خواہش کی مولانا کے انکار پر جب صراحت شد یہ ہوا تو
 مولانا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے غدر کے بعد سے کسی کافر حربی کی صورت نہیں دیکھی
 ہے اگر وہ بیان آیا تو میں تبر سے اُسکا سر توڑ دوں گا۔ مولانا کے ایک مخلص مرید کی
 کوشش سے شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ سے ملا تھا جس دن اسکی اطلاع آپ کو ملی
 نہایت محنت غیظ و غصہ تھا یہ معلوم ہو کر کہ فلان مرید کی وجہ سے ایسا ہوا اُن پر شدید
 عتاب ہوا اور فرمایا کہ وہ مجھ کو تمہارے دکھائے میں نے اُسکو بیعت خارج کیا۔ بعد کو
 اُن صاحب نے اُس کی معذرت کی اور حضرت نے دوبارہ بہت میں داخل کیا۔ اُس وقت
 دستور تھا کہ خطاب یافتہ کو تمغہ کے علاوہ عبا بھی ملتی تھی مولانا کے واسطے جب یہ
 چیزیں آئیں تو صاحبزادے کو حکم دیا کہ ابھی واپس کرادو اُس وقت کے لوگوں نے صاحبزادے
 صاحب سے کہا کہ گورنمنٹ اسکو اپنی امانت سمجھ لی آپ چھپا کر اسکو رکھ لیجیے ہم مولانا
 کو حاضری دربار سے مستثنیٰ کرادینگے اُس وقت تک وہ تمغہ موجود ہے مولانا کو اُسکی
 اطلاع ہوئے نہیں پائی مدت العمر کسی انگریز سے ملاقات نہیں کی۔ مولانا کے تصانیف
 حسب ذیل ہیں۔ حاشیہ مشرح وقایہ ناتمام۔ منہج اکرضوان فی قیام رمضان۔ کشف
 القنات عن امور الاموات۔ رسالہ مقامات صوفیہ کے بیان میں۔ انوار غیبیہ۔ رسالہ
 سعد بن مس۔ رسالہ آداب مطالعہ۔ عمدۃ الوسائل تصوف میں۔ اور اُس کی مشرح۔

احسن انصاف ۱۲ رسائل ذکر ولادت حضرت رسالت میں۔ ایک سالہ میلاد نبی کا۔ تشفیۃ العشق
فی احوال البیہشتان۔ گیارہ رسائل احوال و سیر حضرت غوثیت میں اور ایک غلطیہ رسالہ
حضرت کے ذکر میں۔ چھ رسائل اذکار خلفاء و سبطین میں۔ دو رسائل اوقات نماز میں بحساب
اصول جدید ریاضی اور مقدمہ التفسیر اور دو رسائل شرح اسمائے حسنی میں۔ ان کے
غلطیہ اور بھی رسائل ہیں جو مرتب نہیں ہیں ان کتابوں کے علاوہ مولانا کا ایک سالہ
حکم نظام نصابی کتب خانہ میں میں نے مرتب دیکھا ہے۔ مولانا کا سلسلہ ارادت بہت وسیع
ہوا۔ ہزاروں آدمی سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے فرنگی محل کے اکثر حضرات کو آپ کے
سمیت تھی۔ فرنگی محل کے حضرات میں سے اپنی اولاد کے سوا مولوی ابراہیم صاحب اور
مولوی عبدالباقی صاحب ابناے مولوی علی محمد صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب
بن مولوی عبدالرحیم صاحب کو اجازت و خلافت بھی مرحمت ہوئی اور ملبوس خاص بھی
عنایت فرمایا اور مولوی مصداق الحق کو بھی اجازت عطا فرمائی تھی۔

مولانا کا نکلح مولانا حمید ملک العلما بن ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے دو
صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے مولانا محمد منیر عبدالباسط مولانا عبدالوہاب مولوی
محمد عابد عبدالشکور تولد ہوئے۔ ان سب کی وفات عالم شباب میں والدین کے روپڑ
ہو گئی۔ صرف مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے بعد حیات رہے۔ مولانا کی
زوجہ کا انتقال ۷ شعبان یوم دوشنبہ ۱۳۹۶ھ میں ہوا۔ مولانا کی بڑی صاحبزادی مولوی
نظام الدین بن مولوی فخر الدین کو منسوب ہوئیں جو ایک صاحبزادے کو بھوکہ و فوات
پا گئیں اور لڑکے کا بھی چند روز کے بعد انتقال ہو گیا۔ چھوٹی صاحبزادی کا عقد مولوی
مجیب الدین مولوی احسان اللہ کے ساتھ ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی اور
انہوں نے بھی لا ولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالشکور محمد عابد بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا نے
قرآن شریف حفظ کیا مگر عمر نے دنانہ کی جوانی کے قریب انتقال ہو گیا۔ یہ مولانا
عبدالرزاق کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

مولوی عبدالباسط محمد جنید بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مولانا کے
فرزند اکبر تھے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے پڑھ کر فراغت
حاصل کی عالم فاضل ہوئے۔ مدت تک سلسلہ تدریس وطن میں جاری رکھا تنگی
معیشت کی وجہ سے تلاش معاش میں حیدرآباد تشریف لگے اور خدمت معتبری مجلس
وضع قوانین بمشاہدہ چار سوردیہ ماہوار سپرد ہوئی ایک زمانہ تک ماہانہ قیام کیا اسکے
بعد مبتلائے تپ ہوئے مرض نے طول کھینچا وطن واپس ہوئے اور اسی مرض میں شب
۲۱ رذی الحجہ ۱۲۹۵ھ میں انتقال ہوا ولادت بھی ۲۰ رذی الحجہ ۱۲۵۵ھ یوم چارشنبہ کو ہوئی تھی
آپ کے والد ماجد نے اجازت سلاسل عطا فرمائی تھی۔ آپ کا عقد دختر مولوی خادم احمد
بن ملا حیدر سے دی الحجہ میں ہوا اتحاد و صاحبزادیان اُن سے تولد ہوئیں ایک نے اپنے والد کے
بعد ناگتہذا انتقال کیا دوسری کا عقد مولوی حبیب اللہ بن مولوی احسان اللہ کے ساتھ
انگی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد ہوا جسے متعدد اولادیں ہوئیں مگر زندہ نہ بچیں۔ بعد کو
اُن صاحبزادی نے بھی شباب میں لا دلہ انتقال کیا۔ مولانا کے تصانیف مرتب نہیں
ہو سکے ایک رسالہ رد اصول نیاچہرہ میں اور مختلف تحریرات موجود ہیں۔ آپ نے اپنا
مجموعہ فقہی بھی مرتب کیا تھا۔ میرے والد ماجد بیان کرتے تھے کہ جب مولانا اکرم بن
مولانا نانیم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور میں تعطیل میں وطن آیا تو مولانا نانیم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعزیت کیلئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپ بڑا صبر فرمایا
مولانا نانیم صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ بھائی میں نے کیا صبر کیا صبر تو عبد الرزاق
بھائی نے فرمایا کہ سب اولادیں جو ان وصلہ ہو کر مر رہی ہیں اور آپ صبر ایوبی فرمایا
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مولوی عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت
مولانا کے بچنے صاحبزادے تھے اسوجہ سے فرنگی محل کی بیٹیاں آپ کو بچھے میان
نہتی تھیں حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ آپ نے من اولہ ملے آخرہ اپنے والد ماجد سے
تمام کئے اور اشغال اور اور فقہ کی تعلیم بھی اپنے والد ماجد سے پائی والد ماجد ہی کے

حیات میں باعتبار زہد و اتقا و فراست تمام لوگوں میں خاص عزت حاصل کر لی تھی سلسلہ تدریس تالیف بھی جاری رکھا فرنگی محل کے لوگوں کے علاوہ دوسرے تلامذہ بھی تھے۔ مولانا ریاست علیخان صاحب ہجانبوری آپ کے تلمیذ خید اس وقت تک بقید حیات ہیں۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہوئے سلسلہ تدریس اسکے بعد موقوف کر دیا سلسلہ رشد و ہدایت آخر تک جاری رہا مریدین اب تک کثرت کے زندہ ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد ماجد سے علاوہ قرابت تعلقات محبت دوستی بہت زیادہ تھے۔ میں نے بزرگان فرنگی محل میں اس قدر سمجھا را در اصلاح ذات البین کیا اور اعزاء و اقربا کے ساتھ خفیہ احسانات کر دیوالا آپ کے زمانہ میں کسی کو نہیں دیکھا نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ ہر ایک کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آتے۔ باوجود کثرت خلعت کے رعب و ہیبت اس قدر تھی کہ میرے بڑے بھائی کہتے تھے کہ میں اپنے پیر و مرشد سے بے تکلف تھا اور اس قدر ڈرتا تھا جس قدر چچا صاحب پہلہ (مولانا عبدالحی صاحب) سے ڈرتا تھا جہاں ہم میں سے کسی کو آواز دی بس یہ معلوم ہوا کہ شیر کے سامنے جانا ہی میں نے خود بھی اس قدر ہیبت و رعب والا کیونہیں دیکھا۔ آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں رسالہ جواز فاتحہ میں رسالہ ذکر حضرت غوثیت میں حوائشی میر تقی حوائشی توضیح تلویح۔ حوائشی فتویٰ شریف اور ہدایت المؤمنین اور صاحبہ الفضالین دہر دو ساتھ میں بیعت اور اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالحی والی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی پھر اپنے والد ماجد کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور اجازت و خلافت حاصل کی اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد حج و زیارت سے مشرت ہوئے۔ اور حرمین کے شیوخ حدیث کے اجازت حدیث حاصل فرمائی۔ انتقال آپ کا در محرم ۱۳۳۷ھ یوم چار غنہ کو بوت پونے چاند کے بعد ظہر پھر من طاعون واقع ہوا۔ عرس آپ کا آپ کے والد ماجد کے عرس کے ساتھ ۲۶ صفر کو چوتھے یوم انتقال میں گھر پر فاتحہ ہوتا ہے۔ آپ کا نکاح آپ کی مامون زاد بہن دختر مولانا ظہور علی بن ملک العلما ملاحید کے ساتھ ہوا جسے دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے مولانا عبدالمؤدت اور حضرت استاذ مولانا عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔

بڑی صاحبزادی عالم شباب میں جبکہ شادی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور چند ہی دن کے بعد نکاح ہو گیا تھا بمرض ہیفہہ عظمیٰ میں انتقال فرما گئیں۔ چھوٹی صاحبزادی کا نکاح مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد کے ساتھ ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی یہ صاحبزادی نہایت ہوشیار اور منتظم اور فرنگی محل کی بیوی نہیں بہت زائد عقل و فراست رکھتی ہیں اور حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا نظام انھیں کی ذات سے نہایت خوبی کے ساتھ قائم ہے اپنے والد ماجد کی حیات سے لیکر اس وقت تک تمام انتظامات خانہ داری ہمیشہ انھیں کے متعلق رہے۔ اللہ اکبر ہم سب کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ مولانا کی زوجہ محترمہ اپنے زمانہ کی تمام بیویوں سے زائد پر محی لکھی تھیں ان کے حالات حضرت اساتذہ آثار الاول کے آخرین میں تحریر فرمائے ہیں۔ اُنکی ۱۳ فروری ۱۰۳۲ء کو وفات ہوئی مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے منسل حالات حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل سالہ بنام حسرة المسترشد بوفاۃ المرشدین لکھے ہیں جسکو دیکھنا ہو اسکو دیکھے۔

مولوی عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب بن مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ کتب درسیہ آپ نے مولانا انعام الشریح مولوی انعام اللہ اور مولانا فضل شریح مولانا نعمت اللہ اور مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد سے پڑھیں۔ قوت تدریس نہیں آئی پہلی مرتبہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور اجازت حدیث حاصل کی بعد انتقال والد ماجد علیہ السلام میں دوبارہ اہل عیال اور والدہ معظمہ کے ساتھ زیارت و حج سے مشرف ہوئے اور بغداد شریف و کائناتین میں بھی حاضر ہوئے۔ اس سفر میں بھی اجازت سلاسل صاحبزادگان بغداد شریف سے اور اجازت حدیث شیوخ حرمین سے حاصل ہوئی۔ اسی سفر میں مکہ شریف سے مرض اسہال و ضعف معدہ شروع ہوا جو باوجود کوشش دفع نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ شعبان ۱۳۳۲ء میں علیل و ملین واپس ہوئے اور رمضان شریف گنتھو میں بسر کیا شوال کے شروع میں حضرت سید اسادات قدس سرہ کے عرس شریف میں شرکت کی غرض سے بانسہ شریف حاضر ہوئے۔ اور وہاں ایک مہینہ ۶ یوم قیام کیا باوجود ہر طریقہ کی کوششوں کے مرض

بڑھتا ہی رہا۔ یہاں تک کہ بانسہ شریف ہی میں ۹ رذیقہ ۱۳۱۲ھ یوم دوشنبہ کو بوقت
 ۸ بجے صبح اپنی والدہ کے رو بہ انتقال کیا نقش لکھنؤ لا کر دفن کی گئی۔ بیعت و اجازت
 آپ کو اپنے جد امجد سے تھی تجدید بیعت و اخذ خلافت والد ماجد سے کی تھی انتقال
 فرماتے وقت اپنے صاحبزادے کو تمام سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کا
 مولفہ ایک ناتمام رسالہ فوائد عظمیٰ موجود ہے۔ آپ کا عقد میری ہمیشہ یعنی دختر تو کو
 شرافت اللہ بن مولوی کریم اللہ سے ہوا تھا۔ اولاد بہت ہوئی۔ مگر زندہ دو ہی
 بچے ایک لڑکی زوجہ مولوی محمد ایوب بن مولانا محمد یوسف بن مولوی محمد قاسم
 جو ماشار اللہ صاحب ولد ہیں۔ اور ایک صاحبزادہ مولانا قطب الدین عبدالوہابی
 عرف قطب میان صاحب۔ میری ہمیشہ خدا کے فضل سے اب تک حیات ہیں محلہ کی
 لڑکیوں کو قرآن پاک و مسائل شرعیہ کی کتابیں اور فارسی اور کتابت کی تعلیم دیتی ہیں۔
 ابتدائی فارسی انھوں نے میرے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ سے بقیہ فارسی اور
 ابتدائی کتب عربی مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم سے پڑھی ہیں۔ اپنا وقت
 تعلیم میں صرف کرتی ہیں۔ فرنگی محل کی اکثر لڑکیاں انھیں کے زیر تعلیم و تربیت ہیں
 سال گذشتہ کو بڑے بڑے بچے گھر بڑی یقین جس سے تمام بدن پر ضرب آگئی صحت ضعیف
 خراب ہو گئی ہے۔ خدا کے تو اے انکی صحت کو درست کرے اور انکو زندہ قائم رکھے
 مولوی عبدالوہابی محمد قطب الدین عرف قطب میان بن مولانا عبدالرؤف
 بن مولانا عبدالوہاب بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ حفظ قرآن شریف کے بعد
 کتب درسیہ پڑھنے نامور حجاز حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے اور مدرسہ عالیہ نظامیہ میں
 ابتدا سے لیکر انتہا تک پڑھیں۔ اور فراغت تحصیل کے بعد مولانا سید محمد حسین
 حاصل کی اسکے بعد سے برابر تدریس اور خدمت علم میں مصروف ہیں جبکہ حضرت
 استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے امور خلافت میں سعی و کوشش فرمائی تھی قطب میان صاحب
 اپنے چچا کے دست و بازو ثابت ہوئے اور علمائے حقانی کی طرح اعلائے کلمۃ اللہ
 میں کوشش و سعی شروع کی اور وہ خلافت کانفرنس کے استقبالی کمیٹی کے صدر

مفتی جیسے اور پرچوس خطبہ صدارت ارشاد فرمایا مختلف مقامات کے دورہ کیے جمعیتہ العلما
مداس کے جلسہ میں اپنے محترم چچا کے قائم مقامی میں صدارت کی اور ملک کے مختلف مقامات
میں تبلیغ حق فرمائی۔ آخر میں خلافت کیٹی اودھ کے صدر مقرر ہوئے جب جمعیتہ خدام المحرمین
قائم ہوئی تو خلافت کیٹی سے اختلاف خیال کو جو بکھر استغناء دیدیا۔ اور انجمن
خدام المحرمین کی خدمت کرنا شروع کی بعد انتقال حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ انجمن
خدام المحرمین کے خدام الخدام (صدر) باتفاق علمائے فریقین مقرر ہوئے اپنے ناموں
چچا کی قائم مقامی میں خدمت اسلام میں مصروف ہیں بیعت و اجازت و خلافت اپنے
محترم چچا کے ہے گو اپنے والد سے بھی اجازت سے ہم محترم نے اپنا قائم مقام و جانشین
انکو مقرر کیا ہے۔ اپنے اجداد اخیار کے سجادہ نشین ہیں خدام کے لئے اپنے فضل و کرم
سے اپنے اجداد کو رام سے زائد باقبال کرے اور ترقی مراتب عطا فرمائے۔

قطب میان صاحب کا اولاد کلچ اپنی چچا زاد بہن دختر حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ کے
ساتھ ہوا یہ صاحبزادی حسن صورت و سیرت شرم و حیا میں اپنی ہی نظیر تعین میں عالم
شباب میں ۲۳ سال کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ کو فوت ہوئے۔ ان کے شب اپنے
والدین کے روبرو انتقال کیا اور دفن شب ہی کو واقع ہوا۔ دو فرزند خرد سال یادگار
چھوٹے۔ ایک محمد سعید عبدالرزاق عرف محمد میان دوسرے محمد نور عبدالہی عرف
فد میان۔ دونوں صاحبزادے حفظ قرآن سے اس سال فراغت حاصل کر چکے ہیں
اور تحصیل کتب درسیہ اس سال شروع کی ہے۔ فدی میان ذکاوت اور تیزی شرم و حیا
شوق علم میں اپنے نامور محترم نانا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔
خدادادوں کو اپنے نامور اجداد کا صحیح جانشین کرے۔ قطب میان صاحب کا
دوسرا عقد حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بیٹی یعنی دختر مولانا سلامت اللہ
صاحب کے گھر یا جن سے ایک لڑکا اور ایک خرد سال لڑکی تولد ہوئی۔ لڑکے
کا انتقال ہو گیا لڑکی بقبضہ تعالیٰ موجود ہے۔ ۱۳ محرم ۱۳۱۲ھ کو ایک فرزند تولد ہوا۔
جنگا نام جلال الدین عبدالحمین ہے۔

علاء علما محرمین سے اور حضرت سید عبدالغفار قمری سے بی اجازت حدیث و مسائل ہے

قیام الملۃ الدین محمد عبد الباری بن محمد لانا عبد الوہاب بن محمد لانا عبد الرزاق علیہ السلام

مذکورہ بالا حضرت امام الوقت حافظ قوانین بشریۃ حافی شعار الملۃ الناطق بالحق عن غلطان
مبارک الشکر بالصواب عند اختلاف لا کابر سحاب بحود و الشجاعہ غیث المعرفۃ والبراعۃ
صاحب الذہن الثاقب وسیع النظر فی العلوم العقلیہ کبیر الباع فی الفنون الدینیۃ الحکمیۃ
ملک العلماء بحر العلوم حقیق بان یقال فی حقہ

لا یدرک الوصف لمطری خصہ وان یک سابقا فی کل ماسبق

اسم گوی قیام الدین محمد عبد الباری تھا آپ کی والدہ ماجدہ ملک العلماء مولانا حمید کی پوتی
تھیں۔ آپ اور استاد الا ساندہ مولانا عبد الکی رحمۃ اللہ علیہ حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔
آخری دور میں یہ دونوں خالہ زاد بھائی عزت و شہرت علم و کمال کے چاند اور سورج تھے
بحر العلوم کے بعد ارباب فرنگی محل میں کسی کو ایسی شہرت کہ جو ہندوستان کے عوام و
خواص علما و امرا شہرہ و دیا توں سے گزر کر بیرون ہند عرب و عجم تک پہنچی ہو ان دونوں
بھائیوں کے سوا اور کسی کو نہیں حاصل ہوئی اور اس میں تو حضرت استاد اپنے تمام
اسلاف پر سبقت لینگے تھے کہ انکی شہرت دنیا کے اسلام سے گزر کر بیرون کے فقہ و
اسلامین و ارباب سیاست تک پہنچ گئی تھی مولانا کی بفضل سوانح زندگی مجلس اشاعت العلوم
جانب سے مرتب ہو چکے ہیں اور عنقریب دو جلد و نہیں شائع ہونگے میں نے مولانا کے
حالات مختصر ایک سالہ میں تحریر کیے ہیں جو اس تذکرہ کے ساتھ انشاء اللہ طبع ہوگا
اس تذکرہ میں نہایت اجمال کے ساتھ مولانا کے حالات قلمبند کرتا ہوں۔

۱۔ سر کتاب عزت و کمال کا طلوع ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ یوم یکشنبہ مطابق ۱۴ اپریل ۱۳۷۵ء کو ملک العلماء حمید کی مجلس کے ڈیرہ سے ہوا۔ حسب معمول ساتویں دن
حقیقہ ہوا اور جد امجد نے قیام الدین محمد عبد الباری اسم گرامی تجریر کیا۔ سچ ہے انی سلمہ
بنی آدم تنزل من السلاخ فدا سے اس نام کی برکت سے مولانا کو وقتی قیام الملۃ والدین
بتا دیا جب عمر مبارک پانچ سال کی ہوئی جد امجد کی خدمت میں رسم تسمیہ خوانی ادا ہوئی

اور قرآن شریف حافظ حاتم علی صاحب مد بعد کو حافظ عبد الوہاب صاحب نمبر نو اب
 ظہیر لدونہ مرحوم سے حفظ کیا اور قاری و حساب غیرہ کی تعلیم متفرق ہاتھ و کام کی اسکے بعد
 کتبہ رسید کی تحصیل شروع فرمائی مسئلہ دین ختم درس فرمایا۔ جو وقت کتبہ رسید کی تحصیل
 شروع کی ایک دن بھی سبق نمانہ نہیں ہوا ہمیشہ درس میں قاری ہوتے پابندی کا یہ عالم تھا کہ
 آپ کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا اُس دن بھی دفن کے بعد حضرت استاد الوقت کی خدمت میں
 درس کیلئے حاضر ہوئے مگر حضرت ستاذ فضائل واجر صبر بیان فرماتے رہے اور سبق موقوف
 رکھا نیز ان سے لیکر متوسعات تک اکثر کتب حضرت مولانا عبد الباقی مدظلہ العالی سے پڑھیں
 اُس زمانہ میں جبکہ مولانا عبد الباقی صاحب حج کو تشریف لیگئے تھے قطبی مع حاشیہ سید مدنی
 خلاصۃ الحساب، اقلیدس، تفسیر جلالین، درلغۃ الیمین، مولانا غلام احمد نجابی سے پڑھیں مطولات
 میں سے اکثر مقولات مثلاً شرح سلم ملا احمد اسد ندوی، ملقا صنی مبارک، خواشی امیر زہد
 بر ملا جلال، بر امور عامہ شرح مواقف، شرح ہدایۃ الحکمۃ للشیخ ازی، شمس بازغہ، شمس لمخص
 للعلامۃ، الجہنمی، بست باب، مطرلاب، حاشیہ خیالی بر شرح عقائد نسفی، اور اصول تہ تہ
 مسلم الثبوت مولانا امین العضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور امیر زہد ہر سالہ مع حاشیہ
 مولانا غلام یحییٰ و دیگر مقولات مطولات مولانا عبد الباقی صاحب سے پڑھیں اور ہدایہ و
 صحیح بخاری یا جو دیکھ مولانا عبد الباقی صاحب سے پڑھی تھیں استاد الوقت کے فرمانے کے
 مطابق دوبارہ استاد الوقت سے پڑھیں ختم کتب کے بعد مولانا عبد الباقی صاحب نے اپنے
 روایات کی مع مسلمات وغیرہ کے اپنے سلسلے پر لکھوا کر اجازت عنایت فرمائی۔ مولانا
 جب اپنے والدین کے ہمراہ مسئلہ دین مدینہ منورہ حاضر ہوئے تھے نو سید علی بن سید
 ظاہر و تری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے والد ماجد کو جو اجازت حدیث عطا فرمایا تھا اُس میں
 مولانا اور آپ کے بڑے بھائی کو بھی اجازت حدیث مرحومہ دے مائی تھی، مولانا کے والد ماجد
 سید علی و تری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس بچے تو ابھی تک عربی شروع بھی نہیں کیا
 ہے محدث موصوف نے جو اب فرمایا کہ میں نے انکو تفادلاً کی طرح سند دی ہے بطرح حافظ
 ابن حجر عسقلانی نے حافظ سیوطی (رحمہما اللہ) کو اجازت مرحمت فرمائی تھی، اس سفر میں

مولانا کو سید امین رضوان اور سید محمد باغلی حمیری سے بھی اجازت کتبچیت اور دلائل حاصل
 ہوئی تھی ختم کتب کے بعد مولانا کو اپنے نانامہ نادر اکسین بن ملک العلماء مولانا حیدر سے اجازت
 حدیث بسلسلہ سید عابد سندھی اور سید احمد دحلان حاصل ہوئی، زمانہ تحصیل ہی سے مولانا
 تدریس کا سلسلہ جاری فرمادیا تھا ہلوگوں کے اسباق اُس زمانے میں ہوتے تھے جب مولانا
 حمد اللہ اور شمس بازنہ پڑھتے تھے اسی زمانے میں طاحسن اور دیگر کتب مطولہ کا بھی مولانا درس
 دیتے تھے، ایک مرتبہ استاد الوقت آپ کے پاس ایک طالب علم کو متذکرہ پڑھانے کو بھیجا مولانا
 نے اس وقت تک صدر شروع نہیں کیا تھا مولانا کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ کل سے کیسے گا اُس دن
 سبق کے وقت جو عصر کے بعد ہوتا تھا مولانا نے اپنے استاد سے عرض کیا کہ آپ صراحت فرمائیے
 واسطے میرے پاس ایک طالب علم کو بھیجا ہے میں نے تو ابھی صدر پڑھا بھی نہیں استاد الوقت نے
 ارشاد فرمایا کہ ہاں مجھ کو معلوم ہے مگر تم پڑھا وانشاء اللہ ابھی طوطہ سے پڑھاؤ گے انگلیں کے بعد
 اسباق کی بہت کثرت ہو گئی تھی نماز فجر سے لیکر دس بجے تک اندھیرے بعد سے عصر تک اور
 اکثر اوقات شب کو بھی تدریس کا سلسلہ ہوتا تھا بعض بعض زمانے میں پندرہ اسباق مدد فرماتے
 نوبت آجاتی تھی، مولانا کی عادت تھی کہ شب کو تدریس کی کتابوں کا مطالعہ ضرور فرماتے تھے
 کتابیں مطالعہ فرمانے میں اس درجہ مستغرق ہوتے کہ بعض اوقات دو اور تین بھی رات کے
 بچ جاتے اور مولانا کتابے کھیا کرتے ایک پلنگ لکڑی کا بنوایا تھا اُس پر چڑھ کر کتابت
 سخت تکلیف رکھ کر بلا بچھونے کے لیٹتے اور سر چلنے روشنی رکھ کر کتاب کھینا شروع کرتے اکثر
 فرماتے کہ اس طریق سے نیند کم آتی ہے اور اگر آنکھ لگ جاتی ہے تو جلد کھل جاتی ہے اُس
 زمانے میں دوپہر کو کبھی قیلو نہ نہیں فرماتے بلکہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتے اور استغوث کے
 جواب تحریر فرماتے والد ماجد کی تائید تھی کہ بغیر کتاب کیسے ہوئے معمول سے معمولی فتوے لکھے
 تحریر نہ کرو مولانا فرماتے تھے کہ میری عادت تھی کہ جواب لکھتے وقت کتابوں کے مقامات
 بالاستیعاب دیکھتا تھا اور خط الامکان اُس باب کے سب مسائل پر نظر ڈال جاتا تھا والد ماجد کے
 انتقال محرم ۱۳۳۷ھ کے بعد مولانا نے اپنی والدہ اور بھائی اور استاد کے ہمراہ حرمین اور عراق کا
 سفر فرمایا، ۱۳۴۰ھ کو وطن سے اہل خیال کے روانہ ہوئے پاسپورٹ نہ ملنے کی وجہ سے

ایک بی بی مین قیام کیا اور آخر شبان سلسلہ میں بی بی سے بصرہ روانہ ہوئے اور رمضان شریف
 میں بغداد شریف پہنچے بصرہ اور بغداد شریف کے تمام متبرک مقامات کی زیارت سے مشرف
 ہوئے بغداد شریف کے صاحبزادے بید عزت و احترام اور اخلاق سے پیش آئے اور
 حضرت نقیب الشراف سید عبدالرحمن گیلانی زاد رحمۃ اللہ علیہ سلسل کے علاوہ
 سند حدیث بھی مرحمت فرمائی بغداد شریف کی حاضری کے بعد کربلا اور کف اشرف کی بھی
 حاضری کا ارادہ تھا مگر بوجہ شدت و بادمان جانکی اجازت نہیں ملی اسلئے مجبوراً حج کیلئے
 روانہ ہوئے اور شروع ذی الحجہ میں مکہ شریف پہنچے اور نیبور سے مدینہ منورہ وسط محرم
 میں پہنچے پورے سات ماہ دمان حاضری رہی اس اثنا میں سید علی و تری رحمۃ اللہ علیہ سے
 کتب حدیث اور ادب پوسٹ طریقہ پر پڑھے اور ان سے اور دیگر علماء سے اجازت اور اسناد
 حاصل کیے نیز دمان حاضری مدینہ شریف میں بعض اہل مدینہ کو سبق بھی پڑھاتے رہے
 شبان سلسلہ کی وسط میں بعد شب برات کے مدینہ شریف سے روانہ ہو کر یکم رمضان المبارک
 سلسلہ کو وطن واپس ہوئے، چونکہ مولانا کے بڑے بھائی کی علالت کا سلسلہ شروع ہو چکا
 تھا اس سلسلہ میں مولانا موصوف کے انتقال تک بانسہ شریف میں مقیم رہے بھائی کے انتقال کے
 بعد مولانا کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی تھیں اپنی محترم والدہ اور بیوہ بھادج کی خدمت کے
 علاوہ اپنے یتیم بھتیجے کی تعلیم و تربیت کے فرائض بھی مولانا کے ذمہ عائد ہو گئے تھے اسکے علاوہ
 بڑے بھائی کی موجودگی میں بھادجی کے فرائض سے مولانا ایک حد تک سبکدوش تھے مگر
 بھائی کے انتقال کرتے ہی یہ سب بوجہ مولانا کی تنہا ذات پر آ پڑا اور حق یہ ہے کہ ان تمام
 امور کو پیش خوبی ادا نہ تھی کمال سے جسطرح مولانا نے انجام دیا وہ آپ اپنی نظیر ہو،
 یہ واقعہ چشم دید ہے کہ انتہائی غیض و غضب میں بھی جبکہ کسی کو ہمت و جرأت بات کرنے کی
 بھی نہیں ہوتی مولانا کی بھادجی جو گوشتے میں مولانا سے بڑی تھیں مگر عمر میں چھوٹی
 تھیں اگر ڈانٹ بھی دیتی تھیں تو سوا چپ ہو جاتیں کئی جواب بھی نہ دیتے تھے جب
 بھادجی کے ساتھ یہ رواداری تھی تو محترم والدہ کی تعلیم اور توفیق کا کیا ذکر، الغرض
 سفر حج سے واپسی پر جب مولانا کو فرصت ہوئی تو پھر مشاغل خاندانی کی طرت توجہ فرمائی

واقعہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں علم ظاہری اور باطنی میں جنارت رکھنے والی کئی سی ممتاز ہستی موجود نہ تھی جس پر طبقہ علماء اور متصوفین کا بھروسہ ہو سکے مولانا نعیم اور مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہما کے بعد عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب فرنگی محل علم اور ملک دونوں اعتبار سے تہدست ہم اس لیے مولانا کو دونوں جانب اپنی توجہ کو اور اپنے اوقات کو صرف کرنا پڑا اگر شب کو وہ زاہر شب زندہ دار تھے تو صبح کو اپنے محترم خالہ زاد بھائی حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین جانشین مولانا نے فرنگی محل کے اطفال کیلئے خاصہ اور نیز عامسہ اہل اسلام کی تعلیم کے لیے مدرسہ نسائیہ و جادی الاول مسئلہ کو (یوم وفات حضرت استاد اللہ) جاری فرمایا اور اُس میں جدید طریقہ تعلیم کو رائج فرمایا یہ مدرسہ خدا کے فضل سے اب تک جاری ہے اور موجودہ زمانہ میں اُس کے تمام مدرسین حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ہیں۔ میرے سوا قطب میان صاحب مولانا عبد القادر صاحب مولانا صیغت اللہ صاحب مولانا محمد شفیع صاحب مولانا مہیات اللہ صاحب مولوی روح اللہ صاحب خواجہ لطیف الدین صاحب (مولانا) مولوی عیسیٰ علی صاحب (مولانا) یہ سب مولانا رحمۃ اللہ ہی کے تلامذہ اور اُنھیں کے علم سے فیض پائے ہوئے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے فرنگی محل کے تمام فارغ التحصیل علماء جو مولانا سے بھونٹے ہیں وہ سب مولانا کے تلامذہ ہیں۔ اس مدرسے میں اول سے لیکر آخر تک محض لانا خود بھی درس دیتے رہے ابتدائی اور انتہائی سب کتابیں وقتاً فوقتاً مولانا نے اس مدرسے میں پڑھائی ہیں یہاں تک کہ گنگان کا بھی درس دیا ہے۔ مولانا کا ایک زمانہ تک مرکز توجہ صرف مدرسہ ہی بہ موجب مولانا کو مدرسہ کی جانب سے بہت بڑی حد تک عینان ہو گیا اور اتفاق سے جنگ بلقان اسکے بعد مسجد کا چور کا واقعہ بھر تر کون کے ساتھ لالہ جارج کے شرمناک علم کے پے درپے ایسے واقعات پیش آئے جنہیں عالم اسلامی میں تلافی پیدا کر دیا اور یہ صاف نظر آنے لگا کہ یورپ کے اقتدار پسند اور اسلام کے دشمن مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تے ہیں تب مولانا علمائے حقانی کے طور پر دلیرانہ اور مجاہدانہ طور پر سیاسیات مذہبی میں کمال سرگرمی اور جانفروشی سے منہمک ہو گئے اور خدام کعبہ خلافت کیدی اور جمعیۃ العلماء کا

بالترتیب سنگ بنیاد رکھا اور یہ ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ جمعیتہ العلماء اور خدام کعبہ کے بانی اور موسس حضرت امینؑ ہی تھے اور مجلس خلافت کو ہندوستان کے تمام اہل اسلام کی عام تحریک اشاعت کرتے ہیں مولانا ہی کا قدم سب سے آگے تھا۔ اور اسکے ابتدائی انتظامات و مصارف قیام آپ ہی کے مبارک ہاتھوں انجام پائے۔ بہر حال ان تمام تحریکات میں مولانا نے داسے دے سنے دے جو جو کوششیں کی ہیں وہ اخبار میں حضرات خوب جانتے ہیں جس قدر ذاتی روپیہ مولانا نے ان تحریکات پر صرف کیا ہے اسکی مجموعی مقدار کسی طرح چالیس پچاس ہزار روپیہ کم نہیں۔ علما میں سے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی علی کوشش مولانا ہی کے جانب سے ہوئی اور اُس نے اس حد تک ترقی کی کہ بارہا کانگریس اور اُس کے دیگر غیر مسلم شرکا "مجلس" میں مولانا ہی کے ہمان ہے اور کئی مرتبہ مجلس میں تمام غیر مسلم لیڈروں کی فیاضانہ مہانداری کی گئی۔ جب بن سو دے حرمین پر قبضہ کر کے اپنے بدعات و اہم کو رائج کیا اور خدا کی اور اُس کے رسول کے مقرر کی ہوئی حرم اور جاسے امن کو قتل گاہ اہل اسلام بنا لیا تو مولانا سے اور سیاسی لیڈروں سے خلافت پیدا ہو گیا جس نے بہت طول پکڑا مولانا نے اُس وقت کوشش طین سے قدامت بحرمین کی بنا ڈالی جو آج تک قائم ہے۔ ان کا سو نہیں مولانا کو اس قدر اہم تھا کہ اکثر دن بھر اور رات کے دو ٹکٹ ٹھونہیں اٹھیں اور پر علی توجہ مبذول رہتی خلافت کمیٹی کی آمد کے سلسلے میں مولانا نے اپنے ذاتی مصارف تمام ہندوستان کا یا تو خود سفر فرمایا یا اپنے بھائیوں اور بھتیگوں کو بھیجا خود تقریباً ہر دو سہ مہینہ بیٹی کا سفر فرماتے۔ بہر حال عمر کا آخری حصہ مولانا نے اسی جہاد میں بسر فرمایا۔ باوجود ان مشاغل کے عبادت و ریاضت اور خدمتِ علم میں کبھی کوتاہی نہیں فرمائی مدت العمر سفر و حضور میں کبھی جماعت کے ساتھ نماز ناغہ نہیں ہوئی ہمیشہ سفر میں محض ضرورت جماعت کیلئے دوا دمی ہمراہ لجاتے رمضان المبارک میں شب و روز میں کبھی دوا دمی کبھی کچھ کم و بیش قرآن شریف ختم فرماتے۔ اور سولے دو تین گھنٹوں کے بالکل آرام نہ فرماتے دفات کے چند سال پیشتر مولانا کو ہر رستہاں گرا دیا گیا تھا جس کا اثر فوراً معلوم ہونے پر مراد

کیا گیا مگر فائدہ نہیں ہوا اسکے بعد سے مولانا کے مزاج میں مدت بہت پیدا ہو گئی تھی اور گرمی
 اور گرم اشیا کا تحمل جسم ظاہری کو باقی نہیں رہا تھا اور تقریباً سات آٹھ سال کے عرصے سے سوز
 ٹھنڈی چیزوں کے گرم اشیا کا استعمال بالکل نہیں فرماتے تھے۔ شدید جاڑ و نہیں بھی انار سگترہ
 امروہ میٹھا نیو استعمال فرماتے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلفم جسم مبارک میں برابر بڑھتا جاتا تھا
 یہاں تک کہ اگر جب سلسلہ مطالبہ از حموری سلسلہ مدد یکشنبہ کو تقریباً پوسنے چار بجے
 سہ پہر کو جبکہ مولانا نماز عصر کیلئے تہیہ فرما رہے تھے دفعتاً دہننے جانب فالج کا شدید علم ہوا
 جس نے ہوش و احساس ظاہری کو زائل کر دیا فوراً علاج شروع ہوا اور حکیم کمال الدین صاحب
 اور حکیم عبدالحسیب صاحب نے تہابیر معمولہ کیلئے مغرب کے بعد سے ڈاکٹری علاج شروع ہوا اور
 ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبدالحمید صاحب نے اپنی انتہائی قابلیت اور محنت و
 توجہ سے علاج کیا اور دوران علاج میں ہنٹر صاحب سول سرجن کو بھی ان دونوں صاحبوں
 نے لاکر دکھایا مگر انہوں نے کچھ فائدہ نہوا۔ قطب میاں صاحب کو چار دن قبل امیر شریف
 شکر عرس کی غرض سے آپ نے بھیجا تھا اور خود بھی سوز و جب کو روانہ ہوئیو اسے
 قطب میاں صاحب کو آپ کی حالت کی بذریعہ تار اطلاع دی گئی فوراً قطب میاں صاحب
 روانہ ہوئے اور وفات کے چند گھنٹے قبل پہنچے مولانا کے حواس ظاہری پر گونا گویا کا کل
 اڑ تھا مگر اس پر بھی نماز کے اوقات میں آخر وقت تک قیام نہ ہو کر بایان ہاتھ اٹھا کر
 نماز میں مشغول ہو جانے قطب میاں صاحب کے کہنے پر صاحبزادہ والا تبار حضرت مولانا
 سید شاہ متا زاہد صاحب نے پکار کر فرمایا کہ قطب میاں صاحب آگئے ہیں قطب میاں
 صاحب کو پہنچنے لگا کر علیحدہ پردہ تین مرتبہ تعجب متپایا۔ آخر میں مولانا کی ہمیشہ کے ہمراہ
 پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر مفضلہ ذیل بچوں نے بیعت کی کلمات مقررہ
 حضرت میاں صاحب بلکہ مددع ادا کرتے تھے میں نے سب کے آخر میں اسطرع تجدید
 بیعت کر لی۔ جمال میاں صاحب۔ محمد میان۔ نور میان۔ محمد ہاشم بن مولوی صبغت اللہ
 محمد رضا بن مولوی سخاوت اللہ۔ محمد حیات بن مولوی محمد بقا صاحب۔ اور میرے
 بڑے لڑکے محمد حامدان سب نے بیعت کی۔ تقریباً سوا گیارہ بجے شب کو ہر صاحب نے اپنے

مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء روزہ شنبہ (شب چہار شنبہ) کو حضرت رحلت فرمائی۔ شہر بھیر میں ایک
ہتلکے اور کھرام مقام صبح کو بعد فجر سے غسل شروع ہوا اور ۱۰ بجے کے قریب جنازہ تیار ہوا
اول بار مبارک حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ پر لینگے اور وہاں حضرت قلع میان صاحب نے
نماز جنازہ پڑھائی اُس کے بعد باغ حضرت مولانا نواز الحق کے متصل سرک پر دوبارہ جناب
حکیم مولوی حاجی الحق صاحب نے نماز پڑھائی جن لوگوں نے نماز میں شرکت کی اُن کی تخفیفی تعداد
۲۵-۳ ہزار سے زائد تھی اُس دن عام اہل سلام کی دوکانیں اور تمام مدارس اسلامیہ سرکاری
منڈی سب بند تھیں تقریباً اہم بجے دفن واقع ہوا اور چاہے بجے کے قریب ہلوگ واپس ہو
ہی دینے کا سلسلہ دو سکر دن تک جاری رہا دو سکر دن سے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع
ہوا اور ہندوستان کے اکثر مدارس اسلامی میں قرآن خوانی ہوئی ندوۃ العلماء اور مدرسہ
فرقانہ کے علاوہ دیوبند کا مشہور مدرسہ بھی انتقال کی خبر پاتے ہی بند کر دیا گیا اور وہاں
ختم قرآن اور ختم بخاری شریف کیا گیا۔ گاندھی جی اور دیگر تمام میڈروں نے تعزیت کے
تاریخیں بھیجیں اور بعض خود بھی تعزیت کے واسطے آئے مولانا محمد علی صاحب دوسرے ہی دن
آگئے تھے تین دن تک بمقام ہے اعلیٰ حضرت ہر انکس فواب صاحب نے اپور بالقاب
غلام اللہ ملک نے تاریخی بھیجا اور وہ بھی تعزیت کے واسطے فرنگی محل تشریف لائے اور مولانا کی
یادگار کے سلسلے میں پانچ ہزار روپیہ بھی مرحمت فرمایا۔ ایک آفتاب علم و عمل تھا کہ حسب کیا
مولانا کی ایسی جامع ہستی جسے ہندوستان کے علما اور صوفیاء اور عوام شیعہ اور سنی
ہندو اور مسلمان سب میں ہر دلعزیزی اور شہرت اور اقتدار کا مل حاصل کر لیا ہو ہمارے
خاندان کیا علماء ہند میں کوئی دوسری نہیں گزری ہے اور نہ موجودہ نسل میں امید ہے
ہندوستان کے تمام اسلامی اور قومی اخبارات نے مولانا کے انتقال پر تعزیتی مضامین لکھے
اور ہر طرح شعر نے کثرت سے مرثیہ اور تاریخیں تالیف کیں تھیں ختم حالات پر ہم سارے
اعظم گڑھ سے جناب مولانا سید سلیمان صاحب دی کا مضمون درج کرتے ہیں اور آخر میں
مولوی روح اللہ صاحب فرنگی علی کی دو تاریخیں درج کرتے ہیں۔ متصل حالات جانتے
کیلئے مولانا کی سوانح عمری کا انتظار کرنا چاہیے۔ مولانا کے شاگردوں کی مکمل فہرست

عالمی تاریخوں اور سوانح میں مولانا کا تذکرہ ہے۔ مولانا کی سوانح عمری کا مضمون درج کرتے ہیں اور آخر میں مولانا کی مکمل فہرست

دعلاوہ طلبیے مدرسہ نظامیہ، مجھکو دستیاب نہیں ہوئی اور نہ مولانا نے خود کبھی ہریدین اور
تلازہ کی فہرست مرتب کر نیکا خیال کیا یہ یقینی ہے کہ انکی تعداد سیکڑوں سے گزر کر ہزاروں
تک پہنچ گئی تھی۔ مولانا کی تصانیف کی بھی مکمل فہرست میں باوجود کوشش کے تیار نہ
کر سکا بہر حال جو فہرست میں نے ترتیب دی ہے وہ ہی درج کجاتی ہے اس میں یادداشت اور
مضامین مکتوبہ مولانا شامل نہیں ہیں ان یادداشتوں اور مضامین کی آٹھ نو ضخیم جلدیں
مرتب موجود ہیں جو اگر شائع ہوئیں تو بہت سے سیاسی راہزماے سرستہ کا انکشاف ہو جائیگا
معارف کا مضمون حسب ذیل ہے۔

فرنگی محل کی آخری شمع بجھ گئی

آہ! مولانا عبدالباری!!

وما کان قیس ھلکۃ ھلاک واحد و لکنہ بنیان قوم تھد ما

قیس کا مرناسرت ایک دی کا مرنہ نہیں ہے بلکہ پوری قوم کی بنیاد کا گر جانا ہے

درینا کہ آج قلم کو اُس مجسمہ علم و خلاق کا ماتم کرنا ہے جسے وصف مدرسہ کا فرض اُسکو
بارہا ادا کرنا پڑا ہے، وہ علم و عمل کی کستہ عمارتوں میں فضل و کمال، اخلاق و ایمان اور نہ ہر دو
درج کی جو آخری شمع جل رہی تھی وہ ۱۹-۲۰ کی درمیانی شب میں ہمیشہ کیلئے بجھ گئی، فرنگی محل
متاخرین میں حضرت استاذ ہتادی مولانا عبدالحی کے بعد مولانا عبدالباری کی ذات نمایان ہوئی
تھی جو بزرگ جہاد کی بہت سی روایات کی حامل تھی۔ ارشاد و ہدایت، وعظ و نصیحت، درس و
تدریس، تلمذ و معالغہ، تحریر و تالیف انکے روزانہ مشاغل تھے، ان دینی و ملی مناقب کے
ساتھ دین و ملت کی راہ میں انکا جانفروشانہ جذبہ اور مجاہدانہ اخلاص ہم رنگ شہادت تھا، ذاتی
اخلاق، جو دوستی، تواضع و انکسار، علم کی عزت، صداقت، حق گوئی انکے اوصاف گرانمایہ
تھے، وہ بکسوں کے لمبا سا فروزن کے مادی اور تنگ ستون کے دستگیر تھے، عبادت گزار
و شہیدانہ اور حق کے طلبگار تھے، ہندوستان میں انکی ذات ذی اقتدار علما کی حیثیت سے
اس وقت فرد تھی، جدید تعلیم یافتوں کی سیاسی جدوجہد کو مذہبی تحریک بنادینا یقیناً انہیں کا

کارنامہ شمار کیا جائیگا اس لیے انکی یہ غیر متوقع موت صرف فرنگی محل نہیں بلکہ اسلام کا سانحہ ہے اور نابین انکی جو نامرگی ہمیشہ کیلئے تاریخ اسلام کا ایک نادر ہنگامہ واقعہ شمار ہوگا، طبع مجبوری
 طرہ اسکے دشمنوں کی سیاہی سے جریدہ عالم پر یہ ہمیشہ لکھا نظر آئیگا۔

رفتم و از رفتن من عالمے تاریک شد
 من مگر شمع چون رفتم بزم برسم ساختم
 مولانا مرحوم کا سن غالباً سینتالیس کے قریب ہوگا، مولانا عبدالحی صاحب کے شاگرد خاص
 مولانا عین القضاۃ صاحب کے لکھنؤ میں تحصیل کی، پھر عازم گئے وہاں حدیث کی سندلی، ملک شام کا
 سفر کیا علماء سے فیض اٹھایا، مدینہ منورہ سے ہندوستان واپس آئے اور خدام کعبین پر جو شش
 شرکت کی پھر مجلس خلافت اور جمعیتہ العلماء کی تاسیس میں حصہ لیا، ترک موالات کے علیرہ رہنے،
 دوسری طرف فرنگی محل میں مدرسہ نظامیہ کے نام سے ایک باقاعدہ مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی اور
 اُسکو ایک باقاعدہ مدرسہ بنایا جس سے متعدد اصحاب نکلے اور اہل قلم پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے
 بعد اپنی تالیفات و تصنیفات کی فہرست یا دگاہ چھوڑی ہے، وہ فقہ حنفیہ کے پرچم حامی
 تھے اور انکی علمی و علمی کوششیں زیادہ تر اسی کے متعلق صرف ہوتی رہیں، انکی چھوٹی بڑی
 تصنیفات و رسائل کی فہرست ایک تنو کے قریب ہوگی جنہیں سب سے زیادہ مفید و کارآمد انکی
 اردو تفسیر تھی جو افسوس کہ ناتمام رہی، امام محمدؒ کی سیر کبیر کا کام بھی انکے پیش نظر تھا، علم حدیث
 میں بھی انکے ایک درساے ہیں، افسوس کہ یہ چشمہ فیض ہمیشہ کیلئے خشک ہو گیا۔ انا للہ
 وانا الیہ راجعون ۛ

(معارف نمبر جلد ۱۱، باب جنوری ۱۳۳۵ھ)

مولوی محمد روح اللہ صاحب ادیب لکھنؤ فرنگی محل کی موفقتا بخیریں جب فیل ہیں۔

عبد باری مرشد و مولائے من روح پاکش شد بہمنات النعم
 طالب حق بود و اصل شد بحق گفت ہا لفت بود اکب الفوائد العظیم
 ۱۹۶۳

دیگر

قیام الملتہ والدین امام الوقت مولانا محمد عبد باری ناگمان و توفیق عالم
 دل محزون بن پرید چون تالیخ تریلش نگین خاتم دین محمد بودہ یمن گفت

۱۳۳۳ھ

مولانا کے تصانیف کی نامکمل فہرست حسب ذیل ہے۔
علم صرف تحفۃ الإخوان، ہدیۃ السکاکان، المنتخب، سلسلۃ الذهب، تسہیل العرف، جامع الفوائد، ارتقاء العرف، مقدمۃ العرف، شرح ہدایۃ العرف، شرح فضول کبریٰ۔

علم نحو۔ نو اصباح شرح اصباح۔ ہدیۃ الطلبة، شرح ہدایۃ النعم۔ حاشیۃ الفیہ۔
حکمت تحفۃ الامواب، مین اصواب، حاشیۃ النافہ علی طفرۃ الزاویہ، رسالہ فی البینۃ، القدیمہ والجدیدہ۔

منطق اعتصام الاذہان، خرماتن لابانوی، تقریب لادمان۔
فقہ الاضافۃ فی الادوات، الدرر الثاقبہ للذریۃ الطاہرہ، العقل المغفور، رحمۃ المغفور، خیر الزوائد، الفیض الرحمانی، قرۃ العین، حیات اولی الاباب، المحضر، رسالہ فی تحقیق البیہ، احقاق اسماء، احسن العریات، رجم الشیطان، غایۃ التماسل، القول الموبد، کشف الحال، ملحق انسان، التعلیق المنار، رسالہ فی مسائل الطہارۃ، ذنب طامعین، خیر الدما، المحرر المصنوع، رحمۃ الامۃ، صریح اجماع، فتاویٰ قیام الملہ والدین، تعلیق الاذہان، البیان المسلم فی ترجمۃ الکلام المبرم فی نقص القول المحکم۔ لعل لما جرد بجمہ المبرورنی رد القول المصنوع، الحج المغفور بترجمۃ اسی الشکورنی رد المذہب المنار، محاسن جمیلہ (مشہور حسن جمیلہ) سوق الایمان، رسالہ متعلق بجمیلہ الاستلاح،

فرائض کتاب الفرائض، حاشیۃ سراجیہ، الاثبات فی تدریس الامار والاصار۔
کلام غایۃ الکلام، ذبۃ الفرائد، کتاب الخاتم، ساخن کلام۔
مہم الملکوت شرح مسلم لنبوت، ہنایۃ الکشاف فی درایۃ الاختلاف، اعجاز الایسا
اصول فقہ شرح المنار۔

حدیث الاثر الممدیہ۔ الاثر المتصل، الدرۃ الباہرہ فی الاحادیث المتواثرہ، شفاء الصدق، راحۃ العباد، الارشاد فی الاسناد، البانیات اصاحات، التباہل المصنوعہ فی شمل النبویۃ، ابنین حدیث (۳ عدد)، آثار الامامہ، الاربعین المذکورہ فی المحادث المحاصرہ،

الذی یحب لمحمد بما ذہب لہ احمد، ہدیۃ لطیفہ لصلۃ ابن ابی شیبہ، الذی عن ابی حنیفہ بما طعن بہ ابن قتیبہ،

تفسیر فیض القادر تفسیر آیۃ العافر۔ بیان القرآن، تفسیر لطائف الرحمن۔

توضیح تصنیف، شہادتیں احسن، تنبیہ المجہدین، رسائلہ فی الوفات، رسائلہ المعرفہ، مختصر التاریخ، اصول التاریخ، الآثار الاول، تحفۃ الاخلاص، جلاۃ الابصار،

المدنیہ النبیۃ، الرحلۃ الوافیہ، الرحلۃ الکجازیہ، حیرۃ المسترشد لوصال المرشد، شمس حضرت بانسہ، محفوظ حضرت سیدہ سادات، مقدمۃ التعلیق المختار علی کتاب الآثار، تسبیح المنج سے

اسماء رجال کتاب کج، مقدمۃ ماشیہ سیر صغیر و سیر کبیر

فصل الشامل، سبیل الرشاد، رسائلہ النصیوہ، رسائلہ اتوبہ، نظم انوار تصوف و سلوک، محاشن یوسفی، ماشیہ قصص اکلم، رسائلہ اذکار و اشغال۔

ادب ماشیہ حماسہ، شرح قصیدہ بردہ۔

ان تصانیف کے علاوہ مختلف کتب درسیہ پر جو فی ہین جیسے ماشیہ شرح سلم قاضی

ماشیہ میرزا ہر رسالہ ماشیہ علی ماشیہ غلام بیگی، ماشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ، ماشیہ شمس ہارث

ماشیہ نور الانوار، ماشیہ اصول البزودی، ماشیہ شرح مشکوٰۃ اور رسالہ سائنس و کلام

جسکی چوتھیں جلدین ہین اور انہیں سے صرف ایک جلد شائع ہوئی ہو۔

مولانا قدس سرہ کے دونکاح ہوئے پہلا نکاح کا کوری مین منشی بہاؤ الدین صاحب

دہلی کلکٹر کی صاحبزادی سے ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ کو ہوا (ان صاحبزادی کی والدہ

اور حضرت گی والدہ چچا زاد بہن تھیں، مولوی احمد حسن بن ملک العلماء احمد کے حالات

دیکھو) اسنے ایک صاحبزادہ محمد حافظ عبد الکاظمی پیدا ہوئے ان صاحبزادے کے پیدا ہونے کے

بعد ہی ۳۱ جمادی الآخر ۱۲۸۷ھ کو ان بڑی کا انتقال ہو گیا اور یہ صاحبزادے بھی چند

دن کے بعد ۵ رجب ۱۲۸۷ھ کو وفات پا گئے پھر دو سال کے بعد دختر سید محفوظ حسین صاحب

نقوی لکھنوی ساکن دگھاوان سے نکاح ہوا جسے کثرت اولاد ہوئی مگر چند دن کے

بعد سب کا انتقال ہو گیا۔ ایک صاحبزادی اول مین زندہ ہی تھیں اور ایک صاحبزادی ۱۲۸۷ھ

میں پیدا ہوئیں جبکہ عقد حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد، ارجادوی لاخرے
 سال ۱۳۲۷ء کو مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم و حاج الحق بن مولوی المعان الحق بن
 مولوی برہان الحق کے ساتھ ہوا۔ بڑی صاحبزادی کا عقد جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اپنے
 چچا زاد بھائی جناب قطب میاں صاحب کے ساتھ ہوا اور وہ دو صاحبزائے چھوٹے ۸ ارڈی انجھ
 سرہ کو انتقال کر گئیں۔ آخر عمر میں حضرت کے ایک صاحبزائے پیدا ہوئے جنکی ولادت کی
 سبب عزنہ کو بید مسرت ہوئی صاحبزائے کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول یوم جمعہ ۱۳۳۳ء کو
 بوقت فجر ہوئی اسوقت یہ صاحبزائے حفظ قرآن شریف کر رہے ہیں چنانچہ آثار رشد و نجات
 و کرم و اخلاق آبا کرام ظاہر ہے نہایت درجہ قوی حفظ ذہن اور صاحب حیا ہیں خدا تعالیٰ
 عمر و علم میں ترقی عطا فرمائے اور وارث علوم انبیاء و اجداد کرام کیسے۔ ان صاحبزائے
 کا نام جمال الدین محمد عبدالوہاب ہے اور جمال میان کہلاتے ہیں

مولوی عبدالصمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہ۔ آپ اپنے والد ماجد کے سب سے
 چھوٹے صاحبزائے تھے نوبت درس و تدریس کی نہیں آئی سن شباب میں عوارض دماغی
 میں مبتلا ہو گئے اور ایک جذبی حالت طاری ہو گئی جو مدت العمر باقی رہی آپ کا عقد
 شیوخ مجتہدین ہوا تھا جسے صرف ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جبکہ عقد انکے چچا زاد بھائی
 مولوی محمد حامد بن مولانا محمد احمد بن مولانا انوار الحق قدس سرہ کے ساتھ ہوا جن کا ذکر
 گزر چکا ہے۔

مولوی عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید تحصیل علم اپنے چچا ملا نظام الدین استاذ المند
 سے کی اور بعد فراغت و اتمام چچا ہی کے ارشاد کے مطابق بیعت حضرت میر سید ہامیل بلگرامی
 خلیفہ حضرت سید ہاداس کے کی لیکن اذکار و اشغال کی تعلیم استاذ المند سے پائی علم ظاہری و
 باطنی دونوں میں کمال حاصل فرمایا عبادات و ریاضات اور ترک دنیا میں وحید زمانہ تھے
 بیس برس تک رات بھر آرام نہیں فرمایا تمام شب عبادت میں مصروف رہتے اور بچو نا
 خالی پڑا رہتا صبح کو تھوڑی دیر اس پر لیٹ جاتے تاکہ لوگوں کو شب بیداری کی حالت معلوم

نہوتے پائے۔ آپ کا نکاح مفتی مراد لکھنوی کی اکلوتی دختر سے ہوا تھا جو نہایت دولت مند تھیں
 بہت کچھ اسباب جہیز میں انھوں نے اپنی لڑکی کو دیا تھا مولانا ذوقِ قلاس مال سے اور نہ اپنے
 سسرال والوں کی دولت مندی سے ذرا بھی فائدہ حاصل کیا۔ استاد اہلند نے آپ کو امام مسجد
 فرنگی محل مقرر کیا تھا اور خود اقتدار کرتے مولانا نے مقرر کیا کہ آپ کی موجودگی میں مجھ کو امامت
 مناسب نہیں ہے استاد اہلند نے ارشاد فرمایا کہ تم نے دنیا پا کر ترک دنیا کیا مجھ کو دنیا
 ملی ہی نہیں میرا ترک دنیا اُس قدر کمال نہیں ہے جس قدر تمھارا دنیا کا ترک کرنا کمال ہے اس اعتبار
 سے تم مجھ سے افضل ہو غرض کہ مولانا نے نہایت ریاضت و عبادت میں عمر بسر فرمائی آخر
 عمر میں ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب سخت علیل ہوئے صاحبزادے
 اپنے نانا کے گھر میں جو سوٹھا اٹھی میں تھادیہ محلہ لکھنؤ میں فرنگی محل سے ایک میل کے فاصلہ پر
 تھا تشریف رکھتے تھے مولانا عبد العزیز صاحب صاحبزادے کی عیادت کو گئے مریض کی حالت
 نازک تھی سب بہت پریشان تھے مفتی مراد نے کہا کہ مشہور ہے کہ سید عبدالرزاق بانسوی حضرت
 سید اسادات، کسی بچے سے محبت رکھتے تھے اگر تیرہ وہ لڑکا بیمار ہو اور باوجود علاج صحت
 نہیں ہوتی تھی ایک دن حضرت کے سامنے اُس بچے کے باپ نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ
 دعویدار محبت میں مگر کوئی اتنی بھی طاقت نہیں رکھتا کہ سلب مرض کر لے فوراً حضرت
 سید اسادات نے توجہ فرمائی اور لڑکا اچھا ہو گیا۔ آپ کا تو یہ اکلوتا لڑکا ہی آپ کو اسپر
 رحم نہیں آتا آپ نے فرمایا کہ بندگانِ خدا کے سامنے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے فوراً
 توجہ فرمائی صاحبزادہ صحت پانے لگے مگر مزاج مبارک ناساز ہو گیا جس قدر صاحبزادے کی
 صحت ترقی کرتی آپ کا مرض ترقی کرتا یہاں تک کہ مرض حد سے متجاوز ہو گیا آپ نے اپنے
 بھتیجے ملا محبت شاہ سے فرمایا کہ مجھ کو شہر کے باہر بچلو یہاں عورتیں جزع و فزع کرنگی ملا محبت شاہ
 کاوری اسی حالت میں لیگے اور وہاں ہی وفات ہوئی جنازہ لکھنؤ لایا گیا جس وقت جنازہ
 فرنگی محل پہنچا مولانا احمد عبد الحق آپ کے بڑے بھائی دروازہ پر تھیں جنازہ کی طرف دیکھنے لگے
 اور فرمایا سبحان اللہ عبد العزیز کے جنازہ کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں وفات شریف ۹ ر
 ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ میں واقع ہوئی مزار شریف اندرون مقبرہ مشرقی دیوار سے متصل آپ کی

والدہ کے پاس ہے آپ کی کرامات عمدۃ الوسائل میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

(تنبیہ) خیر اہل اور آثار الاولیاء اور احوال علماء فرنگی محل میں حضرت کا اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کرنا لکھا ہے جو غالباً صاحب خیر اہل کے قلم سے ہوا لگلیا ہے اور اسی کی اقتدا میں حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحریر فرمادیا رسالہ تطبیہ اور عمدۃ الوسائل اور غصان الانشا میں صراحتاً استاذ اہل علم سے علم حاصل کرنا تحریر کیا اور ان شہادتوں کے ہوتے ہوئے صرف صاحب خیر اہل کا لکھنا سہمی پر محمل ہو گا صاحب عمدۃ الوسائل کچھ بھولا نا عبد العزیز صاحب پرانا نا۔۔۔ تھے اور مصنف عمدۃ الوسائل نے اپنے نانا سے منکر حالات لکھے ہیں جو زمانہ

قابل اعتبار ہیں اور مولف رسالہ تطبیہ مولانا عبد العزیز کے زمانہ میں خود موجود تھے البتہ یہ ممکن ہے کہ کچھ ابتدائی کتابیں اس سے پہلے والد ماجد بھی پڑھی ہوں والد علم مولانا عبد العزیز کا عقد مفتی مراد بن شیخ ضیاء الاسلام مفتی صدیقی لکھنؤ کی دفتر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے مفتی محمد یعقوب صاحب یادگار چھوٹے صاحبزادی ناگندہ اوقات پاکین۔

مفتی یعقوب صاحب کا تذکرہ موت یا میں ہو گا بولا نا عبد العزیز کو طبعاً ہیشتہ میں اپنے والد ماجد کا انتقال

مولوی عبد القادر س بن مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبد العزیز مذکورہ بالا۔ آپ

مفتی محمد یعقوب کے سب سے بڑے فرزند تھے والد ماجد کو خاص کر آپ کی تعلیم پر توجہ تھی بعد حفظ قرآن

کتب درسیہ اپنے والد اور ملا حسن سے پڑھیں اور ملا غلام علی بھاری سے تعلیم مناظرہ پائی۔ عالم

کامل جامع معقول و منقول ہوئے معلقہ تدریس والد ماجد کی حیات ہی میں بہت وسیع ہو گیا تھا

آپ کے والد نے آپ کے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم آپ ہی سے متعلق رکھی اکثر علما کا سلسلہ تلمذ

آپ تک منتہی ہوتا ہے۔ باوجود معقولات میں غلو کے حسب سنت علماء حقہ بزرگان دین سے

بہت اعتقاد تھا حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنؤ قدس سرہ کے مزار پر اکثر حاضر

ہو کر مراقبہ فرماتے اور فیوض حاصل کرتے والد ماجد کے علم سے آپ نے بیت مولانا غلام تمبھے

بھاری محشی میرزا اہدوسا کی عمدۃ نواب سعادت علی خان میں عمدۃ افتاء آپ کو سپرد کیا جانا

تجویز ہوا آپ مزار حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے اور حضرت کی روحانیت سے

طلب جانہ کی مانگت ہوئی آپ نے انکار فرمادیا اسکے بعد باوجودیکہ نہایت عسرت سے

بسر ہوئی مگر حصول دنیا کی طرف کبھی توجہ نہ فرمائی اور شوکلاۃ زندگی بسر فرمائی اسی برس سے ذرا لم
 عمر پائی اور ہمیشہ تدریس و تالیف میں متوجہ رہے آپ نہایت خوش خط تھے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی
 متعدد کتابیں مثل مسلم و شرح مسلم و شرح چغنی میرے پاس موجود ہیں جو نہایت خوش خط
 لکھی ہوئی ہیں۔ اولاً عقد آپ کا شیخ روح اللہ بنی لکھنوی کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی
 مولوی عبد السلام ولد صاحبزادیان پید ہوئی ایک صاحبزادی کا عقد مولانا محمد احمد بن ملا اور ابن
 ندس سرہ سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد شیخ محمد حسن بنی ابن شیخ ہدایت اللہ لکھنوی سے ہوا
 جو صاحب دلاوت تھیں مولانا عبد القدوس کی دوسری بیوی صفی پور کی تھیں جو لا ولد فوت ہوئیں
 مولوی عبد السلام بن ملا عبد القدوس بن مفتی یعقوب مذکورہ بالا۔ مولوی صاحب نے
 کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر ختم درس تمام کیا نہایت ذکی و صاحب استعداد اور نہایت
 خوش خط تھے مگر جوانی ہی میں جذباتی کیفیت کا غلبہ ہوا اور ضعف و ملخ کا مرض لاحق ہو گیا اسی
 حالت میں مگر تھکنے والد ماجد نے تلاش کیا تو ڈی مدت کے بعد پھر دھن واپس آئے مگر
 قلیل عرصے کے بعد پھر وطن سے چلے گئے اور مفقود و اخیر ہو گئے آپ کے والد ماجد کو نہایت صدمہ ہوا
 مگر صبر کیا تا شیخ انتقال معلوم ہوئی عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی ابو رحیم کے ساتھ
 ہوا جسے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادہ مولوی عبدالرحیم پیدا ہوئے صاحبزادی کا عقد
 انتقال کر گئیں۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حیدر آباد دکن
 میں ایک بیوی سے ملاقات ہوئی جو اپنے کو فرنگی محل کے ایک صاحب کی بیوی کی ظاہر کرتی تھیں
 اور کہتی تھیں کہ میرے والد فرنگی محل سے آئے اور یہاں بیکل کیا اور میری پیدائش سے چند
 بعد انکا انتقال ہو گیا جو حالات ان بیوی نے بیان کیے وہ مولوی عبد اسلام صاحب پر
 منطبق ہوتے تھے واللہ اعلم۔

مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبد السلام بن مولوی عبد القدوس۔ کتب درسیہ آپ نے
 اپنے جد امجد سے پڑھیں اور فاتحۃ الغراغ بھی انہیں سے پڑھا عالم و فاضل ہوئے جد امجد کے
 انتقال کے بعد علم و فضل و تدریس میں اُن کے قائم مقام ہوئے مگر جوانی میں آپ کی بھی وہی
 کیفیت ہو گئی جو آپ کے والد ماجد کی تھی مگر ریاضت و عبادت میں کوتاہی نہ فرماتے۔

لوشش سے سکونی حالت پیدا ہو گئی تھی غدر ۱۸۵۷ء میں جب سب لوگ شہر خالی کر کے خون
 جان سے بھاگ گئے آپ سوٹھائی کی مسجد میں ہتھیار لگا کر بیٹھ گئے اور قرآن شریف سامنے رکھ کر پڑھنے
 لگے کچھ روزہ فوج نے باغی سمجھ کر آپ کو بھی شہید کر دیا۔ عقد آپ کا اولاد اپنے مامون مفتی محمد اصغر
 بن مفتی ابورحم کی صاحبزادی سے ہوا جس نے اولاد بھی ہوئی مگر وہ سب خرد سالی میں انتقال
 کر گئی اور بیوی نے لاد لہ انتقال کیا دوسرا نکاح آپ کا شیوخ گدیاض صلی بارہ بنی میں ہوا
 جس سے تین صاحبزائے مولوی عبدالوہاب و مولوی عبدالاحد اور مولوی عبدالعزیز یادگار
 ہوئے یہ تین صاحبزائے اپنے والد ماجد کے بعد عالم یکوسی اور تہجدی میں مبتلا ہو گئے اور فلاح
 بیہودگی امید نہ تھی لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم نے سب کو توفیق خیر و صلاحیت دی ہے
 سطا فرمایا کذا فی خیر العمل۔

مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام مذکورہ بالا ایک تہ
 علمیہ آپ نے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد صاحب سے پڑھیں مگر یہ عمرت فکر معاش
 کرنا پڑی اور سند و کالت حاصل کر کے بانسی ضلع بستی میں وکالت شروع کی آخر عمر میں
 قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا آپ اپنی دیانت اور سچائی اور تقویٰ کی وجہ سے عدالت کی
 نظر و بین ذی بہت عزت تھی نہایت عزت و حرمت سے بسر فرمائی بالآخر بانسی میں
 مرض وجع القلب میں ۳۳ سالہ میں انتقال کیا۔ بعیت آپ کو مولانا محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ
 سے تھی آپ کا پہلا عقد مولوی محمد علی بن ملا حیدر ملک العلماء کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک
 صاحبزادی زوہیرہ مولوی فضل الحق بن مولوی امان الحق چھوڑ کر فوت ہو گئیں دوسرا عقد
 مولوی عبدالوہاب صاحب کا دختر مولوی حسام الحق بن مولوی نظام الحق سے ہوا یہ لاد لہ
 اپنے شوہر کے بعد ۳۳ سالہ میں انتقال کر گئیں۔

مولوی عبدالاحد بن مولوی عبدالرحیم مذکورہ صدر۔ آپ کی ولادت ۳۶۶ھ بمطابق ۱۸۷۶ء
 روضہ شہ نہ کو ہوئی۔ کتب درسیہ آپ نے مولانا محمد حامد بن مولانا محمد احمد اور مولانا فضل اللہ
 بن مولوی نعمت اللہ سے پڑھیں اور ادب مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی تلمیذ مولانا نعمت اللہ
 بن ملا نور اللہ بن ملا علی سے پڑھا اور فاضلہ انوار محمد بن مولانا نور اللہ سے

غازی پور میں پڑھا اثنائے درس عربی میں آپ کو فارسی کا شوق ہوا اور تمام کتب فارسی
 درسیہ مولوی عبد الغفور نوہرہ مفتی اصغر صاحب کے پڑھیں۔ بعد ختم کتب شاعری کا ذوق ہوا
 آفتاب لدولہ قس اور حضرت مولانا عبد العظیم آسی غازی پوری تلمیذ مولانا عبد کلیم بن
 مولوی امین اللہ اور سید محمد جعفر حسین کاشف فن شاعری حاصل کیا ثم شاد تخلص فرماتے
 تھے بعد کو اسکے جانب توجہ بہت زیادہ ہو گئی اور تدریس عربی کی جانب توجہ کامل نہیں ہی
 مولانا رحمت اللہ کے انتقال کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور کے آپ منیجر مقرر ہوئے اور مولانا
 رحمت اللہ کے جانشین قرار پائے پھر سلسلہ تدریس جاری کیا اور مشغول شاعری بھی ہو قوت نہیں
 تین دیوان مطبوعہ یادگار ہیں علاوہ انکے حاشیہ حدائق المعجم اور کنوز الاسرار اور حاشیہ حدائق البیانہ
 آپ کے تالیفات میں سے ہیں۔ بیت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی
 اپنی اولاد کے انتقال کو جب تک آپ کو مصدمات عظیمہ پہنچے مگر آپ نے کمال صبر فرمایا جس سے
 صحت پر اثر نہ پڑ گیا آخر میں علیل ہو کر وطن واپس آئے ۱۲۵۵ھ رذیقہ یوم پنجشنبہ ۳۵ شہ کو
 انتقال فرمایا اور باغ مولوی انوار صاحب بن دفن ہوئے۔ عقد آپ کا ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ کو
 دختر مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ سے ہوا جسے دو صاحبزادیاں ایک ۸ رذیقہ
 ۱۲۹۶ھ کو اور دوسری ۵ رذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو پیدا ہوئیں یہ دونوں صاحبزادیاں نہایت
 قابل اور کتب عربی و فارسی پڑھی ہوئی اور پابند مذہب یحییٰ انہن سے بڑی کا عقد مولوی
 عظمت اللہ صاحب بن مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کے ساتھ ہوا اور دوسری کا
 عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی محمد بقا عبد السلام بن مولوی عبد العزیز بن ملا عبد الرحیم کے
 ساتھ ہوا دونوں صاحب اولاد ہوئیں مگر دونوں کا انتقال اپنے والد ماجد کے سامنے ہو گیا
 مولوی عبد الامد صاحب کی ان بیوی سے متعدد لڑکے بھی ہوئے مگر سب مغربی میں انتقال کر گئے
 ان بیوی کا انتقال ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ میں ہوا اور بڑی لڑکی کا انتقال شب ۲۰ شعبان ۱۳۵۵ھ کو اور
 اور دوسری کا انتقال ۱۲ رمضان ۱۳۵۵ھ کو ہوا اور عقد مولوی عبد الامد صاحب نے غازی پور میں کیا
 کیا جسے ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوڑ کر مولوی عبد الامد صاحب نے انتقال کیا لڑکی کا عقد مولوی
 خلیع بارہ بکلی میں شیخ قادر بخش کے ساتھ ہوا جنکی متعدد اولاد ہیں جن کے کا نام عبد اللہ ہے

بھگوانکے حالات معلوم نہیں غازی پور میں مقیم ہیں واللہ اعلم۔
 مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم بن مولوی عبدالسلام۔ تمام کتب درسیہ آپ نے
 مولانا فضل متلین مولوی نعمت اللہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالرزاق
 رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور کتب فارسی بھی ابتدائے لیکر انتہا تک پڑھے بعد فراغت و
 تم کتب درسیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ کی کتب درسیہ فقہ پر نظر بہت وسیع تھی عالم کامل
 زاہد و عابد شب زندہ دار تھے بیعت و اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق سے تھی میں
 شباب میں کسب معیشت کی جانب توجہ کرنا پڑی ایک زمانہ تک ہضلاع فیض آباد و گوندہ میں
 ملازمت کی اسکے بعد وطن میں قیام کیا اور کاکون اسکول میں مدرس دینیات مقرر ہو گئے جس پر
 آخر عمر تک مقرر رہے۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں بھی کتب مطولات کا درس آپ کے متعلق رہا اور
 آخر عمر تک مدرسہ میں اعزازاً درس دیتے رہے۔ آپ کے تالیفات حسب ذیل ہیں تہذیب و تمدن العرب
 موسوم بہ حسن لدایہ حاشیہ کنز حاشیہ موجز یہ کتب طبع ہو گئے ہیں حاشیہ تہذیبی آپ نے طب بھی حکیم
 منظر حسین خان سے ماہل کی تھی جس میں آپ کو خاص مہارت تھی گو باقاعدہ طب کبھی نہیں کیا مگر اعزہ
 فرنگی محل کا علاج ہمیشہ آپ ہی کرتے تھے۔ میں نے بھی قطبی اور شرح وقایہ اور کتب فارسی و بعض کتب
 نحو و صرفت آپ سے پڑھی ہیں۔ آپ سلسلہ کے آخرین بزرگ مستقیا رہے اور ۲۵ صفر ۱۳۳۳ھ
 کو پیر درشد کے وصال کے دن انتقال فرمایا حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پیر و
 مرشد کے مکان میں پڑھائی اور دفن مولوی انوار صاحب کے باغ میں میرے والد کے سر ہانے
 مغربی دیوار سے متصل واقع ہوا۔ عقد آپ کا میری چھوٹی زاد ہمیشہ و دختر مولوی مصباح الحق
 بن مولوی نظام الحق، ہرذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو ہوا جس کا انتقال اپنے شوہر کے دو سال کے بعد
 ۵ صفر ۱۳۹۹ھ کو ہوا تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوٹے صاحبزادی کا عقد میرے
 منجھلے بھائی مولوی سلامت اللہ صاحب سے ہوا یہ صاحبزادی عابدہ زادہ شب بیدار ہیں
 صاحبزادہ کے نام حسب ذیل ہیں ایک مولوی عبدالسلام محمد بقا و دوسرے مولوی عبدالقیوم
 محمد قائم تیسرے مولوی عبدالقادر۔ مولوی عبدالعزیز سلسلہ میں حج و زیارت سو مشرف ہوئے
 مولوی عبدالسلام عرف محمد بقا بن مولوی عبدالعزیز بن مولوی عبدالرحیم مذکور۔

مولوی عبدالعزیز صاحب اور ان کے مقبول صاحبزادہ و دختر سید علی ظاہر مدنی سے اجازت حدیث میں حاصل ہوئی۔

ولادت آپ کی سترہ روزی اکبر سلطنت کو ہوئی آپ نے کتب و رسیمہ تو سطات تک حضرت
استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد ماجد اور مولوی غفلت اللہ بن مولوی احمد اللہ سے پڑھے
اور فارسی بھی حاصل کی اسکے بعد انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کیا اسکے
بعد محکمہ زراعت میں ملازمت کر لی اب بنارس میں ملازم سرکاری ہیں نہایت نیک و نرم
و صلح جو ہیں اور ادو ذوال کے پابند ہیں جمعیت انکو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی
انکا پہلا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر خرد مولوی عبدالاحد مذکورہ سے ہوا جو ایک صاحبزادی چھوڑ
کر رمضان سنہ ۱۳۱۷ میں وفات پا گئیں دوسرا عقد کا کوری بہن دختر مولوی سعید الدین
سے ہوا جسے اس وقت بائج لڑکے ایک محمد حیات عبدالرحیم دوسرے عبدالرحمن تیسرے
محمد شہاب چوتھے محمد مسعود پانچویں محمد نسیم عبدالعزیزین محمد حیات مدرسہ عالیہ نظامیہ میں حفظ
قرآن کر رہا ہے اور عبدالرحمن اپنے والد کے پاس انگریزی پڑھ رہا ہے بقیہ خرد سال
ہیں۔ مولوی محمد بقا صاحب کی صاحبزادی کا عقد مولوی عزت اللہ بن مولوی غفلت اللہ سے
ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر کر چکے ہیں۔

مولوی عبدالقیوم محمد قائم بن مولوی عبدالعزیز صاحب کو رہ بالا۔ کتب و رسیمہ
ابتداء سے لیکر انتہا تک میرے ساتھ پڑھے اور فاتحۃ الغرغ بھی میرے ساتھ حضرت
استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ علاوہ حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے جن اساتذہ سے
پڑھا ہے انکا تذکرہ میرے حالات میں دیکھنا چاہیے نہایت ہو خیار اور محمد ارتیزو کی
بہن اور امور دنیاوی کے انصرام کی بھی نہایت اچھی سمجھ رکھتے ہیں بعد ختم کتب تدریس
کی جانب توجہ کی ابتدا سے مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھانا شروع کیا مولوی غفلت اللہ
صاحب کی ملازمت پر واپسی کے بعد مدرسہ کے انصرام میں مقرر ہوئے اور عرصہ تک
خدمت انجام دیتے رہے جو پورے میری دلچسپی پر مدرسہ خفیفہ جو پور میں انصرام میں مقرر
ہوئے اور اب تک بعدہ انصرام میں وہاں مامور ہیں جو پور میں مولوی صاحب نے نہایت
اچھی عزت حکام اور عایا اور نواب صاحب متولی مدرسہ کی نظر و بین پیدا کر لی ہے۔
نہایت عزت سے بسر کرتے ہیں اور تدریس و تالیف میں متوجہ ہیں۔ آپ کی تالیفات

علاوہ اس کے کہ انتظامیہ میں کیا اور اب اساتذہ میں مولوی غفلت اللہ سے

سب ذیل ہیں۔ منقرضانی پر ایک عاشق لکھا ہے جو دو جلد زمین ہے اور ابھی نامکمل ہے اور صرف
 میں فضول اکبری کے مثل مقامات کا اردو میں حل کیا ہے اب ایک کتاب منطق میں میری مولفہ
 کتاب ہواچہ منطق کے طرز پر تحریر کر رہے ہیں۔ خدا انکو زندہ و سلامت رکھے حضرت شاذ
 رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اجازت ارشاد ہے۔ مولوی صاحب کا عقد قصہ سدھوہر ضلع بارہ بنگلی
 میں شیخ غلام احمد کی دختر سے ہوا تھا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی آخر میں ان بھوی نے اولاد
 بمرض ہیضہ شوال ۱۳۳۵ء میں انتقال کیا مولانا نے اس کے بعد نکاح نہیں کیا اور اب تک
 ناکتھا ہیں۔

مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالعزیز مذکور۔ ولادت ۱۳۲۷ء حادی الاخر سے ۱۳۳۵ء
 کو ہوئی۔ مولوی عبدالعزیز کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں کتب درسیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ
 میں پڑھیں اور سند مولانا سلسلہ میں حاصل کی حدیث حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی
 فنون پہلگری بھی سیکھے ہیں نہایت شجاع اور نیک دل ہیں۔ بعد ختم کتب مدرسہ نظامیہ میں درس
 دیتا شروع کیا انکے والد ماجد نے اپنی حیات ہی میں کالون اسکول میں انکو اپنا قائم مقام
 کر دیا تھا سپر اس وقت تک ان میں مدرسہ عالیہ نظامیہ میں تکمیل کے بعد سے اس وقت تک
 تدریس میں مصروف ہیں نہایت توجہ سے سمجھا کر شفقت سے طلبہ کو پڑھاتے ہیں۔ عمدہ افتا
 مدرسہ میں انہیں سے متعلق ہے جو بیانات فقہ پر نظر وسیع رکھتے ہیں آخر وہ کے کام میں دل سے
 امداد کرتے ہیں وعظ اور تالیف کے جانب خلاف معمول توجہ نہیں ہے۔ عقد انکا مولوی
 نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق کی بڑی صاحبزادی سے ہوا اولاد ہوئی
 مگر کوئی زندہ نہ رہی۔ اللہ عمر میں برکت کرے اور علم و عمل میں فرائز کرے۔ بیعت اجازت
 انکو حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے انکے والد ماجد نے بھی آخر وقت انکو داخل سلسلہ
 کیا اور اجازت اخذ بیعت عطا کی۔ اور حضرت پیر سید ابراہیم سیف الدین گیلانی زادہ جب
 لکھنؤ تشریف لائے تو حسب حکم حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ مولوی عبدالقادر اور مولوی
 صہب اللہ اور مولوی محمد شیخ اور جناب طلبہ بیان صاحب نے حضرت موصوف سے بھی بیعت کی۔ اور اد
 وقائے خانہ دینی کے مولوی عبدالقادر صاحب پابندی کرتے ہیں خدا مجھ کو اور انکو توفیق

عقد دو کتابیں منطق میں لکھی گئیں اور دونوں اب تمام ہو چکی ہیں ۱۳۳۵ء

کامل خیر کی عطا فرمائے۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے کتب دہ سی قاری ابتداء سے لیکر انتہا تک اپنے چچا مولوی عبدالاحد سے پڑھے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالوالی بن مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز بن ملا سعید بن قطب شہید حضرت والا مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے علاوہ اسکے دیگر سلاسل کی بھی اجازت آپ کو اپنے والد ماجد اور دیگر بزرگان دین سے تھی۔ بعد حفظ قرآن تحصیل علم آپ نے اپنے مامون مولانا انوار الحق بن ملا انوار الحق سے فرمائی اور بعد ختم کتب دہ سیہ تدریس و تالیف کی جانب توجہ فرمائی مفسرین کتب دہ سیہ پر آپ کے حواشی ہیں ایک مدت تک علم ظاہری کی خدمت میں مصروف رہے اسکے بعد علم باطنی کا آپ پر غلبہ ہوا اور اذکار اور اوراد و اشغال اور علم تصوف اپنے پیرومرد سے حاصل کیا اور تدریس کتب دہ سیہ ترک فرما کر فتویٰ شریف کا درس دینا شروع کیا یہ حلقہ درس بہت وسیع ہوتا اور انہیں فتویٰ شریف کے نکات مجیبہ و دقائق غریبہ بیان فرماتے۔ اوائل زمانہ میں نہایت مسرت و تہنگی سے بسر ہوئی مگر کبھی آپ نے کسب معاش و حصول دنیائے جانب توجہ نہ فرمائی بعض اوقات متعدد فاقہ گرداؤں پر ہو جاتے مگر کسی سے تذکرہ نہ فرماتے۔ اور باب دولت کے سامنے کبھی اپنی حاجت لیکر نہیں گئے۔ عمر شریف نوے سال کی ہوئی آخر عمر میں منفع بصر لاحق ہو گیا تھا جقدر عمر میں زیادتی ہوتی بصر میں کمی اور بصیرت میں زیادتی ہوتی جاتی باوجود منفع جسمانی اور آنکھوں سے معذرت مسجد فرنگی محل میں نماز باجماعت آخر زمانہ تک ادا فرماتے مولوی عبدالغفار صاحب بن مولوی جامع صاحب جو آپ کے مرید تھے انکے سپرد یہ خدمت تھی کہ حضرت کا ہاتھ پکڑ کر مسجد لیجاتے ایک دن نماز عشاء کے وقت بارش شدید ہو رہی تھی مولوی عبدالغفار صاحب حضرت کی زحمت کے خیال سے حاضر خدمت نہ ہوئے اور خود مسجد میں نماز ادا کر لی حضرت نے انتظار فرمایا جب معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی تو اسقدر تکلیف قلب سہا تک پر ہوئی کہ شب بھر زار و قطار گریان رہے جب مولوی عبدالغفار صاحب نے معذرت کی تو ارشاد فرمایا کہ تمہارا قصور نہیں ہے قصود تو میرا ہے کہ میں نے تمہارا انتظار کیوں کیا خود کیوں

جہاں گیارہ سو زائر گھر پڑتا جوڑ آتی تھوڑے دن کے بعد اچھا ہو جاتا حضرت سلسلہ
 ارشد و ہدایت بہت وسیع ہوا ہزار ہا آدمی آپ کے سلسلہ میں داخل ہوئے فرنگی محل کے ملیلان بقدر
 اکثر علماء کو حضرت ہی سے بیعت تھی سو اسے مولانا عبدالحکیم نمبر ۶ بحر العلوم کے خاندان کے
 فرنگی محل کے اکثر حضرات آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل تھے۔ آپ کے نانائے اپنی حیات
 میں امامت مسجد فرنگی محل آپ ہی کے متعلق کر دی تھی اور خود آپ کی اقتدا فرماتے تھے آخر
 عمر میں آپ نے اسی سنت پر اپنے بھائی اور خلیفہ حضرت مولانا عبدالمزاق رحمۃ اللہ علیہ کو
 امامت سپرد فرمائی تھی اور خود اقتدا میں نماز پڑھتے چنانچہ اس خاندان میں عوامی دستور
 کہ جسکو پیر و مرشد اپنا خلیفہ و قائم مقام بنانا چاہتا ہے اُس کے سپرد جمعہ کی امامت کر دینا ہی
 حضرت کی وفات شریف شب ۲۲ شعبان ۱۲۸۵ھ کو واقع ہوئی دفن مبارک ۲۲ کی
 صبح کو واقع ہوا۔ مولوی عبدالباقی بن مولانا عبدالمزاق نے تاریخ انتقال مکتبہ کفریہ
 سے نکالی ہے۔ مزار شریف آپ کا حضرت مولانا عبدالحق اور مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے
 مزاروں کے درمیان پہلے قبر شریف خشتی تھی اور قریب مزار مبارک پر نہ تھا حضرت کے خلیفہ
 برحق حضرت مولانا عبدالمزاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مزار پر مع چار اور مزاروں کے
 نہایت خوبصورت بنوایا اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزارات
 سنگی بنوادیے اور قبر کے متصل شرقی جانب حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ
 علیہ اور والدہ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو مزار و میسرہ ہی حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ
 نے بنوائی ہے۔ اب مزارات کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

مقبرہ	جنوب	مشرقی
مغرب	مشرق	
مولانا محمد	مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق
مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق
مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق
مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق
مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق
مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق	مولانا عبدالحق

حضرت کا مفسر حضرت کے مرید جبار مولوی عبدالحق صاحب بن مولوی جامع صاحب نے تحریر
 کیا ہے جسکا نام الاسرار العالمیہ فی مناقب الاولیاء ہے۔

(تنبیہ) مزارات پر قیام بنانے کے متعلق اختلاف میں اہل تصوف

اور ایک گروہ علمائے ظاہرین متاخرین کا اُسکے جواہر بلا کراہت کا قائل ہی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اس قبے کے متعلق لکھا ہے "ولیتہا لم تن" حضرت استاذِ جمعۃ اللہ علیہ السلام کو مکروہ تحریر فرمایا جو عندی اقرب الی الحق۔ واللہ اعلم بالصواب۔ آپ کا عقد اولاد دختر مولانا حبیب اللہ بن ملا عبد اللہ سے ہوا جب اُسے کوئی اولاد نہیں ہوئی تو دوسرا عقد خلیع بارہ بنگلی میں ہوا جسے متعدد اولادین ہوئیں مگر ذرہ صرف تین صاحبزادیان رہیں ایک صاحبزادی کا عقد مولوی لعل الحق بن مولوی برہان الحق سے اور دوسری کا مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن غلام بخشے خان سے ہوا یہ دونوں صاحبزادیان ملا ولادت ہوئیں۔ تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی غلام مرتضیٰ بن ملا غلام زکریا سے ہوا جسے اولاد ہے جسکا ذکر آگے آئے گا مولانا عبدالحکیم بن مولانا امین اللہ ولادت ۱۲۳۹ھ میں ہوئی بعد حفظ قرآن کتب رسم اپنے والد ماجد سے اور مفتی ظہیر اللہ بن ملا ولی اور مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر اور مفتی محمد صغیر اور مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ سے پڑھیں اور سولہ برس کے سن میں ختم کتب کیا مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث سے حدیث حاصل کی عمر بھر تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رہا پہلے وطن میں چھ پر پانہ میں نواب ذوالفقار اللہ ولد کے مدرسہ میں ملازم ہو گئے وہاں ۹ سال قیام کے بعد جو پور میں حاجی امام بخش کے مدرسہ میں چلے گئے اور تقریباً دس سال وہاں مدرسہ میں مصروف رہے اسکے بعد حیدر آباد کن میں مدرسہ سرکاری میں مدرسہ مقرر ہوئے ۱۲۴۳ھ میں اہل خیال کے ساتھ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور وہاں شیوخ حدیث سے اجازت حدیث حاصل فرمائی وہاں سے واپسی پر حیدر آباد میں عدالت عالیہ کے عہدہ پر تقرر ہوا اور اُس سال حیدر آباد میں نہایت اعزاز و احترام سے بسر فرمائی خواص و عوام سب آپ کے گردیدہ تھے جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ میں وطن تشریف لائے اور صاحبزادے کے عقد سے فرغت حاصل کی اعزلی وطن مقرر ہوئے کہ اب وطن میں قیام فرمائیے اور مولوی حیدر بخش بن مولوی حاجی امام بخش جو پوری کا سردار تھا کہ آپ جو نچہ تشریف لیچلین مگر فقہا و قدر نے کسی کی عرض معروض قبول میں آنے نہ دی سال بھر کے بعد حیدر آباد واپس ہوئے اور چند ہی دنوں کے بعد علالت شروع ہوئی بظاہر

ادق و دل کامرض تھا مگر کسی مخالفت کا سحر بھی بالہن میں کام کر رہا تھا یا تھک کہ شعبان تک مرض ایسی
 حالت پہ پہنچ گیا کہ حیات سے ناامیدی ہو گئی اپنے صاحبزائے کو وصایا فرمائے اور اجازت
 حدیث عطا فرمائی اور بیعت بیکر دخل سلسلہ قادریہ رزاقیہ کیا آخر ۲۹ شعبان یوم دوشنبہ ۱۲۸۵ھ
 بوقت صبح انتقال کیا تاریخ وفات «عالم باعمل نمود قضا» سے حیدر آبادی میں شاہ پور
 قادری کے پالین مزار درجن واقع ہوا بیعت و اجازت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ
 علیہ سے تھی تلامذہ اہم قدر کثرت سے تھے کہ سب کا شمار دشوار ہے جنہیں سے اکثر خود صاحب تالیف و
 تصنیف ہوئے۔ آپ کی تالیفات کثرت سے ہیں جو نہایت مفید و نافع ہیں جنکی تفصیل حسب
 ذیل ہے۔ (منقول از عمدة الراعی، رسالہ فی الاشارة بالسبابة فی التشد، حاشیہ شرح العقائد
 الجلالی المسماة بکمل المعاد، نظم الدمدنی سلک شوق القمر، المعان انظر بصارة شوق القمر، التملک
 شرح التوسیہ، نور الایمان فی آثار صیب الرحمن، الاطوار فی تحقیق الدعار، ابقاد المصاحج نے
 التراویح، غایۃ الکلام فی بیان اکلال الاحرام، خیر الکلام فی مسائل الصیام، القول حسن فیما
 یتعلق بالنوافل و السنن، عمدة التحریر فی مسائل اللون و اللباس و الجہر، السقایۃ شرح الهدایۃ
 قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار، رسالہ فی احوال رطلہ لے اکرمین، التعلیق الباضل فی مسئلۃ الطہر
 المتعلل، رسالہ فی تراجم علماء ہند، رسالہ فی جمع فتاویٰ تحقیقات المرضیہ کمل حاشیہ التراویح
 علی الرسالۃ القطبیۃ، القول لاسلم کمل شرح اسلم، الاقوال الاربعۃ، کشف المکتوم کمل حاشیہ
 بحر العلوم، القول لمیط فیما یتعلق باجعل المولف و البیضا، معین الغائصین نے رد المغلطین،
 الايضاحات لمبحث المختلطات، کشف الاشتباہ کمل حمد اللہ، البیان البعبی نے شرح ضابطہ
 التذیب، کما شئت الظلمۃ فی بیان اقسام الکلمۃ، العرفان، حاشیہ النفیسی شرح موجز الطب
 الحاشیہ علی الحاشیۃ القدیمیۃ لدوانیہ، شرح شرح التجرید للقرطبی، حاشیہ بدیع المیزان، حاشیہ البصیر
 یہ آخر خاکر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض درسی کتابوں پر آپ نے مختصر و اضافی جو ماہین اسطورہ کے
 طود پر کئے جاسکتے ہیں۔ تحریر فرمائے تھے اور خاکر خضار کو مد نظر رکھا تھا بعد کو وہ بصورت
 حاشیہ طبع ہو گئے اور اگرچہ طلبہ کیلئے وہ بھی نفع کثیر سے خالی نہیں مگر مدرسین زمانہ خیال کرتے
 ہیں کہ اسقدر اختصار عمل بالمقصود ہو گیا ہے اصلی وجہ اسکی معلوم ہوئیے غالباً اعتراض باقی

نہیں ہوگا۔ مولانا کے تالیفات اور مولانا کے بفضل حالات آپ کے صاحبزادے نے مقدمہ سنا یہ
 وقعدہ الرعاہ اور ایک خاص تصنیف حسرة العالم پر فائز مرجع العالم بن دکر کیسے ہیں جسکو خواہش ہو
 دیکھ لے۔ آپ کا عقد مولوی ظہور علی بن ملک العلماء حیدر کی بڑی صاحبزادی سے ہوا
 جسے صرف ایک نامور صاحبزادے جو امۃ داحلہ کے جانیکی مستحق تھے یادگار ہوئے ان
 صاحبزادے کا اسم گرامی مولوی عبدالحی تھا آیت اللہ نے العالمین دارالعلوم سید المرسلین
 فخر خلفت یادگار سلف مجدد المائۃ الیابیع عشرۃ مولانا داتا گستاخانہ مولوی حافظ ابوالحسن
 محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ حق یہ ہے کہ ہمارے محلہ میں اس ذات گرامی کی کوئی نظیر سابق میں ہوا
 بحر العلوم کے دوسری نہیں ہوئی ہے اور اگر مولانا کو وہی عمر اور سن ہمارے محلہ کی خوش قسمتی
 سے ملتا تو بجز بحر العلوم کو ملتا تو یقیناً یہ شہسوار میدان علم و عمل جامع علوم معقول و منقول یہ فقیہ
 و منطقی و محدث و داعی عظیم اپنے اکابر کو کیا سچ تو یہ ہے کہ امین ہمام اور عینی ایک طرف صدیق
 اور تاج الشریعہ سے بازی بیجا مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور انفس و انفس کہ یہ شمس
 سمائے تحقیق یہ بدر فلک ترقیق صرف ۲۹ سال رفیق عالم پر ضیاء بخش عالم رہا اور اسکے
 بعد غروب ہو گیا۔ مگر غروب کے بعد بھی جو شفق اپنی یادگار کے طور پر چھوڑ گیا ہے جب تک
 علوم اسلامیہ کے دربار مسلمانوں میں گرم ہے وہ ہمیشہ دشنامی بخش عالم رہے گی اور اہل علم
 اسکے احسان گرانبار سے لینے سونگھنا نہیں سکیں گے۔ امر فناء علم کا طوع بے مقام باندہ
 یوم شنبہ ۲۶ رذیقہ ۱۳۸۵ھ کو ہوا اور مولوی فصیح اللہ نے ۱۳۸۵ھ اور صبح تاریخ
 ۱۳۸۵ھ فلاں شمس و اقبال مگر اسے نہ نظر قرآن کے بعد نایابی ابتدائی باب کی تحصیل
 مولوی قادم حسین سے کی اور مجھ کے کتب در یہ اپنے والد ماجد کے سوا کسی سے نہیں پڑتے
 صرف علوم یا نسخہ کے کتابچے والد کے مامون مولانا نعمت اللہ بن مولانا خدا اللہ سے والد
 ماجد کے انتقال کے بعد پڑھے جسکے متعلق آپ کے استاد کا خیال یہ تھا کہ محض حصول تبحر کیلئے
 پڑھے ہے ہیں ورنہ ضرورت کا سوال نہیں ہے۔ والد ماجد کے انتقال تک حیدر آباد میں
 قیام رہا بعد انتقال والد ماجد ارکین سلطنت والد کا قائم مقام کرنا چاہا آپ کے حیدر آبادی
 اعزہ کا قبول پھر رہا تھا مگر اس سالی حوصلہ ذاتی خدمت علم میں خرچ کے خیال سے عسرت میں

بہر کرنا گوار کیا اور عمدہ کے قبول سے انکار کر دیا اور وطن واپس آکر خدمت علم شروع کی دنیا سے
اسلام جانتی ہے کہ کیا اور کس قدر اور کتنی اہم خدمات علمی مولانا نے کیے خود مولانا نے جو اپنا تذکرہ
مختلف کتب میں لکھا ہے اسی کو دیکھ کر معلوم ہو سکتا ہے کہ کس قدر علمی روایات کی یہ ذات گرامی
عالم تھی۔ آپ کے بعد آپ کے تیز استاذی و استاذ استاذی مولانا عبد الباقی بن مولانا علی محمد نے
حسرة الخول بوفات نائب الرسوا کے نام سے آپ کا تذکرہ لکھا ہے اور مولوی عبد الحمید بن
مولوی عبد الحکیم نے بھی آپ کا تذکرہ سراپا غم کے نام سے تحریر کیا ہے جسکو مفصل حالات
اس بڑوش کماں کے دیکھنا ہوں کتابوں کو دیکھے۔ وطن کی واپسی پر بدستور خدمت علمی میں
مجموع ہو گئے کثرت محنت نے صحت خراب کر دی صرع کے دوسے ہونے لگے باوجود ہر ممکن کوشش کے
کسی طرح مرض دفع نہیں ہوا اسپر بھی تھوٹے افاقہ پر پھر محنت شروع ہو جاتی جو صحت کو اور
زیادہ مضرب ہو جاتی آخر الامر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ کو ابتدا سے روز سے طبیعت کچھ خراب تھی
مگر میرے والد کے بیان تقریب ذکر ولادت شریف میں ہشاش و بشاش شریک ہے اور کشادہ
پیشانی سے مہانداری میں مصروف ہے شب کو گھر پر اعزہ سے حسب معمول باتیں کرتے
ہے اسکے بعد آرام فرمانے تشریف لیگئے نصف شب کے قریب دمہ صبح کا ہوا تھوڑی دیر کے
بعد افاقہ ہو گیا اور باوجود پھر دورہ ہوا اور پھر افاقہ ہو گیا تیسرے دورہ نے کام تمام کر دیا اور
فرنگی محل کی اس شمع روشن کو بجھا دیا اولاً سکتہ کا خیال ہوا ڈاکٹر دن اور کلیمون نے دیکھ کر
بتایا کہ اناب صم آمد روز زوال جس وقت یہ خبر فرنگی محل کے گھروں تک پہنچی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ فرنگی محل کا ہر گھر ماتمکہ بجلیا ہے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جد امجد حضرت
مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھا سولے اُس دن کے
جسکے شب کو حضرت امی معظمہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ شہر میں جس وقت خبر
ہوئی ہر مسلمان افتان و خیزان تباہ حال فرنگی محل پہنچا۔ اور اس خبر کی تصدیق سے خود
سکتہ کے عالم میں ہو گیا، دوپہر کے قریب جنازہ تیار ہوا اور بعد زوال حضرت مولانا
عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اولاً نماز جنازہ پڑھائی دوسری نماز مزار حضرت محمد دوم
شاہینا رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں مولانا عبد الوہاب بن حضرت مولانا عبد الرزاق

رحمہ اللہ نے پڑھائی اور تیسری نماز باغ میں مودی عبد المجید بن مولوی عبد الکلیم نے ادا کی
 کفن میں حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے عمامہ اپنے دست مبارک سے باندھا،
 مزار احاطہ باغ مولانا انوار میں مغربی دیوار سے متصل خام ہے۔ اُسکے گرد حضرت استاد
 رحمۃ اللہ علیہ سنگ مرمر کی خوبصورت حائے لگوائی ہے۔ کثرت تلامذہ کی وجہ اُنکا شمار
 دشوار ہے۔ مولانا انوار اللہ ذات اللہ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو بھی مولانا
 رحمۃ اللہ علیہ اوس سے لیکر ختم کتب تک تلمذ رہا ہے۔ تالیفات کی فہرست خود مولانا نے
 اور آپ کے تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے اور گو سوانح غم مصنفہ مولوی عبد المجید صاحب میں
 بعض کراہوں کے متعلق تشریحات میں نہایت افسوسناک تسامحات ہو گئے ہیں تاہم مولانا کی
 تالیفات اور تلامذہ کا اُس سے علم ہو سکتا ہے۔ میں پوری فہرست مولانا کے مولفات کی
 یہاں درج کرتا ہوں۔ (قصہ نیف حضرت مولانا محمد عبدالحی قدس اللہ سرہ
 تبیان۔ مکملۃ المیزان۔ شرح مکملۃ المیزان۔ امتحان الطلبة فی الصغیر مشکلیہ۔ چارغل۔ از آلۃ البحر
 عن اعراب کل البحر۔ خیر الکلام فی تصحیح کلام الملک طوٹ مکلام۔ الہدیۃ المبتدایہ فی شرح
 الرسالة القصصیۃ۔ ہرأتیہ الویسے لے لوزوالہدیۃ۔ مضیبات الدبجے فی لوزالہدیۃ۔ نور اللہ
 علم اللہ سے مکملۃ لوزالہدیۃ۔ التعلیق العجیب کل حاشیۃ اکمال علی التہذیب۔ علل المغنی فی
 بحث المجلد المطلق۔ حاشیۃ شرح تہذیب عبد اللہ زیدی۔ حاشیۃ تفسیر زادہ رسالہ شرح رسالہ
 قطبیہ۔ حاشیۃ تفسیر زادہ ملاحلال۔ حاشیۃ برج المیزان۔ حاشیۃ رسالہ قطبیہ۔ الکلام الہدیین نے
 تحریر البراہین۔ بیسٹریہ فی بحث ہدایات بالتأیید۔ الاقادة الخطیرہ فی بحث سبع عرض شغیرہ۔
 دفع الکلال عن ملاب تعلیقات الکمال۔ تعلیقات الحامل علی حاشی الزاہد علی شرح المسائل
 المتعارات حاشیۃ شرح المواقف۔ حاشیۃ صدر۔ حاشیۃ مبدی۔ حاشیۃ خمس بازغہ حاشیۃ موجز
 مکملۃ حاشیۃ نفیسی۔ الفوائد البسیۃ فی تراجم الحنفیہ۔ التعلیقات السنیۃ حاشیۃ لغو اللہ البیہ۔ طرب
 الاماثل نے تذکرۃ الاوائل۔ النفس الاوفیۃ تراجم علماء المائۃ الثالثۃ عشر خیر العقل نے تراجم
 علماء فرنجی محل۔ فرحت المدرسین بذکرہ مولفات والمہنفین۔ النائن الکسیر لمن یراع
 اجماع الصغیر۔ مزنیۃ الدرایۃ لمقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ الہدایۃ۔ مقدمۃ السعایۃ۔ مقدمۃ عمدة الرعاہ

مقدمة التعلیق المجدد۔ ابراہیم الخاقانی شہداء الہی۔ تذکرۃ الراشد بدتبعہ العائد۔ حشرت
العالم بوفات مرجع العالم۔ طبقات معتقہ۔ تبصرۃ البصائر فی احوال الاداء۔ القول المنقول
فی ہلال خیر الشہور۔ القول المنقول علی القول المنقول۔ الفلک لدوار نیما یعلق برودہ ہلال
بالنار۔ الاجوبۃ الفاضلہ لاسئلۃ العشرۃ الکاملہ۔ الکلام اکلیل نیما یعلق بالمنہیل۔ تحفۃ الکلب
فی جامعۃ النساء۔ الانفلع عن شہادۃ المرأة فی الارضلع۔ قوت المعتدین بفتح المعتدین۔
الفلک المشحون فی انفلع الراہن والمرتمن بالمرہون۔ تحفۃ اطلہ فی مسح الرقبہ۔ تحفۃ الملک
نزدہۃ الفکر فی سحۃ الذکر۔ النغمۃ تجشیۃ النزمۃ۔ شجۃ الفکر فی البحر بالذکر۔ خیر الخیر فی اذان
خیر البشر۔ الہبسمۃ مغفل وضور بالقبضہ، رفع کسر من ادخال المیت وقبضہ علی القبۃ
فی القبر۔ عنایۃ المقال نیما یعلق بالانعال۔ نفل الانعال حاشیۃ غایۃ المقال۔ افادۃ الخیر
فی الاستیاک بسواک الغیر۔ التفتیح العجیب فی التورب۔ احکام العنقرۃ فی احکام البسملۃ۔
القول الاشرع فی الفتح عن المصنف۔ تحفۃ الاخیار فی احیائہ سید الا برار۔ تحفۃ الانفال
حاشیۃ تحفۃ الاخیار۔ اتم الکلام فی القرۃ خلف الامام۔ غیث الغمام۔ زمرۃ ارباب لب لمریان
عن شرب لدخان۔ ترویج الجنان بشریح حکم شرب لدخان۔ رشح الاخوان عما احدثہ
فی جمۃ آخر رمضان۔ کاتم انفاس فی ادوار الاذکار بلسان الفارس۔ الانضاد فی
علم الککاف۔ قائمۃ الحجۃ علی ان الاثنار فی التکید لیس بدعہ۔ تدویر الفلک فی حصول
الحجۃ باحسن والملك۔ القول کمازم فی سقوط کد بکلح الحارم۔ ہرآیۃ المعتدین فی شتخ
المعتدین۔ الترفیع والتکلیل فی الجرج والتعدیل۔ نفع المعنی والسائل بجمع متفرقات لماس
حسن الولایۃ۔ عمدۃ الراعی فی حل شرح الوقایہ۔ السعایۃ فی کشف مانی شرح الوصایہ۔
حاشیۃ جامع صغیر۔ حاشیۃ ہرآیۃ جلد اول۔ حاشیۃ شریعیہ۔ حاشیۃ ترویج تلویح۔ حاشیۃ
شرح عقائد نسفی۔ حاشیۃ خیالی۔ التعلیق المجدد علی موطا امام محمد۔ الانار المرفوعہ فی ذکر
الا حدیث الموضوعہ۔ حاشیۃ حسن حصین۔ ظفر الامانی فی شرح مختصر البحر جانی۔ الا یأت
البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات اللطائف المسقنۃ۔ مجمع خطب شریعۃ زجر الناس علی
انکار اثر ابن عباس۔ دافع التوساس فی اثر ابن عباس۔ الکلام المبرم فی نقل القول المحکم۔

الکلام المبرور نے رد القول المنصور۔ استغنیٰ مشکور نے۔ دالذہب الماثور۔ عمدۃ النصارح۔
 زحیر شہان و الشیخین از کتاب الغیبہ۔ جمع الثمر نے۔ و نثر الدرر۔ تحفۃ الثقات فی تفسیر القرآن
 آن تالیفات کے بارے میں صرف مقدار لکھنا چاہتا ہوں۔ اگر مولانا کی کوئی اور تصنیف
 ہوتی اور صرف چار کتابیں آپ کی مولفہ ہاں ہوں تو میں ہوتین تب بھی مولانا کی عظمت
 شان اور مرتبہ علی جانے کیلئے کافی تھیں یہ چار کتابیں چار فنون مختلفہ کی ہیں ایک مصباح الکتب
 یعنی حاشیہ غلام بخئی بر میرزا ہر سالہ کا مسوط حاشیہ جو مولانا کی وصیت نظر اور قوت علی
 اور منطق میں بے مثل محقق ہونے کا گواہ ناطق ہے دوسرے معانی یعنی شرح دقایق کا حامل المتن
 حاشیہ امیر اتقانی نے اپنے حاشیہ ہر ایہ کے متعلق جو کچھ اپنے قلم سے لکھا ہے وہ سب مولانا کی اس
 کتاب کے متعلق کہا جاسکتا ہے اور صحیح طور پر کہا جاسکتا ہے اگر اس کتاب کو علامہ صدر الشریعہ
 دیکھتے تو وہ مولانا کے ہاتھوں کو محبت سے چوم لیتے۔ اگر یہ کتاب تمام ہو جاتی تو یقیناً علمائے زمانہ
 بحر اوقیانوس اور فتح القدیر کو بھول جاتے۔ تیسرے موطا امام محمد کا مسوط حاشیہ یعنی التعلیق المجد
 اس حاشیہ کی کیا تعریف کی جائے سوائے اسکے کہ علمائے متاخرین میں اسکی کوئی نظیر
 عمدۃ القاری کے بعد نہیں ہوئی۔ (بحث صرف محققانہ تحریر سے ہے) اور بے نصیبی اور احق
 احق بالاتباع کے اعتبار سے تو کسی آخری دور کے عالم کا آپ سے مقابلہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔
 چوتھے نظر آلامانی اصول حدیث میں بے مثل رسالہ ہے جو گورسالہ سید شریف کی شریعت
 مگر حق یہ ہے کہ وہ خود ایک مستقل تالیف ہے اور اسکے بعد مقدمہ ابن صلاح کی بھی ضرورت
 طالبان علم کیلئے باقی نہیں رہتی۔ اگر فرصت ہوئی تو کیسے وقت مولانا کے کتب پر تبصرہ
 لکھوں گا۔ مولانا کا عقد حسب بیان مولوی فصیح اللہ صدیقی ص ۱۲۸۳ مولوی محمد بن مفتی محمد یو کی
 بڑی صاحبزادی سے ہوا جنہے اولاد کوئی اولاد نہیں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے تناس
 اولاد میں آپ کو بانسہ شریف حاضر ہونے کی تاکید کی آپ حضرت سید السادات کے
 مزار پاک پر حاضر ہوئے اور چلہ بانہ صکر وطن واپس آئے خدا نے متعدد اولاد میں دین مگر
 زندہ صرف ایک صاحبزادی رہیں جو مولوی محمد یوسف بن مولوی قاسم صاحب بن مولوی
 محمدی صاحب کو بیاہی گئیں جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں اور بقید حیات ہیں

لہ جس زمانہ میں مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد جو پور میں تھے مولانا حفظ قرآن فرماتے تھے اور ۷۰ برس یا اس سے کچھ کم و بیش سن تھا اس زمانہ میں مولانا نہایت بدشوق اور کھیل کود کے جانب مائل تھے باوجود والد کی سخت کوشش کے کی طرح پڑھنے کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے والد ماجد آپ کی جانب سے مایوس تھے اور کہا کرتے تھے کہ انہوں میں میری بدقسمتی ہے کہ یہ لڑکا اس قدر بدشوق ہے اب علم میرے خاندان سے چلا جائیگا حافظ صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد مولانا کے والد حیدر آباد چلے گئے اس واقعہ کے ۲۵-۲۶ برس کے بعد جب کہ مولانا پد ایک شخص کو مسلمان کرنے کی وجہ سے مقدمہ قائم ہو گیا تھا اور آپ کو اس کی وجہ سے صوبہ بہار شریف لیجانا پڑا تھا واپسی پر اہل جو پور کے جمید اصرار پر مولانا بکھن کیلئے جو پور میں قیام فرمایا تھا جامع مسجد میں وعظ ہوا حافظ صاحب کہتے تھے کہ جامع مسجد اور اُس کے باہر جانتیک نظر کام کرتی تھی لوگ مشتاقانہ کھڑے تھے بعد وعظ جب مولانا پاکی پر سوار ہوئے تو ہر شخص اس تمنائیں ایک دوسرے پر گرا پڑا تھا کہ مولانا کی ایک مرتبہ زیارت ہی کر لے۔ مولانا کی پاکی کے گرد علما مودب ساتھ ساتھ تھے۔ میں بھی مولانا سے جاسے قیام پر پہنچا مولانا سے اپنا تعارف کرایا مولانا نے کھڑے ہو کر مجھ کو بیٹا لیا میں نے مولانا سے اُنکی گذشتہ زمانہ کی بدشوقی اور اُنکے والد کی غلطی کا تذکرہ کیا مولانا نے ہنس کر فرمایا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا احسان ہے جو مجھ کو کچھ آگیا اتنی۔

واللہ فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۛ

اولاد استاد الہند (رحمۃ بن)

بحر العلوم مولوی عبدالحی بن ملا نظام الدین استاد الہند بن قطب شہید۔
ابوالعیاش کنیت تھی ولادت شریف استاد الہند کی دوسری زوجہ کے بطن سے ۱۲۲۲ھ میں ہوئی۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور اٹھارہویں سال فراغت حاصل کی اسی سال آپ کا بھلا چھبہ کا گوری میں والد ماجد نے کیا اور اُسکے بعد ہی آپ کے نامور والد کا انتقال ہو گیا۔ اب آپ کو شفقت علی پیدا ہوا ملا کمال الدین شاگرد استاد الہند کی خدمت میں جا کر مباحثہ شروع کیا اور اس طریقہ پر علم کی ترقی میں مصروف ہوئے خود ارشاد

فرماتے تھے کہ مولانا کمال کے پاس جا کر میں کسی مسئلہ پر بحث شروع کرتا اور کمال جبار سے بے تکلفانہ مباحثہ کرتا ملا کمال ناخوش ہوتے اور نہایت توجہ سے نکات و مشکلات مسائل حل فرماتے جس سے میرا علم یونانی و فارسی لوگ ملا کمال سمجھتے کہ اس قدر رعایت ان صاحبزادہ کی مناسب نہیں ہے مگر ملا کمال فرماتے کہ میرے مخدوم زادے ہیں جو کچھ بھلو آ یا ہے انھیں کے والد سے ملا ہی یہ صاحبزادے اس بن میں کلام قدامت و متاخرین سے جس قدر واقف ہیں ان کے والد بھی اس بن میں اس قدر واقف ہونگے۔ میں نے اپنے اکابر سے سلسلہ کے چونکہ اساتذہ الہند کے یہی ایک صاحبزادے تھے اور آخر عمر میں پیدا ہوئے تھے اس لیے محبت و پیار میں زائد بسر ہوئی والد ماجد کے انتقال کے وقت گو کتب درسیہ کی تفصیل سے فراغت ہو چکی تھی مگر علم کی جانب رغبت نہ تھی اس زمانہ میں دستور تھا کہ فاتحہ الفرائض پڑھنے والے شاہ پیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقعہ پر حاضر ہوتے اور اس عرس میں اکابر علماء وقت موجود ہوتے ان کے سامنے دستار بندی ہوتی اساتذہ الہند کی زندگی میں اساتذہ الہندی اس مجلس کے صدر و مسند نشین ہوتے جس سال حضرت کی وفات ہوئی اسی سال کی فاتحہ بعد جب موقتہ دستار بندی آیا حضرت بحر العلوم بھی موافق معمول کے گئے مگر صرف تماشہ دیکھنے کو میٹر کی کابک ہاتھ میں تھی جو وقت دستار بندی کی رسم ادا ہونے لگی تو مجمع بہت زائد تھا بحر العلوم اس رسم کو دیکھنا چاہتے تھے اور اس غرض سے آگے بڑھے مگر کسی طرف سے کثرت جمع کی وجہ سے جانے نہیں پاتے تھے آخر ایک طرف سے جانے لگے تو کسی نے زور سے انکو دھکا دیا اور کہا کہ کمان بڑھے چلے جاتے ہو بحر العلوم نے جواب دیا کہ مجھ کو نہیں جانتے میں ملا نظام الدین کالو کا ہوں اس شخص نے کہا کہ سبحان اللہ اساتذہ الہند کے اگر تم بیٹے ہوئے تو مسند پر صدر میں ہوتے یا بیان بطریق کابک ہاتھ میں لیے ہوئے ہوتے مولانا کی حیثیت جوش میں آگئی کابک ہاتھ میں ہی توڑ ڈالی اور میرین اڑا دین اور گھر آکر کتاب بغل میں لی اور پردہ بزرگوار کے مزار پر حاضر ہو کر دیر تک گریبان سے اس کے بعد کتاب کھول کر مطالعہ شروع کیا جان ذرا ہی اشکال ہوتا روحانیت پردہ بزرگوار سے مدد پاتے یہاں تک کہ فاضل بے نظیر جامع مقبول و منقول عالم علوم ظاہر و باطن ہو گئے مدت تک فیض علم لکھنؤ میں جاری رہا اسکے بعد ایک قضیہ مذہبی

کیوجہ سے سکونت لکھنؤ کو خیر باد کہنا پڑا اولاً شاہجہاںپور پھر رامپور تشریف لیگئے دہان سے
 ہوا ر ضلع بردوان تشریف لیگئے اور بعد چند سے مدراس رونق افروز ہوئے سو اسے
 شاہجہاںپور کے جس جگہ تشریف لیگئے دہان کے نواب یارنیس کی طلب ہی پر تشریف
 لیگئے۔ اور ہر جگہ عزت و احترام نام نہ ہی ہوتا مدراس پہونچے تو بیرون شہر سے علما و
 اعیان دولت نے استقبال کیا آپ بالکی پر سوار اور تمام اعیان دولت پیادہ ہمراہ اس
 شان سے نواب کرناٹک کے دولت خانہ پر پہونچے نواب دروازہ تک مع شاہزادوں کے
 استقبال کو آئے آپ نے بالکی سے اترنے کا ارادہ فرمایا نواب کی طرح اترنے نہ دیا اور
 خود بالکی کو کا ندھار یکم صدر مقام تک لیگیا مولانا کو صدر میں بٹھایا اور خود مودیانہ سائے
 بیٹھا نواب کرناٹک اصل میں اور وہ ہی کے قصبہ گوپامو کے رہنے والے تھے وہ مولانا اور
 آپ کے والد ماجد کی عزت و احترام سے خوب واقف تھے۔ غرض کہ مولانا کا گرو انقدر مشاہرہ
 اکیں اور وہ پیہما ہوا مقرر کیا اور آپ کے داماد ملا اندھارا حق کا بھی سو روپیہ ماہوار و وظیفہ
 مقرر کیا مولانا کمال عزت و احترام سے مدراس میں رونق افروز ہے نواب نے مولانا کیلئے
 ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرا دیا اسی میں مولانا درس دیتے تھے نواب صاحب عمر بھر پہلے ہی
 کی طرح حضرت کی آمد پر احترام کرتے اور دروازہ تک خست کرنے جلتے ملک العلماء کا
 خطاب بجا جی ہی جاتا تھا۔ اطراف و اکناف سے لوگ سفر کر کے مدراس تحصیل علم کر جاتے
 مولانا تالیف و تدریس میں برابر زیادتی فرماتے جاتے آپ کے زمانہ ہی میں آپ کی تصانیف
 ہندوستان میں مشہور ہو گئے تھے علم باطنی گو اپنے والد ماجد سے بطریق روحانیت حاصل
 کیا تھا مگر آپ کو اجازت سلاسل اپنے والد ماجد سے بالمشائخہ بھی تھی اور دیگر سلاسل کی بھی
 اجازت شاہ امین اللہ سید پوری سے تھی علاوہ اسکے حضور رسالت کی روحانیت
 پاک سے استفادہ نہایت زیادہ تھی کہ عالم بیداری میں زیارت شریف سے سرفراز ہوئے
 اور اس زیارت میں واسطہ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا اسلئے اس سلسلہ
 میں جس کی کو داخل فرماتے اسی ایک سلسلہ سے شجرہ عنایت فرماتے اور مرید سے فرماتے
 کہ میں تھا را ذمہ دار ہوں حضرت غوثیت رضی اللہ عنہ سے شغف اعتقاد تھا اور کتب

شیخ اکبر محمدی الدین ابن العربی کا بکثرت مطالعہ فرماتے اور متشابہات کی تاویل صحیح فرماتے آپ کے تصانیف و تالیفات بھی کثرت سے ہیں اور حق یہ ہے کہ علامہ میلین رحمۃ اللہ علیہ تک فرنگی محل میں کوئی عالم آپ کے تالیفات و تصنیفات کا مقابلہ نہیں کر سکتا اگر کوئی کثرت تالیفات و تصنیفات جملہ علوم میں آپ کے بعد آپ کی یادگار ہوا ہے تو وہ علامہ میلین اور مولانا ولی اللہ اور مولانا عبدالحی ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین آپ کی تالیفات میں وہ عقائد و دقائق ملتے ہیں اور شروع و حواشی میں اصل کتاب کا اسطر محض خلاصہ کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسکی نظیر ملنا دشوار ہے۔ آپ کے تصانیف میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں ہدایۃ العشر شرح فقہ اکبر فارسی میں یہ دونوں طبع ہو چکی ہیں۔ سلم و مسلم کی شرح مطبوعہ اور متداول ہیں زواید ثلثہ پر آپ کے حواشی مکمل ہیں۔ میرزا ہد رسالہ کا حاشیہ مطبوع ہے۔ تحریر الاصول علامہ ابن ہمام صاحب نفع القدیری کی شرح آپ کے والد ماجد نے لکھنا شروع کی تھی آپ نے تکمیل فرمائی شہنوی شریف مولانا سوم کی بے مثل شرح ایسی لکھی کہ سابق دلائل میں اسکی نظیر نہیں ہے۔ اپنی شرح سلم پر مہنیاں بھی تحریر فرمائے ہیں یہ دونوں طبع ہو چکی ہیں۔ میرزا ہد شرح موقت پر تین حاشیہ تحریر فرمائے ہیں۔ صدر پر حاشیہ مکمل مطبوع ہے تقریباً اکثر کتب درسیہ پر حاشیہ ہیں سنار کی فارسی میں شرح تحریر فرمائی تھی وحدت الوجود میں تین رسالے ہیں۔ احوال قریب میں ایک سالہ تحریر فرمایا ہے فقہ میں دوکان اربعہ یا رسائل الارکان مجتہدانہ کتاب ہے جو مطبوعہ ہے۔ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم مجتہد فی المذہب کے مرتبہ پر پہنچ گئے تھے اور اگرچہ تادنا مقام اعلیٰ اصاغر کا اکل پر سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں ہے مگر بلا لحاظ و مصلحت علم حق امر کہنے سے میں باز نہیں رہ سکتا کہ مولانا اپنے اکابر تو کیا ابن ہمام و جلال دوانی و صدر شیرازی سے کسی طرح کم نہ تھے۔ ارکان اربعہ لکھنے کا باعث میں نے بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ ملا حسن جب کھنڈ سے نکلے تو فرما کر واپس دہلی گئے اور کچھ مدت دہلی میں قیام فرمایا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگردوں کو خبر ہوئی وہ مجبوراً ملا حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسی بحث علمی پر بحث کرنے لگے ملا حسن نے جوابات معقولہ سے انکی تشفی کر دی وہ حضرت شاہ صاحب کے پاس واپس گئے اور ملا حسن کی تعریف

کرنے لگے حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کہ ان معقولیوں کو حدیث و قرآن سے بالکل بخبری
 ہوتی ہے یہ پہلے عمر بھر قال شیخ وقال لرازی میں پڑھ رہے ہیں ملا حسن اس
 عرصہ میں رامپور واپس ہو چکے تھے کسی نے بحر العلوم تک یہ واقعہ پہنچا دیا بحر العلوم نے
 جواب میں ارکان اربعہ لکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجی حضرت شاہ صاحبؒ اس کے
 جواب میں جو خط بھیجیں نہایت توصیف و مدح مولانا کی لکھی اور خط کے عنوان میں مولانا
 کو بحر العلوم کے لقب سے ملقب فرمایا خدا کی قدرت کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے قلم سے نکلا ہوا
 خطاب آج عالم میں شہرت پا گیا اور اب اہل علم کے حلقوں میں نام اور شاہی خطاب کے زائد
 حضرت شاہ صاحبؒ کا عطیہ خطاب ہی مشہور ہے اس حقیقی بحر العلوم اور آسمان فضل و کمال
 نے ۱۲ رجب ۱۲۲۵ھ کو مدد اس میں بچر ۳۰ سال انتقال فرمایا اور مسجد والا شاہی میں
 دفن ہوئے مزار اب تک زیارت گاہ غلامی ہے وہاں کے لوگ اب تک مولانا کی عظمت و
 احترام کو جانتے ہیں اور مولانا کے احفاد میں سے جو کوئی وہاں پہنچ جاتا ہے اس کی
 عظمت کرتے ہیں۔ مولانا کا عقد کا کوری محلہ جزیرہ گڑھی میں خیر شیخ محمد مشرت بن محمد غوث بن
 شیخ اجیالی بن ابو المعالی بن عبد الملک بن قاضی عبد الوہاب بن قاضی بیاد الدین بن
 قاضی شیخ بن قاضی ہمارے بن قاضی شیخ کلان عباس کے ساتھ (نسب نامہ چشمہ فیض مؤلف
 منشی فیض بخش کا کردی) ہوا جسے تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے پیدا ہوئے
 صاحبزادہ یونین سے ایک عقد ملا ازہار الحق بن ملا عبد الحق سے ہوا جسے اب کوئی اولاد
 پسری باقی نہیں ہے دوسری کا عقد مولانا عزیز اللہ بن ملا دلی بن قاضی غلام مصطفیٰ کے
 ساتھ ہوا جو لاد فوت ہوئیں تیسری کا عقد مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق سے
 ہوا جسے بفضل خدا اب تک ولاد ہے اور حضرت اساذ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب انھیں
 صاحبزادی کے واسطے سے مولانا بحر العلوم تک پہنچتا ہے مولانا کی وفات کے بعد مولانا کے
 جانشین ان کے ہی داماد ہوئے جیسا کہ مفضلہ اوپر مذکور ہوا صاحبزادہ کے نام مسب ذیل ہیں
 مولانا عبد اللہ علی مولانا عبد المنافع ان دونوں کا انتقال مولانا کی حیات میں ہو گیا۔
 اور ان دونوں سے اب کوئی اولاد پسری باقی نہیں ہوئی صاحبزادے مولوی عبد الرحیم

مولوی عبدالاعلیٰ ابوالفتح بن بکر العلوم مولانا عبدالعلیٰ محمد کتب درسیہ اپنے اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فراغت حاصل کی ایک ماہ تک والد ماجد کے پاس مدراس میں قیام فرمایا سلسلہ درس و تدریس بھی ایک ماہ تک جاری رکھا مدراس میں علالت شروع ہوئی جب علالت نے طول کھینچا والد ماجد سے باہر راجازت لیکر وطن واپس ہوئے راستہ میں مدراس سے چند منزل کے فاصلہ پر ۲۷ شعبان ۱۲۸۵ھ میں دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر انتقال فرمایا۔ آپ کا عقد اولاً دختر ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد سے ہوا جو لا ولد فوت ہو گئیں دوسرا عقد شیخ نواب صدیقی لکھنوی کی دختر سے ہوا جسے اولاد مذکورہ ہوئی۔ صاحبزادی کا عقد مولوی قدرت علیٰ نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز بن ملا سعید کے ساتھ ہوا صاحبزادے نام مولوی عبدالواحد اور مولوی عبدالواحد بن۔ مولانا عبدالاعلیٰ کو جمعیت اور اجازت حضرت شاہ شاکر اندلسی ولوی خلیفہ حضرت میر اسماعیل بلگرامی ثم اسولوی سے تھی۔ آپ کے تعاضف میں سے رسالہ قطبہ در محاسن مذاہنیہ اور شرح فقہ اکبر اور ایک سالہ جواز تعزیر میں مولوی عبدالواحد بن مولوی عبدالاعلیٰ بن بکر العلوم۔ کتب درسیہ مولانا ازہار الحق بن مولانا عبدالحق سے پڑھیں اور فاتحہ الفرائض مدراس جہاں کہ پہنچے نامور جد بکر العلوم سے پڑھا اسکے بعد فکر معاش فرمائی کلکتہ گئے پھر پنجاب کو شش بلین کے بعد رہتاکو پہنچا بین بمشام دھانی سو درہم ماہوار عمدہ افتا پر مقرر ہوئے اسکے بعد تبدیل ہو کر پانی پت میں قیام کیا۔ ۲۹ محرم ۱۲۸۵ھ میں انتقال ہوا۔ عقد آپ کا کوری میں شیخ غلام قادر کی دختر سے ہوا ایک صاحبزادے مولوی عبدالوحید پیدا ہوئے۔ دوسرا عقد آپ نے کلکتہ میں کیا تھا جسے اولاد کا حال معلوم نہیں۔

مولوی عبدالوحید محمد بن مولوی عبدالواحد (باکادالہ) بن مولوی عبدالاعلیٰ مذکورہ۔ کتب درسیہ اپنے اپنے چچا مولانا عبدالرب اور مولانا قدرت علیٰ اور مولانا سراج الحق بن مولانا نور الحق اور مولانا دلی اللہ بن مولانا حبیب اللہ سے پڑھیں علم فرائض میں خاص ملکہ تھا۔ تدریس کی ذہانت بہت کم ہوئی عقد آپ کا اپنی چچا زادہ بن مولوی عبدالواحد کی دختر سے ہوا صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جو صغریٰ بن وفات پا گئی اور آپ نے ۲۷ شعبان ۱۲۸۵ھ میں

لا ولد انتقال کیا۔

مولوی عبدالواحد بن مولانا عبدالاعلیٰ بن بکر العلوم۔ صغریٰ میں اپنے جدا مجد کے پاس چلے گئے اور مختصرات اپنے چچا مولانا عبدالرب سے اور متوسطات و مسرور سے اور مطولات جدا مجد سے پڑھے۔ عالم و فاضل ہوئے وطن واپس آکر مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہما کی دختر سے عقد کیا وطن ہی میں تھے کہ مولانا بکر العلوم کا انتقال ہو گیا۔ اپنے چچا مولوی عبدالرب کے ہمراہ مدراس واپس ہوئے نواب کرناٹک نے مدرسہ خرید کر وہ بکر العلوم مولوی عبدالرب کے حوالہ کیا اور سرکاری مدرسہ میں بکر العلوم کا قائم مقام اور بکر العلوم کا خطا شاہی ملک العلماء مولانا کے داماد مولانا علاؤ الدین کو دیا اور تنخواہ بکر العلوم دونوں پر آدمی آدمی تقسیم کر دی مولوی عبدالرب صاحب نے اپنے اور بھتیجے کی بسر اوقات اس تنخواہ میں نہ دیکھی اپنا مختار اور جانشین اپنے بھتیجے مولوی عبدالواحد کو کر کے وطن واپس ہوئے۔ مولوی عبدالواحد مدت تک مدراس میں درس دیتے رہے یہاں تک کہ وفات پائی دو صاحبزادیاں آپ کی تھیں ایک صاحبزادی جو آپ کے بھتیجے مولوی عبدالواحد صاحب کو منسوب تھیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا وہ آپ کے سامنے فوت ہو گئیں دوسری صاحبزادی کا عقد جناب مفتی محمد یوسف صاحب بن مفتی اصغر سے ہوا مولانا عبدالاعلیٰ کی یادگار اب تھیں صاحبزادی سے باقی ہے جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔

مولوی عبدالنافع بن بکر العلوم عبدالاعلیٰ محمد کتب رسیہ ابتدائی مدراس ماکر اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر وطن واپس ہو کر بقیہ کتب مفتی محمد یعقوب بن ملا عبدالعزیز اور ملا دلی بن قاضی غلام مصطفیٰ سے پڑھ کر فاضل عالم ہوئے ذہن رسا رکھتے تھے مگر عسرت کی وجہ سے تلاش معاش پر مجبور ہوئے مدراس والد ماجد کے پاس تشریف لیگے جب بان صورت نہ پیدا ہوئی تو وطن واپس آکر قہوڑے دنوں کے بعد لشکر نواب امیر خان رئیس بن ملا دست کمری اٹھائے راہ میں امیر خان نے کنوئین زہر ملا دیا تھا مولانا نے نادانستہ کنوین کا پانی پی لیا تو زہر ہرنے لگا اور علیل ہو گئے نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیکر وطن واپس ہوئے مرض نے طویل کھینچا اور دردمندانہ استقامت ہو گیا آخر اسی مرض میں

۳۸ شعبان ۱۲۳۳ ھ یا ۱۲۳۳ ھ کو والد ماجد کی حیات میں انتقال کیا عقد آپ کا اولاد کا کوری میں پائی
 مامون زادہ بن شیخ محمد حسین بن شیخ مشرف بن شیخ محمد غوث کا کوری کی دختر سے ہوا جلا ولد
 انتقال کر گئیں دوسرا عقد فقہور ضلع بارہ بنگی میں شیخ محمد محفوظ بن شیخ محمد رضا صدیقی کی صاحبزادی
 سے ہوا جس سے ایک صاحبزادہ مولوی عبد الجامع اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں ایک صاحبزادی
 کا عقد مولوی سراج الحق بن مولوی نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد اپنے چچا زاد بھائی
 مولانا عبد الحکیم بن ملا عبد البر کے ساتھ ہوا دون صاحب ولد ہوئیں مولوی عبد النافع کا
 اہم گرامی رسالہ قطبیہ اور اعضاں ربیعہ اور اعضاں الانساب میں محمد نافع لکھا ہے اور بیہودہ
 مولوی عبد الجامع کا نام مولوی جامع لکھا ہے مگر میں نے حضرت استاذ کی اتباع میں عبد الجامع
 اور عبد النافع نام تحریر کیا ہے۔

مولوی عبد الجامع بن مولوی نافع بن بحر العلوم۔ کتب درسیہ اپنے چچا مولانا عبد البر
 اور مولانا نور الحق اور مولوی قدر علی سے پڑھیں فارغ التحصیل ہوئے نوبت تدریس
 نہیں آئی حیدرآباد تلاش معاش میں تشریف لگئے اور دہان بھر میں بیفہ ۳۳ شوال ۱۲۳۳ ھ
 کو وفات پائی عقد آپ کا ملا سبین بن ملا عبد اللہ کی صاحبزادی سے ہوا جبکہ انتقال ۱۲۳۳ ھ
 میں ہوا اسے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی عبد الرحمن بن مولوی قدر علی
 پیدا ہوئے۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں ایک مولوی ابوالحسن محمد صالح جس کا ذکر
 اوپر ہو چکا ہے دوسرے مولوی عبد الرحمن تیسرے مولوی عبد الغفار چوتھے مولوی
 عبد العلی ابوتراب۔ مولوی عبد الجامع کی صاحبزادی کا لاد ولد انتقال ہو گیا۔

مولوی عبد الرحمن بن مولوی عبد الجامع مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ اپنے مولوی
 ظہور علی بن ملک العلماء اور مولانا عبد الحکیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھیں نوبت تدریس
 نہیں آئی حیدرآباد میں قیام اختیار کیا اور دہان ہر ذی الحجہ ۱۲۳۳ ھ کو انتقال ہوا۔
 مولوی عبد الرحمن حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور دہان کے علمائے بھی اجازت
 حاصل کی۔ آپ مدۃ العمر ناگزشتہ۔

مولوی عبد الغفار بن مولوی جامع مذکور نے کتب درسیہ حضرت مولانا عبد المذاق

بن ملا جمال الدین اور مولانا نایم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھیں اور کتب تصوف اپنے پیر و مرشد
 حضرت مولانا عبد الوالی سے پڑھے اور اُنھیں اور داد و اشغال کی تعلیم پائی مدت تک پیر و
 مرشد کی خدمت کرتے رہے پیر و مرشد کے درس میں شہنوی شریف کا پڑھنا آپ ہی کے متعلق
 تھا نہایت خوش کام تھے بعد پیر و مرشد کے انتقال کے بھاگلپور تشریف لگے اور
 دکالت کی سند حاصل کر کے وہاں دکالت شروع کی۔ مگر درس کا سلسلہ وہاں بھی بند نہیں
 کیا درس شہنوی شریف جاری تھا مدت العمر وہاں ہی قیام رہا آخر میں مکھنوں سے مندد ہو کر
 قریح چشم کیلئے لکھنؤ واپس آئے قریح چشم ہونے پر طویل ہو گئے اور ۲۴ شعبان ۱۳۲۶ء کو
 وفات ہوئی چوتراہ استاد اُنہیں پیر مولانا نایم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے۔
 آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ رسالہ در احوال حضرت استاد اُنہیں رسالہ در احوال حضرت
 ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید۔ رسالہ در احوال حضرت میر سید اسماعیل گرامی ثم اُسووی
 خلیفہ حضرت سید اسادات اپنے اپنے پیر و مرشد کے حالات میں ایک کتاب موسوسہ۔
 الاسرار العالیہ فی المناقب والالیہ بھی لکھی ہے جو اب تک جمع نہیں ہوئی۔ آپ کو سائے پیر و مرشد سے
 اجازت افتد بہت بھی تھی۔ آپ کے مریدین بھاگلپور سو بہار میں بکثرت تھے۔ انہیں کے ایک صاحب
 ابھی حال میں ملاقات ہوئی تھی۔ مولوی عبدالغفار کا مہاراشٹر میں نواب
 اکرام اللہ خان کی سالی سے ہوا تھا اپنے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے کو لد ہوا
 صاحبزادی کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی حسن یا وہ خان بن کو اب اکرام اللہ خان کے
 ساتھ ہوا جو ولد اپنے والدین کے سلمنے وفات پائے۔ صاحبزادہ کا نام عبدالستار تھا یہی
 شباب میں ناگذا اپنے والدین کی حیات میں فوت ہو گئے۔ اب مولوی عبدالغفار کی کوئی اولاد
 نہیں ہے۔ جب مولانا عبد الغفار آخر میں لکھنؤ تشریف لائے تھے میں نے بھی شہنوی شریف کے
 پندرہ بیس اسباق اُن سے پڑھے تھے کہ اس درمیان میں مولانا علییل ہو کر وفات پا گئے۔
 مولانا نہایت خوش طبع پاکیزہ صورت و سیرت صاحب دل اور پرتا شیر زبان داسے تھے۔ اُنکے
 پاس بیٹھ کر انسان کو فرحت و روحانی حاصل ہوتا تھا۔
 مولوی عبدالستار بن مولوی عبدالغفار مذکورہ بالا کتب مدرسہ آپ نے اپنے والد اور

حضرت مولانا شاہ محمد حسین الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ استاد الا سائذہ سے پڑھیں انگریزی
ایف اے تک حاصل کی نہایت قابل اور مجتہد اور متین اور مہذب روشن خیال تھے فلسفہ و
جدید سے شغف تھا باوجود اسکے نہایت خوش اعتقاد تھے بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق
رحمۃ اللہ علیہ سے تھی والدہ آباد ہائیکورٹ میں ملازم تھے وہاں ہی آپ کی وفات عالم شباب
میں واقع ہوئی اور حضرت شیخ محمد عبداللہ آبادی کی درگاہ میں دفن ہوئے آپ کا عقد نہیں
ہوا تھا آپ کی تالیفات میں سے لارڈ بیکن کی سوانح عمری مطبوعہ میں نے دیکھی ہے اسکے
تبصرہ سے آپ کی قابلیت معلوم ہوتی ہے۔

مولوی عبدالعلی ابوتراب بن مولوی جامع بن مولوی نافع مذکورہ بالا حفظ قرآن
بعد ابتدائی کتب آپ نے مولانا نعیم بن ملا عبدالحکیم سے پڑھیں اسکے بعد عظیم آباد پٹنہ چلے گئے
اور دہلی میں مولانا لطف علی مرزا پوری اور مولانا معین الدین سے بقیہ کتب پڑھے اسکے بعد
فاتحہ انصاری کو مل جا کر مولانا لطف اللہ سے پڑھا نہایت ذکی اور ذہین تھے اہل خاندان
کو اُن سے بہت کچھ امیدیں تھیں نہایت قابلیت سے درس بھی دیتے تھے انیسویں صدی کے دہلی
میں مبتلا ہو کر عین شباب میں ۱۲۷۱ھ یا ۱۲۷۲ھ میں یوم دوشنبہ کو دفاتر
محمدی عقد کی نوبت نہیں آئی تھی بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ تھی
اب نسل مولانا نافع میں مولیٰ انکی صاحبزادیوں کی اولاد کے اور کوئی باقی نہیں ہے۔
مولوی عبدالرب بن بکیر العلوم آپ کی کنیت ابو یحیٰی تھی بچپن سے اپنے والد ماجد کے
ساتھ رہے اور شاہجہانپور اور رامپور اور بولہار اور مدراس میں اپنے والد ماجد ہی سے جملہ
علوم کی تحصیل فرمائی اور بعد فراغت تدریس پر توجہ فرمائی والد ماجد کو آپ کی تعلیم کی جانب
خاص توجہ تھی کچھ زمانہ تک مدراس میں قیام کے بعد وطن شادی کیلئے واپس ہوئے اور
شیخ عزیز اللہ سہالوی کی دختر کے ساتھ نکاح کیا سیر و سیاحت کی جانب توجہ فرمائی کئی مرتبہ
مدراس تشریف لینگے اور مالک دکن کی سیاحت فرمائی کلکتہ میں کچھ دن قیام فرمایا صاحب
اعضان الانساب لکھتے ہیں کہ آپ پڑے فیاض تھے بالآخر ۱۲۸۳ھ کو وفات
پائی۔ اولاد آپ کا عقد شیخ عزیز اللہ بن قاضی حمید اللہ انصاری سہالوی کی دختر سے

ہوا جسے ایک صاحبزادے مولانا ابوبقاء محمد عبدالکلیم پیدا ہوا دوسرا اور تیسرا عقد آپ نے لکھنؤ اور مدرسین زمانہ انہیں سے فرمایا ہر ایک سے ایک ایک صاحبزادے تولد ہوئے جنکے نام ابو سعید محمد عبدالرحیم اور مولوی عبدالکریم تھے مولوی عبدالکریم کی مدرسین اولاد بھی تھی جنکے حالات میرے علم میں نہیں ہیں۔ مولانا عبدالرب کو نواب کرناٹک کے سلطان العلماء کا خلیفہ تھا اور دوسرے دو بیٹے مقرر کیے تھے اور سرکار انگریزی سے بھی پونے دوسو روپیہ بعوض جاگیر ملتا تھا مولوی عبدالکلیم بن مولوی عبدالرب بن بھرا العلوم۔ آپ کی کنیت ابوبقاعتھی۔ بیت قابل در عالم مستعد صاحب صلح و تقویٰ صاحب تصانیف متعددہ تھے۔ کتب رسبہ اولاد اپنے والد ماجد اور مولانا محمد دائم مرید مولانا انوار الحق سے پڑھے اور مطولات حضرت مولانا انوار الحق بن مولانا انوار الحق سے پڑھی ختم کتب بعد تدریس کیجا تب توجہ فرمائی آپ کا حلقہ درس بیت وسیع تھا طلبہ کی کفالت بھی آپ نہایت فراغ و صغلی سے فرماتے باوجود عسرت خدمت طلبہ دریغ نہ فرماتے بیعت و اجازت آپ کو حضرت شاہ نجات اللہ کرموی مرید حضرت شاہ شاکر اللہ مستند دہلوی سے تھی مدت اچھر تدریس و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا آپ کا انتقال ۲۴ صفر ۱۲۸۸ھ کو ہوا عقد آپ کا اچھی چچا زاد بہن دختر مولوی نافع سے ہوا دوسرا صاحبزادے مولوی عبدالکلیم اور مولوی محمد نعیم اور دوسرا صاحبزادیاں یادگار چھوڑیں ایک صاحبزادی کا عقد مولوی ابوالحسن محمد صالح کے ساتھ ہوا جو لاہور انتقال کر گئیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی حمیدی بن مولوی مفتی محمد یوسف بن مفتی اصغر کے ساتھ ہوا جو صاحب ولاد ہو میں مولانا نعیم صاحب کا ذکر حضرت نون میں آئیگا۔ مولوی عبدالکلیم صاحب کے تصانیف حسب ذیل ہیں شرح ہدایۃ الصلح حواشی حمد اللہ مکمل مسیر الدائر شرح دائرہ شرح منار حاشیہ ہدایۃ الفقہ حواشی حمد اللہ سے میں نے بھی استفادہ کیا ہے۔ سنہ ۱۲۸۵ھ بعض در نقاش بھی میں جنکا جھکو علم نہیں ہے۔

ابو احیاء مولوی عبدالکلیم بن مولوی عبدالکلیم بن مولوی عبدالرب مذکورہ بالا۔ اولادت آپ کی یکم جمادی الاول ۱۲۸۵ھ میں ہوئی مظہر الدین تاریخی نام ہے۔ بعد حفظ قرآن کتب رسبہ اپنے والد ماجد اور مولانا نور کریم دریا بادی سے پڑھے اور فاتحہ الفرائغ

مولوی قدر علیؒ نواسہ مفتی محمد یعقوبؒ پڑھا۔ بیعت اجازت آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی
 اذکار و اشغال کی جانب زیادہ توجہ رہی۔ نوبت تدریس تا بیعت کم رہی آپ کے چھوٹے صاحبزادے
 نے آپ کو تذکرہ۔ وصیۃ النعمہ نے خوارق مولانا عبد الحکیم لکھا ہے جو طبع پوچھا ہے قرآن و فرائض الیہ اس
 تذکرہ میں مولوی عبد الحکیم کے متعلق حسب ذیل عبارت ہے۔ اثنائے درس میں سبقتا سبقتا چند کتب
 مثل شہرہ وقایہ و شرح عقائد سننی و شرعی جامی وغیرہ کی تفسیر فرمائی اور فیض تدریس جاری کیا
 لیکن بظاہر اخلاص و تصنیف کی جانب رغبت نہ فرمایا۔ آخر زمانہ میں حسب ضرورت مشربین کتاب
 و مسائل اہل سیرکاتے اور ادب و صلوات علی سید الکائنات تصنیف فرمائی اور اثنائے وعظ میں تفسیر
 بیضاوی کو محشی فرمایا۔ اثنائے بلفظہ۔ آپ کی وفات برص ہیضہ شب برات شب ۵ اشعبان
 کو بروزت نصف شب سنہ ۱۳۳۷ ھ میں ہوئی۔ عقد آپ کا مولوی قدر علیؒ نواسہ مفتی محمد یعقوبؒ
 دختر سے ہوا۔ چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان و دو بھوپین و دونوں صاحبزادیوں کا
 نکاح مولوی محمد اکرم بن ملا نعیم بن مولوی عبد الحکیم کے ساتھ یکے بعد دیگرے جیا کہ مولوی
 اکرم صاحب کے حالات میں مذکور ہو چکا ہے۔ صاحبزادے دو کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی
 عبد الخالق۔ مولوی عبد اللہ۔ مولوی عبد الحمید۔ مولوی عبد الحمید۔

مولوی عبد الخالق بن مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد نعیم مذکورہ بالا۔ نسب در سہ
 اپنے چچا اور والد سے پڑا ہے۔ شہرہ درمویا سے نوبت تدریس نہیں آئی حسن اہل حق
 نرنگی محل اور ایک سالہ عم غیب میں آپ کی تالیفات میں سے تھا۔ آپ کی وفات حسب
 مشائخہ میں واقع ہوئی۔ آخر میں آپ کے گھر میں رہنا ترک کر دیا تھا اور حضرت شاہ دوست
 رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر رہتے تھے آپ کی متعدد اولاد دین بدین اور سب سے
 آپ کے رو برد انتقال کیا جس کے بعد وہ نے تو آپ پر بیعت اٹھایا تھا مگر نہایت صبر و سکون سے
 اس کو برداشت کیا۔ پہلے عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن دختر مولانا نعیم سے ہوا جو ایک
 لڑکی خرد سال چھوڑ کر انتقال کر گئیں یہ لڑکی بھی تھوڑے عرصے کے بعد فوت ہو گئیں دوسرا عقد
 آپ کا مولوی محمد بن مفتی محمد یوسف کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ
 مولوی عبدالقادر اور دو صاحبزادیان خرد سال چھوڑ کر وفات پا گئیں اور بعد کو ان کے

یکے بعد دیگرے انتقال ہو گیا۔ غرض کہ مولوی عبدالحق صاحب کا اب عقب نہیں ہے۔
 مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالحق مذکورہ بالا کے کتب درسیہ مولوی محمد اسلم
 صاحب بن مولوی اکرم اور اپنے چچا سے پڑھنا شروع کیے تھے نہایت تیز و ذکی تھے
 انیسویں کے عمر میں وفات پائی کی ۱۲۴۲ھ صفر ۱۲۴۲ھ میں بمرض طاعون جوانی کے قریب انتقال کیا
 عقد کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مولوی عبدالغنی بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا۔ ابتدا سے مریض منعت مانع میں مبتلا
 تھے نوبت تحصیل نہیں آئی نہایت یدلہ رخ اور قوی اکافطہ مرغان مرج اور نیک بزرگ تھے
 مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی باب رحمۃ اللہ علیہ تعلقات دوستی تھے
 حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ پر بہت شفقت بزرگانہ فرماتے تھے۔ حضرت استاد رحمۃ اللہ
 علیہ بھی انکا بہت خیال فرماتے تھے۔ عقد کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مولوی حمید امجد بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا۔ حفظ قرآن کے بعد نسب درسیہ
 اپنے چچا مولانا یتیم سے اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور فاتحہ الفتح استاد
 سے پڑھا۔ عالمہ سقند و فاضل سید ہوسے معیلات میں خاص ملکہ قضا مولوی فضل اللہ بن
 مولوی نعمت اللہ کے انتقال کی وجہ سے بیسنگ کالج میں مدرس عربی کی جگہ خالی ہوئی
 تو اس جگہ پر مولوی عبدالمجید صاحب کا تقرر ہوا اور آخر عمر تک ہاں ملازمت ہی رہی
 میں نہایت اعزاز پیدا کر لیا تھا شمس العلماء کا خطاب ملا تھا۔ باوجود مصروفیت ملازمت سے
 تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ مدرسہ عالیہ نظامیہ کے چند اساتذہ بھی آپ کے متعلق تھے
 مولوی صبغت اللہ صاحب اور مولوی ایوب صاحب نے بھی آپ سے معیلات پڑھیں ہیں
 جمادی الاول ۱۲۸۵ھ میں بمرض نوبت بعد انتقال ہوا اور سی شب کو دفن واقع ہوا
 آپ کے یکے بعد دیگرے تین عقد ہوئے اول عقد آپ کا مولوی فخر الدین حمید مولوی
 قدر علی کی دختر کے ساتھ ہوا چوکیا صاحبزادے مولوی عبدالرشید صاحب کو چھوڑ کر دیا
 پانچویں دوسرا عقد کاکوری امین حافظ حمید الدین بن ناظر علی الدین نبیرہ حاجی امین کی
 کاکوری کی دختر سے ہوا جو ایک خرد سال صاحبزادے عبدالماجد کو چھوڑ کر وفات پائی

اور لڑکے کا بھی خرد سالی میں انتقال ہو گیا۔ تیسرا عقد آپ کا مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ کی چھٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر بیمار طاعون انتقال کر گئیں اور لڑکی بھی چند دن کے بعد مر گئی، مولوی عبد المجید صاحب نے صرف ایک صاحبزادی پہلی بی بی سے چھوڑ کر انتقال کیا آپ کی تصنیفات کی مجھ کو اطلاع نہیں، حضرت استاد نے تحریر فرمایا ہے کہ مولوی عبد المجید صاحب ہدایۃ العرف کی شرح تحریر فرما رہے ہیں۔

مولوی عبد الرشید بن مولوی عبد المجید بن مولوی عبد کلیم مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درجہ پلنے والد ماجد اور چچا سے پڑھے اور سرکاری امتحان بھی دیا، اسکے بعد بہت مدرسہ عربیہ سرکار انگریزی میں ملازم ہو گئے اب حسین آباد لڑائی اسکول میں مقرر ہیں۔ عقد آپ کا شیخ عبد الرحیم ساکن دوگانوان کی دختر سے ہوا اس وقت تک ماشاء اللہ سات صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ابوالقاسم محمد اور احمد موجود ہیں ابوالقاسم حفظ قرآن کریم ہیں لڑکیاں ناکتہ ہیں صرف دو کا عقد ہوا ہے ایک کا عقد مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد کلیم کے فرزند مولوی محمد عتیق سے ہوا دوسری لڑکی کا عقد مولوی مشیر احمد بن مولوی امیر احمد کا گوردی سشن جج نیچ کے ساتھ ہوا جنکے ایک لڑکا ماشاء اللہ موجود ہے۔

مولوی عبد الحمید بن مولوی عبد کلیم مذکورہ بالا۔ آپ مولوی عبد کلیم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں اپنے بھائی کے ساتھ آپ کو بھی شمس العیال کا خطاب سرکار سے ملا ہے حکام میں آپ کا خاص عزادہ ہر آپنے فرنگی محل کے باہر نکال عتب چوک میں مکان لیکر سکونت اختیار فرمائی ہے اددوہان ایک مدرسہ بنام مدرسہ قدیمہ عرصہ بارہ سال سے جاری کیا ہے اسکے لیے زمین سرکار انگریزی نے عطا کی ہے اسپر عمارت بھی سن ہے کہ نا ہی ہے سرکار سے بھی مدرسہ کو امداد ملتی ہے ادا علی حضرت سلطان دکن بھی امداد دیتے ہیں۔ حفظ قرآن کے بعد آپ نے کتبہ رسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور پلنے چچا مولانا نعیم سے پڑھے آپ کا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر ملا نعیم سے ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی محمد عتیق اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں ایک صاحبزادی ناکتہ ہیں بڑی صاحبزادی کا عقد دوگانوان میں شیخ سلیم الدین بن حکیم شہید الدین فتح پوری سے ہوا ہر جنس ایک لڑکا ایک لڑکی موجود ہے

مولوی صاحبزادی کا عقد مولانا شمس العیال خیر آباد میں بسند معتدل الحسن کے ساتھ ہوا ہے ۱۲۷۱ھ

مولوی محمد عتیق بن مولوی عبدالحمید شمس العلما بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا سے
تعلیم اپنے والد اور بعض دیگر اساتذہ سے پائی ہے اور امتحانات سرکاری میں کامیابی حاصل
کی ہے، عقد آپ کا مولوی عبدالرشید بن مولوی عبدالحمید کی دختر سے ہوا جسے ایک صاحبزادی
خرد سال موجود ہیں مولوی عبدالحمید صاحب کے حسب ذیل تالیفات میں نے سنے ہیں۔
انکے علاوہ بھی تالیفات ہیں ایک رسالہ طاعون کے متعلق شرعی حکم اور تحقیق میں روشنی لانیم
سراپا غم سوانح اخ معظم۔ رسالہ سرغم۔ واللہ اعلم (دہلی الفاظ مولوی عبدالحمید صاحب کے تالیفات
ہیں مطبوعہ کراچی)

اولاد ملا رضا بن قطب شہید

مولوی عبدالحمید شمس العلما بن مولوی عبدالحکیم مذکورہ بالا سے

مولوی عبدالحمید بن ملا رضا بن قطب شہید تحصیل علم اپنے عم محترم استاد اللہ کی فلاح تحصیل
ہوئے اسکے بعد طب حاصل کی۔ عالم و فاضل طب و فقه الفسوف کے عمر نے وفاتین کی اور
عالم شباب ہی میں ایک دختر چھوڑ کر وفات فرمائی۔ ان دختر کا عقد شیخ بخش اللہ بخوری سے ہوا
ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا عقد میان میر نصرتی بخوری کے ساتھ ہوا جو صاحب لاء
تھیں مگر غائب مولانا ولی اللہ کے زمانہ میں آپ کا سلسلہ نسب تمام ہو گیا واللہ اعلم۔
مولوی عبدالحمید کی عقد غالباً بخوری صدیق بن ہوا تھا۔

مولوی عبدالرب عرف مولوی مشائخ بن ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن
ملا رضا بن قطب شہید۔ چونکہ آپ کے والد ماجد ہمیشہ سلسلہ ملازمت باہر ہے اسلئے آپ
اور آپ کے بھائی مولوی عماد الدین اپنے نان مال مقبہ سبجہ ضلع بارہ بنگی میں قیام پذیر ہے
تحصیل علم کی ذرا بھی نوبت نہیں آئی یہاں تک کہ وفات فرمائی عقد آپ کا سبجہ میں آپ کی
معاون زاد بن دختر شیخ رحمت علی بن شیخ محمد غفور بن اولاد خواجہ عبید اللہ احمد کے ساتھ
ہوا تھا جسے تین صاحبزائے پیدا ہوئے ایک مولوی شائق جسکا ذکر ہو چکا دوسرے
مولوی فقیر اللہ تیسرے میرے دادا مولوی کرامت اللہ جسکے اذکار بعد کو آویں گے۔

مولوی عماد الدین بن ملا سعد الدین مذکورہ الصدر جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ آپ اور
آپ کے بھائی نان مال میں متم ہیں۔ اور پڑھنے لکھنے کی نوبت نہیں آئی زمیندارانہ بسر فرماتے

آپ کے دو عقد ہوئے پہلا عقد ۱۰۰۰ سے ہوا جسے ایک صاحبزائے مولوی کمال الدین پیدا ہوئے جبکا ذکر آگے آویگا۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد اپنے نانہال میں شیخ رجب علی بن شیخ رستم علی کی صاحبزادی سے کیا جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبدالکریم اور ایک صاحبزادی زوجہ ادلی مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا عبید اللہ پیدا ہوئیں۔ یہ صاحبزادی لا لد فوت ہوئیں۔ مولوی عماد الدین کی وفات ۱۰۰ سال کی عمر میں ۱۲ رمضان ۱۰۳۰ کو ہوئی۔

مولوی عبدالکریم بن مولوی عماد الدین مذکورہ بالا۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے بیچ میں مقیم ہے اور وہ ان ہی عقد کیا زمیندارانہ شان رکھتے تھے عمر بہت پائی میرے بچپن میں یہ اور انکی بیوی صاحبہ لکھنؤ میں تشریف لائی تھیں اور میرے گھر میں قیام کیا تھا۔ ابرار کے قریب عمر مئی انکے صاحبزائے امداد حسین ہیں جبکا ذکر حرفت الف میں ہو چکا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سیمہ ہی میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد عنایت اللہ بن مولوی شرافت اللہ بن مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین مذکورہ بالا۔ یعنی مولف رسالہ ہذا میری لاڈ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ کو ہوئی۔ قرآن شریف میں نے حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے استاد ذواب حافظ عبدالوہاب صاحب نمبر۱ ذواب ظہیر الدولہ سے پڑھا کتب ابتدائی متفرق اساتذہ سے پڑھے فارسی کچھ مولانا عبد العزیز صاحب مد کچھ مولوی نجیب اللہ سے پڑھی دمشق حروف خواجہ حسام الدین صاحب لکھنؤی اور منشی شمس الدین صاحب مشہور غوثنویس سے کی اور املا حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا حساب درجہ انیہ اور اقلیدس اپنے بڑے بھائی مولوی ہدایت اللہ مرحوم سے سیکھا کتب درسیہ اول سے لیکر ختم درس تک سولے بعض کتابوں کے سب حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ابتدائی کتب صرف، نحو، منطق کے مولانا عبدالباقی صاحب در مولانا عبد العزیز صاحب اور مولانا عظمت اللہ صاحب در حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور میڈی، رشیدیہ، فقہ الحین اور کچھ ابتدائی اسباق ہدایہ کے مفتی محمد یوسف بن مولوی قاسم نمبر۱ مفتی محمد یوسف صاحب

اور شیخ مسلم ملازمین اور بعض اسباق میبذی کے مولانا عبد العزیز نجابی شاگرد مولانا عبد الحق خیر آبادی سے پڑھے اور حمد اللہ اور میرزا بہار ملاجلال مولانا عظمت اللہ صاحب سے اور شیخ وقایہ اور قطبی مولانا عبد العزیز صاحب فرنگی علی سے پڑھی باقی سب کتب حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اول سے لے کر آخر تک مولانا مولوی محمد قاسم عبد القیوم بن مولوی عبد العزیز صاحب ہمدان سے پڑھے مولوی شیخ حاجی الطاف الرحمن صاحب بن شیخ عبدالرحمن مرحوم بھی متوسطات سے لیکر ختم تک ہمدان سے ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۳ء کو فائزۃ الفرائض حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ۲۰ یا ۲۵۔ اسباق میں نے جناب مولانا عبد الغفار صاحب نمبر ۱ ملا بحر العلوم سے پڑھے ہیں اور فضول حکم اور بقیہ شہزادی شریف حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور علم طب میں نے استاذی فخر الاطباء حاذق الوقت حکیم حافظ عبدالولی صاحب بن حکیم حافظ عبدالعلی صاحب شیرازی حاصل کیا اور عرصہ تک اُنکے مطب میں نسخہ نویسی بھی کی۔ کتب حدیث میں بخاری شریف در مشکوٰۃ شریف اور مؤطا امام محمد و شمائل شریف سبقاً حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غایت فضل و کرم سے دوسرے تلامذہ کے مانند مجھ کو بھی اجازت حدیث التعلیم المختار پر مرود نسخہ ثبت فرما کر ہلامیری علیہ عنایت فرمایا جب اول مرتبہ سفر حج میں تشریف لینگے تو شیخ الدلائل سے اجازت دلائل اور سید احمد برزنجی سے اجازت حدیث میرے واسطے ہمراہ لائے چونکہ یہ دونوں مہندین حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے ثبت میں درج ہیں اسلئے میں انکو درج نہیں کرتا ہوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثبت میں تحریر فرمایا ہے کہ سید احمد برزنجی کے اسناد سب سے عالی ہیں یہ سند حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے اتنے ہی واسطوں مجھے حاصل ہے جتنے واسطوں سے خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی ۱۳۲۵ء میں حضرت پیر سید عبدالقادر عموی گیلانی زادہ جب لکھنؤ تشریف لائے تو مجھ کو اجازت حدیث مرحمت فرمائی جسکی نقل بلفظ تحریر کرتا ہوں۔ ۹ جمادی الاول ۱۳۲۳ء کو جسد مدرسہ عالیہ نظامیہ کا افتتاح حضرت صاحبزادہ والا تبار میان شاہ سید خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمبر ۱ حضرت سید سادات کے دست مبارک پر ہوئی حضرت استاذ الوقت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ ہوا تو میں نے تبرکاً مشکوٰۃ شریف

حدیث انما الاعمال بالنیات حضرت مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور اسکو
 میں اپنے واسطے باعث افتخار سمجھتا ہوں۔ مسئلہ سے مدرسہ نظامیہ میں درس لے رہا ہوں
 درمیان میں ایک سال کیلئے مدرسہ حنفیہ جو پور میں افسر مدرسہ کے عہدہ پر مقرر ہو کر گیا تھا۔
 وہاں سے حسب حکم حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ مقرر مسئلہ میں استغناء دیگر مدرسہ میں
 چلا آیا اور اسوقت سے اسوقت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں بجدہ افسر مدرسہ خدمات
 انجام لے رہا ہوں ہمیشہ سے خاصکر معقولات سے مجھکو دلچسپی رہی۔ حضرت استاذ رحمۃ اللہ
 علیہ کے وصال کے بعد سے معقولات اور خاصکر علم حدیث کی جانب پوری توجہ کر رہا ہوں
 خداوند تعالیٰ سے صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا ہے کہ وہ غلوں اور
 علم نافع عطا فرمائے۔ تصانیف کا ذوق ابتداء سے تعلیم سے تھا مگر کاپلی نے کبھی اسے
 اتمام کو نہ پہنچنے دیا۔ شریفیہ اور سلم العلوم کا اردو میں ترجمہ مع حل مطالب کے تحصیل کے
 زمانہ میں شروع کیا تھا مگر ناتمام رہا۔ زمانہ تدریس میں سلم کی شرح عربی میں کافی محنت سے
 لکھنا شروع کی تھی اور بحث تشکیک تک لکھ چکا تھا کہ میرے ایک سعادتمند شاگرد نے
 دیکھنے کے واسطے لی اور اب تک ایس نہ کی۔ اسوقت تک علاوہ تعلیمات منفرد کے حسب
 ذیل تالیفات ہیں جو مکمل ہو کر طبع ہو چکے ہیں۔ زبدۃ المنطق منطق کے مسائل ضروریہ کو
 بصورت متن عربی میں تحریر کیا ہے۔ ہدایۃ المنطق منطق سادہ کے تمام مسائل مع حل و صفات
 اردو میں لکھے ہیں۔ ارتقون عربیاً سلطنت و امارت کے متعلق چیل حدیث مجاہد اسلام سلطان
 اطفال تان کینڈست میں تحفہ بھیجنے کے واسطے لکھی تھی۔ الاقتصاد فی نفع انکھ بالارتداد۔
 زجر الاولیا عن انکھ الصغائر فی الصبار۔ یہ دونوں فقہ میں رسائل لکھے ہیں۔ رشالہ
 تدریس حدیث۔ علاوہ انکے جوئے احوال غیر مکمل ہیں انھیں سے ترتیب مسند امام احمد صنیل
 مع اسما و الرجال ہے جسکو اب لکھنا شروع کیا ہے۔ اور رشالہ احوال حضرت غوثیت میں تقریباً
 ایک جزو کے قریب لکھا ہے اور ایک کتاب طویل الفوائد المتفرقة من الکتاب المتشعبہ لکھی ہے جو
 تقریباً ختم کے قریب ہے اگر خدا کے تعالیٰ نے توفیق دی تو اسکو ترتیب دیکر شائع کروں گا۔ جسپر
 میں نے بہت کچھ محنت کی ہے۔ رشالہ ہذا تذکرہ علمائے فرنگی محل، چند دن کی مدت قلیل میں

علہ اس تذکرہ کی حقیقت کے بعد ذیل تالیفات کیسے بنی
 افاق الا فاق بونفا قرع الا طلق رزم رات سنا و جہتہ لہد علیہ حالہ بن
 سالہ حافظہ اور ادنیٰ ظہری مشکوٰۃ فی کتبہ میں اسکا حال جان کر تقریباً ۱۵۰

لکھا ہے۔ میرا عقد اول میری خالہ زاد بہن دختر حکیم محمد رشید صاحب فقہوری کے ساتھ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۲۳
 کو ہوا جو اولاد ذیقعدہ ۱۲۲۴ میں انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد ۴ ربیع الثانی ۱۲۲۴ کو کاکوری میں دختر
 مولوی عبدالغفار بن مولوی عبدالستار کے ساتھ ہوا جسے ماشاء اللہ اس وقت تین بڑے
 اور دو لڑکیاں موجود ہیں لڑکیاں ناکندہ آہیں۔ لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ بڑا لڑکا
 محمد حامد منجھلے کا نام احمد حسین چھوٹے کا نام احمد حسن ہے۔ حامد سلمہ بعد ختم قرآن اچھے پڑھ
 رہا ہے احمد حسین سلمہ قرآن شریف حفظ کر رہا ہے احمد حسن سلمہ فرد سال ہے رب اور معنی
 ان اشکر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعل صالحا ترضاه واصلي
 في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين رب اجعل اولادى قرعة اعين واجعلهم
 للمتقين اماما مادي اغفر لي ولوالدي ولا ستاذي ومرشدي ولا ولا دي واولاد
 ابي واذا واجههم وذرياهم وحشرنا تحت لواء سيد المرسلين وانفعنا بشفاعته
 واسقنا من حوضه واتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار
 بیعت میں نے غالباً سب سے پہلے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر محرم
 ۱۲۲۳ میں کی۔ اور تجدید بیعت وفات شریف کے وقت کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جن
 لوگوں کو اجازت ارشاد دینا چاہتے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا ہے اُسین فایت ذرہ نواز سی
 میرا نام بھی تحریر فرمایا ہے۔ ذیقعدہ ۱۲۲۴ میں جب مولانا عبدالرؤف صاحب بن حضرت
 مولانا عبدالوہاب صاحب بسلسلہ علالت بانبہ شریف میں مقیم تھے جس شب کی صبح کو مولانا
 کا انتقال ہوا اُس شب میں حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کے مکم سے میں نے بھی جناب
 مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ حضرت سید عبدالقادر عوی گیلانی زادہ
 کا اجازت حسب ذیل ہے حضرت موصوف کا ۵ ربیع الاول ۱۲۲۵ روز جمعہ کو بمقام میرٹھ
 بحالت مسافرت وصال ہو گیا۔ حضرت موصوف فایت متقی پر ہیز کار عالم فاضل تھے ہندوستان
 کا سفر محض مدارس اسلامیہ ملاحظہ فرمانے کے واسطے کیا تھا دیوبند سے واپس آکر میرٹھ میں
 عہدہ لکھنؤ کتاب ہذا میں بڑی لڑکی کا کلچر شیخ وکیل احمد بن شیخ فنی احمدہ دانی زمیندار دادوہ ضلع باندہ کی
 ساتھ ۲۴ شوال ۱۲۲۵ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۲۶ کو ہوا وہ رمضان ۱۲۲۵ کو لکھنؤ کی کو ایک بچی ہو گیا نام تھا احمد
 بنیر احمد صاحب ۱۲۶۰ عتبت۔

سلسلہ محمدی زیدی باقی سلسلہ احمدی میں ۱۰ ربیع الاول ۱۲۲۳ میں احمد حسین ۱۰ ربیع الاول ۱۲۲۳ میں احمد حسین ۱۰ ربیع الاول ۱۲۲۳ میں احمد حسین

شیخ الخیثمی رحمہ اللہ کے بیان قیام بزیارتی کے عجم کو شریک وقت درج القلب میں انتقال سرمایا
انا لله وانا الیه راجعون ۛ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي رفع بصيحي السند مقام العلماء الاعلام وجعلهم ائمة
عنه. وياخذ بهم يقتدى الخاص والعام كيف لا وهو ورثة الانبياء العاملين
بقول سيد المرسلين والاقتفاء الواجدين رحمهم الرحمن ارحموا من في الارض
يرحمهم من في السماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان
سيدنا محمد عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله البررة الطهارة واصحابه
القادة الاخيار والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين وسلم تسليما وبعد
فقد طلب مني الاخ في الله العالم المتق والعاقل النقي الاجارة في علو الحديث
كما هو معمول به بين العلماء في القديم والحديث وهو مولانا محمد عنایت الله
صاحب بن شرفه الله صاحب بعد نه حسن في فنه فكان له بذلك المنه ثابته
الله تعالى الجنة لنفسه ولولد به محمد حامد واجه حسين وجبال الدين عبد الوهاب
بن مولانا محمد عبد الباري صاحب رحمه الله تعالى ومحمد سعيد عبد الوهاب
ومحمد نور عبد العلي ولدي مولانا قطب الدين عبد الوهاب صاحب فاجزته اجازة
نقیزه ان يجیز من شاء بالشرط المعتبر واجزتهم بالشرط المعتبر عند علماء
الاشراف اوصيه واوصيه هو بتقوى الله تعالى وملازمة خدمة العلم الشريفة
ونشره وخدمة العلماء والائمة الاسلامية وان لا ينسوني من دعواتهم
الصالحة كما اجازني العلامة المفضال امام الحديث في هذا العصر
والمحققين سيدى مولانا السيد بدر الدين الحسنی المغربي الدمشقي
متع الله تعالى المسلمين بطول حياته واعاد علينا من صالحه دعواته امين
وصلى الله تعالى على النبي وآله وصحبه وسلم - قاله بقمه ورقمه بقلمه خادم العلماء
والفقراء السيد عبد القادر ابو الفضل الكيلاني المحوى - ٢٢ ربيع الثاني سنة ١٣٢٥

حرف الغین

مولوی قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید۔ آپ کی ولادت سہالی میں ہوئی۔ قطب شہید کی شہادت کے وقت آپ کا سن سات سال کا تھا اپنے چچاؤن کے ہمراہ فرنگی محل میں سکونت اختیار فرمائی کتب درسیہ اپنے چچا اساتذہ اندسے پڑھ کر فایغ التحصیل ہوئے۔ فکر معاش میں دہلی تشریف لیکے اور قطبہ ملاوان میں سند نقضات حاصل فرما کر خدمات انجام دیتے رہے جس قاضی کی جگہ پر آپ کا تقریر ہوا تھا اُسکو ملا صاحب سے عداوت ہو گئی اور کوشش کر کے اُسے دوبارہ سند نقضات ملنے لپے حاصل کر لی قاضی غلام مصطفیٰ نے کوشش کر کے پھر اپنا تقریر کرالیا قاضی معزول نے پھر کوشش کر کے قاضی صاحب کو معزول کروا دیا جب بار بار یہ طرح واقعہ ہوا تو قاضی مصطفیٰ نے خیال کیا کہ اسکا تدارک مستقل ہو رہا ہے دہلی ہی سے ہو سکتا ہے اپنے بڑے صاحبزادے ملا محمد علی کو ساتھ لیکر دہلی کا سفر اختیار کیا قاضی معزول کو اسکی خبر ہو گئی اُسے خفیہ چند لوگوں کو راستہ میں مقرر کر دیا جنہوں نے اچانک حملہ کر کے راہ میں قاضی غلام مصطفیٰ اور اُنکے صاحبزادہ کو شہید کر دیا سر صر کے بعد یہ خبر فرنگی محل میں معلوم ہوئی حکام وقت سے چارہ جوئی کیلگی مگر ثبوت شرعی نہیں پہنچ سکا اسوجہ سے مجرموں کو سزا بھی نہیں ملی۔ آپ کا عقد ملا کمال الدین سہالوی خیم الفتح پوری کی ہمیشہ یعنی قاضی دولت انصاری کی صاحبزادی سے ہوا جسے تین صاحبزادے ہوئے بڑے ملا محمد علی جو آپ کے ہمراہ لاؤ شہید ہوئے دوسرے ملا حسن جبکا ذکر اوپر گذرا تیسرے ملا ولی جبکا ذکر آگے آئیگا۔

مولوی قاضی غلام دوست محمد بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ مذکورہ بالا۔
اعضائے میں ہے کہ ملا حسن کی پسری اولاد نہیں ہوتی تھی وہ حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا فرماتے حضرت موصوفی نے تولد فرزند کی بشارت ہوئی اسوجہ سے جب صاحبزادے پیدا ہوئے تو غلام دوست محمد نام رکھا گیا کسی میں اپنے نانہال صفی پور میں قیام رہا ۱۳ سال کے سن میں فرنگی محل میں ملے اور اپنی سوتیلی ماں اپنے دفتر ملا احمد عبدالحق کی زیر تربیت رہے اور جلد

علوم کی تحصیل کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد قرآن شریف حفظ کیا دلولہ ایمانی اور جوش
حق پرستی آپ پر غالب ہوا اور جہاد فی سبیل اللہ کا شوق پیدا ہوا۔ ہندوستان کے امرا کو
آبادہ جہاد دیکھا سفر حج کے ارادہ سے ترک وطن فرما کر سورت روانہ ہوئے راستہ میں کسی
قرآن کے ہاتھ سے مرتبہ شہادت کے سرفراز ہوئے اور بمقتضائے دمن یخرج من بیتہ
مہلجوا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ مرتبہ شہادت
ساتھ ثواب حج و زیارت بھی پایا عقد آپ کا ملک محمد فضل بن ملک محمد عاشق ہاشمی ساکن
گڈھی بھلول ضلع بارہ بنکی کی دختر سے ہوا جسے تین صاحبزائے تولد ہوئے مولوے
غلام سیکھے خان اور مولوی غلام محمد اور مولوی غلام ذکر گیا۔

مولوی غلام سیکھے خان بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ
مفتی ظہور اللہ بن ملا دلی سے پڑھ کر فراغت حاصل کی قابل اور ذہین تھے جدی جائیداد
چند وجوہ سے ضبط ہو گئی اسکے بعد عسرت مجبور ہو کر فکر معاش کیطرت متوجہ ہوئے اور
بہمدہ صدر لصد و رہنارس میں مقرر ہوئے باوجود ملازمت کی مصروفیتوں کے خدمتِ علم
مات اہم کرتے رہے اور تدریس کا سلسلہ بنارس میں بھی جاری رکھا۔ نہایت عزت و احترام
کیساتھ عمر بسر فرمائی آخر بنارس ہی میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دو عقد ہوئے پہلے عقد سے
چار صاحبزائے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئے یہ بیوی آپ کی نانہالی عزیزہ اور
گڈھی بھلول کی تھیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی ظلیل اللہ اور مولوی
صبیب اللہ جنکے ذکر اور پگزر گئے۔ تیسرے مولوی قطب الدین چوتھے مولوی نظام الدین۔
صاحبزاد یونین سے ایک کا نکاح اُنکے چچا زاد بھائی مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد
کیساتھ اور دوسری کا مولوی غلام محمد کے دوسرے صاحبزائے مولوی غلام قادر کے ساتھ
ہوا۔ دوسرے عقد سے جو ذن اجنبیہ تھیں اُن سے تین صاحبزائے مولوی الہی بخش اور مولوی
محمد رضا جنکے ذکر اور پگزر گئے اور مولوی ناظر بنی تھے جنکے حالات مجھ کو معلوم نہ ہو سکے۔
مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ مولانا ظہور اللہ کی
خدمت میں تحصیلِ علم سے فراغت حاصل کر کے بعد فکر معاش کیطرت متوجہ ہوئے اور بہمدہ

صدر الصدوی ضلع بانہ حاصل کیا نہایت اعزاز و احترام سے سرکی۔ بانہ ہی میں وفات کی۔ آپ کے دو عقد ہوئے دونوں بیویاں گڈھی بھول کی تحصیل دوسری زوجہ سے صرف ایک لڑکی ہوئی جو قصیدہ انہو نامین منسوب ہوئیں پہلی بیوی سے تین صاحبزائے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی غلام رسول بن مولوی غلام زکریا سے ہوا۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی غلام علی و مولوی غلام قادر اور مولوی غلام مجتبیٰ۔

مولوی غلام علی بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ عقد ان کا اپنی چچا زاد بہن دختر مولوی غلام بیچہ خان کے ساتھ ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی غلام حسن اور ایک صاحبزادی زوجہ مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد پیدا ہوئے۔ مولوی غلام علی کا انتقال بمقام ناگپور ۲۹ صفر ۱۲۹۱ھ کو ہوا۔ آپ نہایت فیاض اور سیر چشم تھے۔ متروکہ پردی سے جو کچھ پایا تھوٹے زمانہ میں غربا اور محتاجوں پر تقسیم کر دیا۔

مولوی غلام حسن بن مولوی غلام علی مذکورہ بالا۔ سکونت وطن ترک کر دی تھی اور نصیب بھول میں سکونت اختیار کی تھی اس لیے اُس کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

مولوی غلام قادر بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا تحصیل انتب درسیہ سے فراغت حاصل کی اور فکر معاش میں متوجہ ہوئے بانہ ہی میں سکونت ہی اور وہاں ۱۲۶۵ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کا عقد مولوی غلام بیچہ خان کی دوسری دختر سے ہوا جسے دو صاحبزائے مولوی غلام ستار صاحب اور مولوی غلام حسین صاحب پیدا ہوئے۔ آپ نہایت ذکی و ذہین عالم تھے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر زندگی و فاکرتی تو اپنے اجداد کا نام روشن کرتے۔ عالم شباب میں انتقال فرما گئے۔

مولوی غلام ستار بن مولوی غلام قادر مذکورہ بالا۔ آپ نے کتب درسیہ و مسافات تک پڑھے۔ سکونت اکثر وطن سے باہر ہی۔ آپ کا عقد اپنی چچا زاد بہن دختر مولوی غلام علی سے ہوا ایک صاحبزادی زوجہ مولوی حفیظ اللہ بن مولوی خلیل اللہ بھٹو لکھنؤ

دونوں میان بیوی نے عرصہ ۵۰ سال کا ہوا کہ انتقال کیا۔ مولوی غلام سار صاحب آخر عمر میں وطن تشریف لائے تھے مین نے بھی زیارت کی تھی۔ حسن اخلاق اور وضع عالمانہ میں اگلے علما کا صحیح نمونہ تھے۔

مولوی غلام حسین بن مولوی غلام قادر مذکورہ بالا۔ انکے حالات مجھے معلوم نہیں تھے مولوی خلیل الدین بن مولوی اتھی بخش کا بیان ہے کہ موصوفات فاضل علما میں سے تھے ہمیشہ وطن کے باہر سکونت رہی اور ۳۳ سالہ میں بمقام ناگپور (غالبا) انتقال ہوا۔

مولوی غلام مجتبیٰ بن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست محمد مذکورہ بالا۔ آپ نے بھی کتب درسیہ متوسطات تک تحصیل کیں۔ آپ کا انتقال کھنڈو میں ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ عقد آپ کا گڑھی بھول ملو ضلع بارہ بنکی میں ہوا۔ ایک صاحبزادے مولوی احسن اللہ جنکا ذکر حدیث الف میں گذر چکا۔ اور ایک دختر زوجہ مولوی غلام محی الدین یادگار چھوٹے۔

مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن۔ آپ کتب درسیہ مفتی غلام الدین ملا دلی سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فاضل تھے مگر سرسختی مجبور کیا فکر معاش کی جانب توجہ فرمائی اور بنارس میں بہتہ منصفی مقرر ہو گئے۔ تین فرزند چھوڑ کر

بمقام بنارس وفات پائی۔ صاحبزادے مولوی غلام نبی دوست محمد مولوی غلام رسول تیسرے مولوی غلام مرتضیٰ۔ مولوی غلام زکریا کا عقد انکے ناہال گڑھی بھولوں میں ہوا تھا مولوی غلام نبی بن مولوی غلام زکریا مذکورہ بالا۔ کتب درسیہ متوسطات تک پڑھے۔ عقد آپ کا جگہ ضلع بارہ بنکی میں ہوا جسے دو صاحبزادے مولوی

عبدلغنی اور مولوی عبدالغفور اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے۔ صاحبزادوں کے اذکار اور پند چلے صاحبزادی کا عقد مسولی ضلع بارہ بنکی میں شیخ نواب علی سے (غالبا) ہوا جو صاحب اولاد ہیں۔

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام زکریا۔ عقد آپ کا آپ کی چچا زاد بہن مولوی غلام محمد بن مولوی غلام دوست کی بیوی سے ہوا آپ نے لا ولد بمقام بنارس ۱۲۹۱ھ میں انتقال کیا۔

مولوی غلام مرتضیٰ بن مولوی غلام زکریا بن مولوی غلام دوست محمد آپ کو فارسی میں
 اچھی مہارت تھی مولانا عبد کلیم بن مولانا امین اللہ سے ملد تھا۔ فکر معاش کی وجہ سے فوت تمام
 کتب نہیں ہو سکی مدت تک فارسی اور دوا انگریز دن کو پڑھاتے رہے بڑے بڑے انگریز
 آپ کے شاگرد و شاگردین سے تھے اور آپ کا نہایت احترام کرتے تھے آپ خوش خلقی میں بھی
 ملکہ رکھتے تھے آپ کا انتقال لکھنؤ میں ۱۲۶۵ھ میں ہوا۔ عقد آپ کا حضرت مولانا مولانا
 عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادی اور تین صاحبزائے مولوی
 غلام محی الدین اور مولوی غیاث الدین اور مولوی غلام جیلانی صاحب چھوڑ کر وفات
 پاگین۔ صاحبزادی کا عقد مولوی رحیم اللہ بن مولوی خلیل اللہ کے ساتھ ہوا جو ۱۲۵۵ھ میں
 وفات پاگین۔ مولوی غلام مرتضیٰ صاحب کی بیوی کا انتقال جب ۱۲۸۲ھ میں ہوا۔

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ مذکور۔ آپ نے ابتدائی کتب پڑھ کر امتحان
 دکالت دیا اور سند دکالت الہ آباد اور حیدر آباد دونوں جگہوں کی حاصل کی اور حیدر آباد
 میں دکالت شروع کی ہزاروں کیا بلکہ دافعہ یہ ہے کہ لکھنؤں روپیہ پیدا کیا فیاض اسقدر
 تھے کہ کسی سال کی کو کبھی خالی داپس نہیں کیا۔ اس وجہ سے کبھی مہولی سرمایہ بھی آپ مع
 نہ کر سکے۔ نہایت نیک مر زبان مرتج طبیعت تھی۔ آخر عمر میں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا
 تھا اور متعدد مرتبہ محراب بھی سنائی۔ اخیر میں دکالت ترک کر کے لکھنؤ میں سکونت اختیار کی
 تھی ۱۲۷۵ھ میں بمرض فالج انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی غلام مجتبیٰ بن مولوی
 غلام محمد کی صاحبزادی سے ہوا جو اب تک حیات ہیں اور حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ آپ کی دو
 صاحبزادیاں تھیں اولاد بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ کے
 ساتھ ہوا جب ۱۲۷۵ھ میں لا ولد وفات پاگین تو دوسری صاحبزادی کا بھی عقد
 مولوی صاحب موصوف ہی سے ہوا جو اپنے شوہر کے ساتھ حیدر آباد میں مقیم ہیں تاہنوز
 کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ مولوی غلام محی الدین کو بہت حضرت مولانا عبدالمزاق
 رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ مذکور بالا۔ ابتدائی کتب پڑھ کر

عبدالمزاق مولوی غلام محی الدین صاحبزادی سے نکاح ہوا۔

وکالت کی سند حیدر آباد میں حاصل کی اور حیدر آباد میں وکالت کے سلسلہ میں مقیم ہے نہایت کامیاب وکلا میں سے تھے وکالت کے ذریعے سے آپ نے لاکھوں روپیہ کی جائیداد پیدا کی نہایت عزت و وقار سے زندگی بسر فرمائی حیدر آباد میں قانونی کونسل کے آپ ممبر بھی رہے تھے میں نے مولوی غیاث الدین صاحب کا ایسا سمجھا کہ متین اور سخت ہجیان و عفت کے وقت بھی طبیعت پر قابو رکھنے والا کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا۔ غالباً کسی شخص کو بھی کبھی کلمہ سخت نہ کہا ہوگا۔ آپ نے حیدر آباد میں ربیع الثانی ۱۳۳۲ء میں بعارضہ درجہ انقلاب انتقال کیا آپ کے تین عقد ہوئے پہلا عقد مولوی غلیل اللہ بن مولوی غلام بیچے خان کی دختر سے ہوا جو لاہور انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد آپ نے حکام ضلع کھنؤ میں چودھری نظیر احمد کی دختر سے کیا جو دو صاحبزائے اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر محرم ۱۳۳۳ء میں انتقال کر گئیں۔ اس کے بعد آپ نے دختر مولوی محمد اسحاق بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیچے خان کیساتھ عقد کیا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی۔ یہ بیوی حیدر آباد میں بچہ کی مقیم ہیں۔ مولوی غیاث الدین کے دونوں صاحبزادوں مولوی معین الدین اور مولوی فرید الدین کا ذکر آگے آئے گا۔ مولوی غیاث الدین کی صاحبزادی کا عقد شیخ محمد احسن بگوری سے ہوا جو ایک لڑکی اور دو لڑکے چھوڑ کر اپنے والد کے دربار ۱۳۳۳ء میں وفات پائی انہیں سے لڑکی کا خرد سالی میں انتقال ہو گیا اور بقیہ خرد سال ہیں۔ لڑکوں کے نام محمد حسن اور احمد حسن ہیں۔ مولوی غیاث الدین کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ مولوی غلام جیلانی بن مولوی غلام مرتضیٰ مذکورہ بالا۔ مولوی غلام مرتضیٰ کے سے چھوٹے فرزند آپ نے ابتدائی کتب پڑھ کر انگریزی پڑھی اور یونیورسٹی کا امتحان پاس کیا اسکے بعد حیدر آباد چلے گئے اور وہاں وکالت کی سند حاصل کر کے وکالت شروع کی اب تک حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ عقد آپ کا جگہ ضلع بارہ بنکی میں شیخ علی حسن صاحب کی دختر سے ہوا کوئی اولاد اس وقت موجود نہیں ہے۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

مولوی غضنفر بن ملک العلما ملا حیدر بن ملا مبین بن ملا محبت اللہ بنیر ملا سعید بن قاسم

تفصیل علوم آپ نے اپنے چچا ملا معین بن ملا معین اور مفتی غفور اللہ بن ملا ولی سے کی اور بعد فراغت ایک ماہ تک تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے والد کے سفر حج میں ہمراہ تھے وہاں اجازت حدیث بھی حاصل کیا اور حیدرآباد میں اپنے والد کے ساتھ مقیم رہے اسکے بعد وطن پر اسیر آکر مولوی کمال الدین بن مولوی غلام الدین خیرہ ملا رضا کی دختر سے عقد کیا جسے دو صاحبزادے پیدا ہوئے اپنے والد کی وفات کے بعد مولوی غضنفر صاحب پھر حیدرآباد چلے گئے اور اپنے بھائی مولوی غفور علی کے ساتھ خدمت علم میں مصروف رہے آخر حیدرآباد ہی میں ۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ کو انتقال فرمایا اور مولوی غفور علی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مولوی غضنفر صاحب اور ان کے دونوں بھائیوں مولوی قادم احمد اور مولوی غفور علی کو بیعت و اجازت اپنے والد ماجد ملک العلماء حیدر سے تھی۔ مولوی غضنفر صاحب کی چھوٹی لڑکی کا عقد مولوی غفور حسن بن مولوی غفور علی کے ساتھ ہوا جو لا ولدہ ۸ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ کو فوت ہو گئیں پڑی لڑکی کا عقد مولوی علی محمد بن ملا معین کے ساتھ ہوا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ مولوی غضنفر صاحب شاعر بھی تھے اور صنیم تخلص فرماتے تھے زیادہ تر نعت میں فرماتے تھے۔ کلام نہایت بہتر ہوتا تھا۔ فارسی میں تہذیب کی شرح آپ نے تحریر فرمائی تھی۔

حرف الفاء

مولوی ابوالفضل بن مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز کا ذکر تحت حرف الت میں کر چکا ہو۔ مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ بن ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد کتب درسیہ آپ نے مصولات تک حضرت مولانا عبد الرزاق بن مولوی جمال الدین اور مولوی عبد الوہید خیرہ بحر العلوم اور مولوی عبد کلیم بن مولوی امین اللہ سے پڑھیں اور مصولات اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فائز تحصیل ہوئے۔ عالم و فاضل تھے آپ کا مقلد درس وسیع تھا۔ مصولات اور خاص کر رد وادہ ثلثہ میں نہایت کامل ملکہ تھا۔ مولانا عبد الرحمن خیر آبادی بھی مصولات میں آپ کی قابلیت کے بہت مددگار تھے۔ اور اکثر مصلحتیں آتے تھے۔ ایک عرصہ تک کیننگ کلرک میں مدرس دینیات تھے رامپور میں نواب کلے خان نے آپ کو دائرہ مشاہیر پر درویشاں چاہا مگر آپ نے مقررہ مقررہ خدمت علم کو زیادہ پسند کیا اور آخر تک کیننگ کلرک ہی میں مدرس

فرنگی محل میں بھی آپ کے بہت شاگرد تھے۔ باوجود معقولی ہونیکے بزرگوں سے اور خاص کر اپنے
پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوش اعتقاد تھے آپ کی
مولفہ شہریان اپنے پیران سلسلہ کی خانہ دین اور بعض دوسری غریبات اب تک اعراس کے
موتیہ پر گائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہ آپ کو اپنے تصانیف کے محفوظ رکھنے سے بہت زائد بے فوجی تھی
میرزا بدایاں اور میرزا بدایاں شرح موانع پر متعدد مرتبہ حاشیے لکھے مگر مرتبہ ضائع ہو گئے۔
میرزا بدایاں کے اور کچھ تقریرات تھیں جو اتفاقاً محفوظ رہیں اور وہ مطبع یوسفی میں میرزا بدایاں
سالہ کے ساتھ طبع ہوئی ہیں۔ سلسلہ میں آپ نے بی بی فرمایا تھا۔ انتقال آپ کا ۱۳۱۱ یا
ربیع الثانی ۱۳۱۲ کو ہوا۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی رحمت اللہ کے ساتھ
ہوا۔ دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں بڑی کا عقد مولوی عبدالرحیم کے ساتھ ہوا۔ دوسری کا عقد مولوی مصباح الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا جو لاہور ۱۲۸۲ میں
متولد ہوئے۔ مولوی فضل اللہ کی زوجہ اور دختر دکن کا ذکر ان کے باپ اور
شوہر دکن کے تحت میں گذر چکا ہے۔

مولوی فرحت اللہ بن مولوی برکت اللہ بن مولوی احمد اللہ بن مولوی نعمت اللہ خیرہ
ملا اسد آپ کے مدرسہ عالیہ نظامیہ میں قرآن شریف حفظ کیا اسکے بعد اپنے چچا زاد بھائی مولوی
عزت اللہ صاحب کے پاس فائز پور چلے گئے اور حنبلیہ رحمت کالج میں علوم ابتدائیہ حاصل کیے
اب انگریزی پڑھ رہے ہیں۔ ذہین اور تیز ہیں ہنوز ناکتہ دہین۔

مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ خیرہ ملا اسد۔
آپ کے کتب ابتدائی پڑھ کر انگریزی حاصل کی۔ عقد آپ کا مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق
بن مولوی نظام الحق کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو لاہور انتقال کر گئیں۔ دوسری حنبلیہ بیوی
زندہ موجود ہیں جسے اب تک اولاد نہیں ہے۔ شعر و شاعری بھی کچھ کلام خیر بن مدد کچھ ہوتا ہے۔

مولوی شیخ اللہ بن مولوی عظیم اللہ بن مولوی حنیف اللہ بن مولوی ملا محمد اللہ بن مولوی ملا محمد
کتب درسیہ آپ نے مفتی محمد یوسف کے پڑھیں فکر عبثت کی وجہ سے توبت تدریس نہیں ہوئی
آپ شاعر بھی تھے اور میرزا بدایاں علی صبا سے تلمذ تھا وہ دہان آپ کے مطبوعہ موجود ہیں تیسرا

دیوان کے طبع کی نوبت نہیں آئی تھی مرتب ہو چکا تھا کہ آپ کا انتقال زلیقہء مستطعمہ میں ہو گیا۔ سمیت آپ کو حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی تالیفات میں سے خزانہ برکات ایک کتاب ہے جس میں مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات مذکورہ اعضاں اربعہ کرارہ میں نظم کیا ہے۔ عقد آپ کا مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد منیر کی صاحبزادی سے ہوا اولاد بہت ہوئی مگر زندہ صرف ایک صاحبزادی بچیں جس کا عقد مولوی عبدالصغیر بنیرہ مولوی قدرت علی کے ساتھ ہوا جسے ایک صاحبزادہ مولوی عبدالصغیر پیدا ہوئے تھے یہ صاحبزادہ مفقود و بکھر ہیں۔ مولوی فصیح اللہ کی ان صاحبزادی کا بھی بچہ دلہ کے درویشان ^{۱۹۱۱} ۱۳۲۱ء میں برض ہیفہ انتقال ہو گیا۔ مولوی محمد عظیم اللہ کی نسل پہری میں اب کوئی باقی نہیں رہا مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق بن مولوی بہان الحق بنیرہ مولانا انوار الحق قدس سرہ ^{۱۳۲۱} ۱۹۱۱ء کتب درسیہ مولانا عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں فاضلہ حساب میں اچھی مہارت تھی فکر معاش میں حید آباد جانا پڑا اور سلسلہ ملازمین حیدر آباد میں قیام رہا اور وہاں بجا رہے وبع اقلب مستطعمہ میں انتقال کیا۔ عقد آپ کا مولوی عبدالوہاب بن مولوی عبدالرحیم کی دختر سے ہوا جسے ماشا اللہ پانچ صاحبزادے مولوی ذکاؤ الحق مولوی وجیہ الحق مولوی حیدر الحق مولوی منظور الحق مولوی ظہور الحق اور دو صاحبزادیاں اس وقت موجود ہیں صاحبزادوں کے حالات اپنی جگہ پر ذکر ہیں چھوٹی لڑکی ناگنہا ہے بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ حمدی حسن بجنوری کے ساتھ ہوا جو ایک لڑکی خرد سال چھوڑ کر وفات پا گئے۔ بیوہ حیات ہیں۔

مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بنیرہ ملا رضا۔ کتب درسیہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی فکر معیشت کی جانب توجہ کی ذرا شب بخت الدولہ اندر نواب حسن الدولہ کی سکر میں مختار رہے دنیاوی عروج بہت زائد پایا غالباً اسکے زمانہ تک فرنگی کل میں انتشار و زیادتی کسی دوسرے کو نہ ہوا ہو ہزاروں روپیہ کی جائیداد پیدا کی فقیر اللہ گنج واقع دولت گنج اپنے نام سے اور حسن گنج واقع پار حسن الدولہ کے نام سے آباد کیے گئے لڑکی پٹنی منڈی بک آپ ہی کی آباد کی ہوئی تھی فرنگک نہایت زائد عروج دنیاوی ہوا میونسپل کمشنر بھی عرصہ تک رہے حکام سے بھی بہت

سہ ماہی صاحب کا انتقال ۱۳۲۱ء میں ہوا

سہ ماہی صاحب کا انتقال ۱۳۲۱ء میں ہوا

وسیع تعلقات تھے۔ اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوش
 اعتقاد تھے آپ کے متعلق صاحب خیر اہل نے لکھا ہے ولہو نزل فی عظمتہ وجاہہ وکان رجلاً
 صبوراً وقوراً ذا خلق عظیم وفضل عظیم اللہ تعالیٰ بکلمتہ وخصیئہ سرون سے بے نیاز کر دیا تھا۔
 عقد آپ کا دختر مولوی نیا احمد بن مولوی وزیر علی نواسہ مفتی محمد یعقوب بن مولانا عبدالعزیز
 سے ہوا جسے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جبکہ عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی بشارت اللہ بن
 مولوی کرامت اللہ کے ساتھ ہوا جو اپنے والد کی حیات میں لا ولدا انتقال کر گئیں مولوی فقیر اللہ
 کا انتقال یوم شنبہ ۱۲۹۹ھ میں ہوا چونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور موصوف نے
 اپنے بیٹے مولوی محمد حسین بن مولوی شائق کے حق میں اپنی اکثر جائداد کی وصیت کی تھی اور
 کچھ اپنے بھائی مولوی کرامت اللہ کے حق میں وصیت کی تھی مولوی کرامت اللہ کی بیٹی
 سے وہ جائداد مولوی محمد حسین صاحب کو ملی اور بعد انتقال مولوی محمد حسین صاحب کے
 بوجہ ان کی اولاد ہونیکے سب جائداد حصہ چارم زدہ جبکہ چھوڑ کر میرے والد مولوی شرافت اللہ
 بن مولوی کرامت اللہ کو ملی زدہ مولوی فقیر اللہ کا انتقال ۱۳۰۲ھ میں ہوا۔
 مولوی فخر الدین بن مولوی ظفر احمد بن مولوی قدر علی نواسہ مفتی محمد یعقوب کے
 والد اور دادا اور دیگر خاندان والوں کا تذکرہ بطور ضمیمہ آخر میں کیا جائیگا۔

حرف القاف

قطب الملتہ والدین حضرت قطب شہید کا تذکرہ اول کتاب میں گذر چکا۔
 مولوی قطب الدین بن مولوی غلام محی خان بن مولوی غلام دوست محمد بن ملا حسن
 نبیرہ ملا اسعد کتب درسیہ مفتی محمد دوست بن مفتی محمد مقرر اور مولانا عبدالحمیم بن مولوی عبدالرب
 اور مولانا ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ سے پڑھ کر فرغت حاصل کی۔ اکابر علماء میں سے تھے۔
 مدت اچھتر تدریس و تالیف و خدمت علم میں بسر فرمائی۔ نہایت ذکی اور قابل جامع معقول اور
 منقول عالم تھے۔ جن میں سکونت اختیار فرمائی تھی وہاں تدریس و افتاء میں مصروف رہے
 اسکے بعد حیدرآباد تشریف لیگے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا

عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کے تصانیف میں سے معارج العلوم اور مدارج العلوم مصنفہ ملا حسن کی شرحیں اور زواہر اللہ کے حواشی اور ضابطہ تہذیب کا محل اور سورہ پوسٹ کی تفسیر ہے آپ کا عقد اولاً گدھی بیلول ضلع بارہ بنکی میں ہوا جسے تین صاحبزائے مولوی اسحاق اور مولوی الیاس اور مولوی پوسٹ پیدا ہوئے۔ بنارس میں آپ نے زن اجنبیہ سے عقد کیا۔ جسے چار صاحبزائے مولوی حیدر اور مولوی سلیمان اور مولوی عیسیٰ اور مولوی محمد عمر پیدا ہوئے۔ ان سب کے حالات اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہیں۔

مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد ممدی بن مفتی محمد پوسٹ بن مفتی محمد صغیر بن ملا سعید کتب درسیہ اپنے دادا سے پڑھیں حفظ قرآن بھی کیا۔ فکر سعادت میں حیدر آباد تشریف لیگئے آپ کا عقد حیدر آباد ہی میں مولانا ظہور علی کی صاحبزادی یعنی حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی خالہ سے ہوا جسے اولادین متعدد ہوئیں مگر صرف ایک صاحبزائے مولوی محمد پوسٹ نے زندہ ہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی بیوی کا ان صاحبزائے کی پیدائش کے سلسلہ میں انتقال ہو گیا۔ اسکے بعد مولوی محمد قاسم صاحب نے حیدر آباد میں بیرون فرنگی محل عقد کیا تھا جسے اولاد موجود ہے مگر چونکہ ان کے مالکات معلوم نہیں ہیں اس لیے نہیں کہہ سکتے۔ مولوی محمد قاسم صاحب اکثر حیدر آباد میں مقیم رہے اپنے صاحبزائے کے عقد میں شرکت کیلئے لکھنؤ آئے تھے اسکے بعد آخر عمر میں تشریف لائے تھے جب میں نے بھی زیارت کی تھی نہایت ضعیف اور معذور ہو چکے تھے بلاخر ۱۳۲۳ھ میں انتقال کیا انکی بی بی مولوی محمد پوسٹ صاحب کی وفات ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ میں ہوئی مولانا قیام الدین محمد عبدالباری اور مولوی قطب الدین عبدالوالی اور مولوی محمد قائم عبدالقیوم کے حالات حرف میں میں مذکور ہو چکے ہیں

حرف الکاف

مولوی کلیم اللہ بن مولوی رحیم اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی غلام بیچ خان خیر پور ملا سعد آپ نے کبھ تحصیل کتب ابدائی انگریزی کی تعلیم حاصل کی اسکے بعد حیدر آباد تشریف لیگئے اور سند وکالت حاصل کر کے حیدر آباد ہی میں اپنے ماموں کے ساتھ وکالت شروع کی اب بھی مع بیوی کے حیدر آباد میں مقیم ہیں پہلا عقد آپ کا آپ کی ماموں زاد بہن دختر کلان

مولوی غلام محی الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ کے ساتھ ہوا جو لادلفورٹ ہو گئیں دوسرا عقد مولوی غلام محی الدین کی چھوٹی دختر سے ہوا جسے اب تک کوئی اولاد نہیں ہے۔ بیعت آپ کو حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

مولوی محمد کریم بن مولوی محمد ابراہیم بن مولوی علی محمد بن ملا معین نبیرہ ملا سعید۔ اپنے والد ماجد کے ساتھ حجاز میں ہے بعد والد ماجد کے انتقال کے لکھنؤ واپس آ کر کتب ابتدائی اپنے چچا مولانا عبدالباقی صاحب سے پڑھے تقریباً دس برس ہندوستان میں مقیم ہے اسکے بعد ہجرت کر کے مدینہ شریف میں قیام کر لیا وہاں عقد بھی کیا مگر اولاد نہیں ہوئی مدینہ منورہ ہی میں لادلسہ میں انتقال کیا۔

مولوی ابوالکرم بن مفتی محمد یعقوب کے حالات حرف الف میں مذکور ہو چکے۔ مولوی محمد کامل بن مولوی محمد اسلم بن مولوی محمد اکرم بن مولانا نسیم نبیرہ بکھرا علوم کتب ابتدائی اپنے والد ماجد سے تحصیل کر کے کچھ زمانہ تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم پائی ایسے نو رسی کے امتحانات کی تیاری کو ہے ہیں۔ ہنوز ناکتھا ہیں۔ خدا علم نصیب کرے مولوی کمال الدین بن مولوی عطاء الدین نبیرہ ملا رضا تحصیل علم کی بالکل نوبت نہیں آئی مدت اچھڑ اپنے نامال سبھ ضلع بارہ بنگلی میں قیام رہا زمیندارانہ بسر کی اور سبھ ہی ہیں اپنے والد کی زندگی میں انتقال کیا عقد آپ کا اولاد مولانا علاؤ الدین بن مولانا انوار الحق کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی غفر بن مالک العلماء پیرا ہوئیں ان بیوی کی وفات کے بعد دوسرا عقد آپ کا سبھ ضلع بارہ بنگلی میں چودھری حبیب علی بن چودھری رستم علی کی صاحبزادی سے ہوا (جو آپ کی سوتیلی ماں کی بہن تھیں) یہ بیوی شوہر کے بعد لادلفورٹ ہوا لیکن اب فرنگی محل میں مولوی کمال الدین کی نسل صرف انکی نواسی زوجہ مولوی علی محمد بن ملا معین سے باقی ہے۔

مولوی کرامت اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بن مولوی سعد الدین نبیرہ ملا ومن یعنی میرے جد امجد مغربی میں اپنے والد کے نامال ہی میں سکونت رہی اسلئے نوبت فوت و خاندان کی جب لکھنؤ آئے تحصیل علوم شروع کی مولانا امین اللہ بن مولوی اکبر اور مولانا

نعت الشہین مولانا نور اللہ اور مولانا قدرت علی نورانی مفتی محمد یعقوب کے علم حاصل کر کے فاضل التحصیل ہوئے تھوئے زمانہ تک تدریس میں مصروف رہے اسکے بعد فکر معیشت کی ریاست منکا پور ضلع گونڈہ میں منیجر ریاست مقرر ہوئے اسکے بعد اناؤین جہان ایک عقد بیڑن فرنگی محل کر لیا تھا اسی سلسلہ میں وہاں جا کر ادب بھی خرید کی تھی مستقل قیام کر لیا اور ۳۲ صفر ۱۳۲۵ کو اناؤین انتقال کیا منشی لکھنؤ لا کر باغ مولانا انوار میں دفن کی گئی۔ آپ کا عقد اول دختر مولانا محمد حامد نبیرہ مولانا انوار الحق سے ہوا جنسے دو صاحبزادے مولوی بشارت اللہ اور میرے والد مولوی شرافت اللہ اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔ صاحبزادی کا عقد مولوی مہم صام الحق بن مولوی نظام الحق کے ساتھ ہوا۔ مولوی بشارت اللہ اور صاحبزادی کا انتقال اپنے والدین کی حیات میں ہو گیا سب کے حالات اور پرگزر چکے ہیں۔ مولوی کریم اللہ صاحب کو بیعت حضرت حاجی شاہ وارث علی دہوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

حرف اللام

مولوی لمعان الحق بن مولانا برہان الحق نبیرہ مولانا انوار الحق۔ کتب درسیہ اپنے والد ماجد اور مولانا عبد الحکیم نبیرہ بھر العلوم اور مولانا نعیم بن مولانا عبد الحکیم سے پڑھ کر فراغت حاصل فرمائی کبرنی تک خدمت علم ظاہری فرماتے رہے آخر عمر میں علوم باطنیہ کی جانب زیادہ توجہ ہو گئی تھی مثل اپنے بزرگوں کے مدت العمر مسجد باغ مولانا انوار میں ظہر سے لیکر عشا تک ہدایت خلق میں مصروف رہتے آخر شعبان سے ختم رمضان تک اعتکاف فرماتے نہایت فرشتہ فصاحت اور وجہ بزرگ تھے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۳ میں انتقال فرمایا اولاً آپ کا عقد حضرت مولانا عبد الوالی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو لا ولد فوت ہو گئیں۔ دوسرا عقد آپ کا سید محمد مرتضیٰ بخنوری کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا جنسے تین صاحبزادے مولوی غنی الحق اور حکیم مولوی دلہاج الحق اور حکیم مولوی امتیاز الحق اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے حالات اپنی جگہ پر مذکور ہیں لڑکیوں میں سے بڑی صاحبزادی کا عقد کا کوری محلہ قاضی گڑھی میں ہوا جو لا ولد والدین کی حیات میں فوت ہو گئیں۔ دوسری کا عقد محمود میان زمیندار بانسہ شریف کے ساتھ ہوا جو لا ولد فوت ہو گئے۔

بیوہ اب تک اپنے والدین کے گھر میں موجود ہیں۔ تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ خورشید حسن صاحب
بختوری کے ساتھ ہوا۔ اور چوتھی صاحبزادی کا عقد شیخ قطب الدین فختوری کے ساتھ یہ دونوں
اپنے والد کے بعد انتقال کر گئیں۔ دونوں کی اولاد بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ پانچویں صاحبزادی
کا عقد شیخ ریاض الدین احمد برادرزادہ مولوی نظام الدین حسن دکیل نیوتوی کے ساتھ ہوا
جو ماشاء اللہ صاحب اولاد اور حیات ہیں اور خوجہ ضلع بلند شہر میں اپنے شوہر کے ہمراہ
مقیم ہیں مولانا المعان الحق کی زوجہ اب تک حیات ہیں۔

حرف المیم

مولوی مراد اللہ بن مولوی نعمت اللہ نیر ہلالا اسعد کتب درسیہ اہل سے لیکر آخر تک اپنے
والد ماجد سے بڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے نہایت قابل اور مستعد اور نیک نفس متقی پرہیزگار تھے
والد ماجد کی موجودگی ہی میں علقہ درس بہت وسیع ہو گیا تھا اور تلامذہ آپ کے طریقہ تدریس سے
نہایت خوش رہتے تھے باوجود اسکے آپ نہایت متواضع اور متکسر المزاج تھے والد ماجد کو اپنی
اطاعت اور سعادت مندی سے اس قدر خوش رکھا کہ میرے والد تذکرہ کرتے تھے کہ مولانا نعمت اللہ
صاحب ان صاحبزادے پر فخر کرتے تھے ایک عرصہ تک بروڈہ میں خدمت علم میں مصروف رہے
جب مولانا عبد الرحیم بن مولوی امین اللہ جو مولوی مراد اللہ صاحب کے چھوٹے زاد بھائی تھے
سفر حج کو جانے لگے تو مولوی مراد اللہ صاحب اُن سے ملنے بروڈہ سے بیٹھ گئے اور اسکے بعد اُن کی
ہمراہی میں حج و زیارت کو چلے گئے۔ سفر حج میں قرآن فیض حفظ کیا۔ اس سفر میں مولانا کو
اس سال کی شکایت ہو گئی تھی وہی دہی پر لکھنؤ میں پوری کوشش سے علاج ہوا مگر مرض بڑھتا
گیا جون جون دوا کی میرے والد بیان کرتے تھے کہ انتقال سے ایک دن پیشتر جبکہ حالت
بہت خراب تھی مولانا کے ہوش و حواس درست تھے تمام اعزہ و تلامذہ جمع تھے مولوی فضل اللہ
صاحب آپ کے منجملہ بھائی نے پاس آکر فلسفہ اور حکمت کے کچھ اہم مباحث کے متعلق درسیات
کرنے شروع کیا تمام اعزہ کو ایسے وقت میں دماغ پر بار ڈالنا نہایت ناگوار تھا مگر مولانا
مراد اللہ نے تھوڑا سا سکوت کر کے ان مباحث کے متعلق بیان کرنا شروع کیا اور اس قدر

خوبی سے بیان کیا کہ حاضرین علماء سب قابلیت علمیہ کے تعریف کرنے لگے مولوی فضل اللہ صاحب نے
 نہایت دروس سے دو کر کہا کہ انیسویں ایسا بے مثل اور قابل عالم خدمت ہو رہا ہے اور ہم کچھ نہیں
 کر سکتے۔ تمام حاضرین پر گریہ طاری ہو گئی۔ بار خیرہ رجب مسئلہ کو لاؤ اور انتقال کیا والد ماجد
 کو ایسے قابل اور لائق صاحبزادے کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا۔ مولانا مراد اللہ کا عقد آپ کی
 چچا زاد بہن دختر مولوی اسد اللہ کے ساتھ ہوا تھا جو شوہر کے بعد ۲۳ سال حیات رہیں اور
 ۲۵ رجب مسئلہ کو انتقال کیا۔ مولانا مراد اللہ کے سلسلہ تلمذ میں مولانا صیب الرحمن رہی
 بھی داخل تھے۔

مولوی معین الدین بن مولوی غیاث الدین بن مولوی غلام مرتضیٰ نمبرہ ملا اسعد۔
 آپ نے کتب رسمہ حاصل کرنے کے بعد انگریزی پڑھنا شروع کی انٹرس پاس کرنے کے ولایت
 لکھنے اور وہاں امتحان پیرسٹری اور بی۔ اے کا پاس کیا سلسلہ مدین و من واپس آئے
 اور لکھنؤ میں وکالت شروع کی کامیابی سے اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا عقد شیخ
 رضی الدین احمد پوری بیرسٹر گزٹڈہ کی دختر سے ہوا دو لڑکے اور دو لڑکیاں اس وقت بفضلہ
 تعالیٰ موجود ہیں یہ سب خود سال ہیں۔ لڑکوں کے نام جلال الدین اور مشیر الدین ہیں
 خدا سب کو زندہ و سلامت رکھے ملا حسن کا سلسلہ نسل فرنگی محل میں اب ختم ہے۔
 مولوی محمد بشیر بن مولانا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب شہید کتب درسیہ حضرت
 استاد السند کی خدمت میں پڑھ کر فایز التحصیل از جید عالم ہوئے قوت علمی آپ کی بہت
 زبردست تھی اکثر ایسا ہوا کہ ملا حسن اور ملا احمد حسین بن ملا رضا سے اور آپ سے تفسیر بیضاوی
 یا ہدایہ کے متعلق کسی امر میں مذاکرہ علمیہ ہوتا اور آپ دلائل قویہ سے ایسے مطالب بیان فرماتے
 کہ دونوں صاحب تحسین کمر تے۔ فکر معیشت کو جو کچھ اتفاق تدریس ہو سکا اولاً اکبر یا خان
 ہمراہ سوار و نہیں ملازمت کی اسکے بعد تھوڑے زمانہ تک باندہ میں میر باقر قلندر کیپر کے
 تحصیلدار رہے۔ باوجود ملازمت مطالعہ کتب میں ہمیشہ مصروف رہتے اور خاص کر بیضاوی اور
 ہدایہ میں ہمارت کاملہ حاصل کی تھی۔ مولانا اعزہ کے ساتھ نہایت سلوک فرماتے اپنے
 سوتیلے بھائی بن مولانا نواز الحق اور مولانا نواز باہر الحق کی باپ کیپر سے نہایت شفقت سے

پہرہ فرمائی جو اچھی چیز آپ کو ملتی وہ بیٹوں کے بجائے بھائیوں کو دیتے ملا محبت اللہ مرضی اللہ
 میں مبتلا تھے بھائیوں نے بیٹوں سے زائد خدمت کی جب انتقال ہوا تو مولانا انوار الحق
 نے ارشاد فرمایا کہ آج میں یتیم ہو گیا۔ مولانا محبت اللہ کا انتقال مریض اسہال عالم شاہ کے
 عہد میں ہوا۔ آپ کے دو عقد ہوئے پہلا عقد شیخ غلیل الرحمن بن شیخ فیض اللہ بن شیخ طاہر صدیقی
 لکھنوی کی دختر سے ہو چکے دو صاحبزائے ملازمین اور ملا حبیب اللہ پیدا ہوئے۔ ان
 بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا عقد شیخ محمد شاہ صدیقی لکھنوی کی دختر سے کیا جسے ایک
 صاحبزائے مولوی محمد اسحاق اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں صاحبزادی کا عقد مولانا نور محمد
 بن مولانا انوار الحق کے ساتھ ہوا۔ سولے ملازمین کے سب کے اذکار مذکور ہو چکے ہیں۔
 مولوی محمد حسین بن ملا محبت اللہ مذکورہ بالا مولانا بھر العلوم کے بعد سب کے زائد کثیر التعلقات
 اور بے مثل حل مطالب کر نیوئے جامع معقول اور منقول مادی فروع و اصول و اعظ و
 محدثے۔ کتب درسیہ اول سے لیکر ختم تک ملا حسن سے پڑھیں اور فاتحہ الغرغری بھی انھیں
 سے پڑھا زمانہ تحصیل ہی سے آثار ذکاوت و جدت طبع نمایان تھے استاد اپنے لائق شاگرد کی
 قابلیت کو دیکھتے اور خوش ہوتے۔ تحصیل سے فراغت کے بعد تدریس و تالیف کا سلسلہ
 شروع ہوا۔ حلقہ درس استاد کے سامنے وسیع اور مشہور ہو گیا ملا حسن جب رامپور تشریف
 لائے۔ ملا حسن کے تلامذہ اور اکناف و اطراف کے طلبہ علم نے آپ کی خدمت میں تحصیل علم
 شروع کیا اور آپ کا شہرہ علم دور دور ہو چکا تلامذہ کی کثرت آپ کے حلقہ درس میں سب
 بے محصوروں سے زائد ہو گئی۔ عوام و خواص سب کی نظر و بین آپ محبوب اور معزز و محترم
 ہو گئے اہل مال و دولت قدم پیر نچا کر کرتے اور آپ کے جانب توجہ بھی نہ فرماتے
 ہر جمعہ کو مسجد فرنگی محل میں وعظ فرماتے ایسا شیریں بیان اور پرتا شیر وعظ ہوتا کہ ہر وعظ
 میں سیکڑوں آدمی موجود ہوتے اور جیسے ہی وعظ شروع ہوتا لوگ زار و قطار رونا
 شروع کرتے میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ مولانا حسین کا وعظ ایسا موثر ہوتا تھا کہ
 جیسے ہی وہ فرماتے کہ اللہ علشانہ فرماؤ تمہارا حاضریں بقرار ہونے لگتے۔ ہزار ہا
 احادیث اپنی یاد سے وعظ و بین بیان فرماتے جس سے علم حدیث میں کمال و وسعت نظر

معلوم ہوتی تھی خود ہی نہایت رفیق القلب تھے اکثر وعظ میں خود بھی بہت روتے اور حاضرین روتے
 روتے بے حال ہو جاتے۔ مزاج میں نخوت اور تکبر نام کو نہ تھا اپنے زمانہ کے علما کی عورت و احرام
 فرماتے باوجود بڑے معقولی ہونیکے بزرگان دین سے نہایت خوش عقیدہ تھے مولانا شاہ حقانی
 رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زائد اعتقاد تھا حضرت شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اکثر حاضر
 ہوتے۔ ملا حسن جب رامپور گئے ہیں تو ملا مبین نے حضرت شاہ شاکر اللہ سے ملا من کے جانکا
 حال بیان کیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملا مبین اب تمھارا ہی نام ہم نے ملا حسن
 رکھ دیا جاؤ خدمت علم کرو اور کچھ تردد نہ کرو۔ حضرت مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ
 اعتقاد تھا۔ شاہ حقانی صاحب نے سب عامہ عنایت کیا تھا جبکہ مستقل آپ نے صاحبزادہ کو وصیت
 فرمائی تھی کہ قبر میں ساتھ رکھ دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ایک تلخ مددیشاں بھی آپ کو شاہ
 صاحب نے عنایت کیا تھا جو اب تک محفوظ ہے اور ملا مبین کے نبیرہ مولوی عبدالہادی صاحب کے
 پاس ہے۔ ملا مبین کے تعانیف بہت ہیں اور سب میں طلبہ اور مدرسین دونوں کیلئے اس میں فضا
 مل معائب کیا گیا ہے کہ میا ختہ زبان سے نکلتا ہے کہ لا عطر بعد العروس پھر اسکے ساتھ نوادر
 متفرقہ اور مضامین متناسبہ اس کفر سے آپ کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں کہ بعض اہل علم
 کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ربانو صیف والا ضافہ، ملا وہ ہر درسی کتاب پر تعلیق کے
 مستقل تاالیفات حسب ذیل ہیں۔ شرح سلم العلوم کامل۔ شرح مسلم الشہد تا ختم مبادی کلامیہ عوشی
 زواہر ثلثہ۔ حل بحث ثلثہ بالکثر یرد کو ردہ صدر۔ رسالہ فی الزکوۃ کنز الحسنات فی مسائل الزکوۃ
 شرح اسمائے۔ ترجمہ حکایات اصحابین۔ شرح تبصرہ تصوف میں۔ وسیلۃ النجاة احوال
 لائے عشر میں۔ رسالہ مسائل موم میں۔ جواہر الفوائد۔ انہیں سے شرح سلم و سلم اور حواشی
 زواہر ثلثہ اور وسیلۃ النجاة سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ وسیلۃ النجاة کسی شیعہ دوست کی
 فرمائش و بحث کے نتیجہ میں لکھی گئی ہے۔ فضائل رجال میں گوروایات ضعیفہ پر بھی اعتماد
 کیا جاسکتا ہے مگر بعض روایتیں اس کتاب میں مدعی سے بھی متبادر ہو گئی ہیں۔ ملا مبین
 کا انتقال ۶۷ سال کی عمر میں ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۲۵ھ کو ہوا۔ ملا مبین کے دو عقد ہوئے
 اولاً دختر ملا حسن سے عقد ہوا جو ملا مبین کی بھوپوزادہ بن تھیں اُسے جب کوئی اولاد

کا ذکر حرت مارین گذرا۔

مولوی محمد مقیم بن مولوی محمد عظیم بن مولوی محمد باہیم خیرہ ملا معین مذکورہ بالا کتب عربیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر مولوی کی سند حاصل کی اسکے بعد فکر معاش کی جانب توجہ کی طب بھی کچھ حاصل کی مگر اسکے ترک کر کے بمبئی چلے گئے وہاں تجارتی کاروبار کر رہے ہیں تاہنوز عقد نہیں ہوا ہے۔

مولوی مجیب اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نعیم اللہ خیرہ مولانا محب اللہ مذکورہ بالا کتب درسیہ اپنے مولوی فضل اللہ بن مولوی نعمت اللہ اور مولوی فضل حسن بن مولوی ظہور علی سے پڑھے۔ بعد فکر معیشت میں حیدرآباد تشریف لے گئے اور سند و کالت حاصل کر کے حیدرآباد میں وکالت کر رہے ہیں۔ آپ نہایت نیک نفس آدم مرخان مرغ طبیعت رکھتے ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جنہیں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ منہج البیان شرح میزان۔ الافادہ فی باب الشہادۃ۔ رسالہ جواز غرق و الدیام فلک۔ آپ کا عقد اول مولانا عبدالرزاق بن مولانا جمال الدین کی صاحبزادی سے ہوا اور انکے انتقال کے بعد دوسرا عقد مولانا عبدالنبا سطر بن مولانا عبدالرزاق کی صاحبزادی سے ہوا ان دونوں بیویوں کا اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی اور یہ دونوں بیویاں انتقال کر گئیں انکے بعد تیسرا عقد آپ کا ایمٹی شعل لکھنؤ میں شیخ غلام احمد وکیل کی دختر سے ہوا جو ایک نر و سال برس کے کوچھوڑ کر ۱۳۲۵ھ میں انتقال کر گئیں اور اسکے کا نام نعیم اللہ ہے اور سلینہ والدہ کے ہمراہ حیدرآباد میں مقیم ہے۔ مولوی مجیب اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہو۔

مولوی مجیب اللہ بن مولوی احسان اللہ مذکورہ کتب درسیہ اپنے مولانا عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا انعام اللہ بن مولوی انعام اللہ سے پڑھے۔ بعد اور طب بھی حاصل کی فکر معیشت میں حیدرآباد چلے گئے اور وہاں سند و کالت حاصل کر کے اپنے بھائی کے ہمراہ وکالت کرنے لگے ۳ صفر ۱۳۲۵ھ میں حیدرآباد میں انتقال کیا آپ کا عقد دختر مولوی فخر الدین بن مولوی قفر احمد خیرہ مولوی قمر علی کے ساتھ ہوا جو دو صاحبزادیوں اور تین صاحبزادے چھوڑ کر بمبئی میں ۲۷ رجب ۱۳۱۵ھ روز چار شنبہ فوت ہو گئیں دونوں لڑکیاں ناکندہ فوت ہو گئیں صاحبزادہ کے

نام مولوں حافظہ روح اللہ اور مولوی نور اللہ اور مولوی ثناء اللہ تین جنکے حالات اپنی جگہ پر
 مذکور ہیں۔ مولوی محمد اللہ کو بیعت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔
 مولوی مسیح اللہ بن مولوی خلیل اللہ بن مولوی حنیف اللہ بنیرہ ملاحب اللہ نہ کر رہا بالہ
 کتب ربیعہ پڑھنے کے بعد بوجہ محنت عشرت کے فکر معیشت کی جانب توجہ کی۔ پٹنہ میں مولوی
 خدابخش خان کے مشہور کتب خانہ کے مہتمم مقرر ہو گئے اور مدت اربعہ وین قیام رہا اور وہاں
 غالباً سترہ مین انتقال کیا۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا
 عقد اولاً مولانا ولی اللہ بن مایب اللہ کی دختر خرد سے ہوا جو دو صاحبزادیاں چھوڑ کر دنیا
 پا گئیں۔ دوسرے عقد اپنے موصی منیع بارہ بنگلی میں کیا جسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی
 پیدا ہوئے ان میں سے ایک بھی بمرض طاعون و محرم سترہ مین انتقال ہو گیا۔ مولوی مسیح اللہ
 صاحب کی پہلی دھون صاحبزادیوں کا عقد کا کوری میں ہوا بڑی صاحبزادی کا عقد شیخ عزیز حسن
 ہوا۔ شیخ عزیز حسن کو بیعت حضرت مولانا عبدالوالی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ شیخ عزیز حسن صاحب
 کا سترہ مین انتقال ہو گیا اور ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی یا دو گار چھوٹے صاحبزادہ
 کا نام مولوی کریم حسین تھا اور صاحبزادی اپنے خالہ زاد بھائی شیخ مشکور علی بن شیخ حکیم محمد علی
 کو منسوب ہوئیں۔ مولوی کریم حسین نے کتب عربیہ ختم متوسطات تک میرے ساتھ پڑھے اور مدرسہ
 عالیہ نظامیہ میں ملازم ہو گئے مدت کے بعد حیدرآباد چلے گئے وہاں ملازمت کر لی سترہ مین
 ایک خرد سال لڑکا چھوڑ کر بوائے طاعون انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کے اس خرد سال
 لڑکے نے بھی بعد کو انتقال کیا۔ مولوی کریم حسین صاحب کا عقد انکی چچا زاد میں شیخ اعجاز حسین
 کا کوڑی کی ہمشیرہ سے ہوا تھا بوجہ جنگ حیدرآباد میں اپنے بھائی کے پاس مقیم ہیں۔ مولوی
 مسیح اللہ صاحب کی بھیلی صاحبزادی کا عقد حکیم شیخ محمد علی کا کوڑی کے ساتھ ہوا انکے شوہر
 کا سترہ مین انتقال ہو گیا۔ ان صاحبزادی کے چار صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں تھیں
 جن میں اس وقت بفضلہ تعالیٰ پانچ صاحبزادیاں اور چاروں صاحبزادے حیات میں۔ صاحبزادہ
 نام حسب ذیل ہیں۔ منشی منظور علی منشی مشکور علی منشی عزیز علی منشی سعید احمد سب نے تعلیم
 انگریزی حاصل کی منشی منظور علی محکمہ ذراعت میں ملازم ہیں ان کا عقد اولاً منشی الطہر علی صاحب

وکیل کا کوڑی کی چوٹی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مشہود علی کو چھوڑ کر انتقال کر گئیں۔
 مشہود علی مسلم پوچھوڑی میں پڑھ رہے ہیں۔ منشی منظور علی صاحب کا دوسرا عقد دختر منشی
 عبد اعلیٰ کا کوڑی کے ساتھ ہوا جسے تین لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ منشی مشکور علی
 کا عقد انکی خالہ زاد بہن دختر شیخ عزیز حسن کے ساتھ ہوا جسے تین لڑکے محمد حسین احمد اور محمد
 معین احمد اور محمد حسین احمد اور دو لڑکیاں اسوقت ہیں منشی حسین احمد طلب پڑھ رہے ہیں۔
 اور معین احمد انگریزی اٹاوا میں پڑھ رہے ہیں بقیہ خرد سال ہیں۔ منشی عزیز علی کوٹہراٹو
 بنک میں ملازم ہیں اور بسلسلہ ملازمت ہر دوئی میں مقیم ہیں اور تازہ عقد نہیں ہوا ہے
 محمد سعید احمد آئس اسکول میں پڑھ رہے ہیں اور ابھی عقد نہیں ہوا ہے مکیم محلے صاحب کی
 لڑکیوں میں سے ایک لڑکی منشی محمد طویل کا کوڑی کو منسوب ہوئی دوسری منشی نور الحسن کا کوڑی
 کو منسوب ہوئی اور دونوں لادلفوت ہو گئیں تیسری لڑکی نائندافوت ہو گئی چوتھی کا عقد
 اپنے چچا زاد بھائی مولوی وصی علی کا کوڑی کے ساتھ ہوا ہنوز کوئی اولاد نہیں ہے پانچویں
 کا عقد اپنے چچا زاد بھائی منشی بشیر علی کے ساتھ ہوا جسے خرد سال لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں
 چھٹی کا عقد مولوی سخاوت اللہ بن مولوی ہرایت اللہ فرنگی محلی کے ساتھ اور ساتویں کا
 مولوی سمیع اللہ بن مولوی حبیب اللہ فرنگی محلی کے ساتھ ہوا ان دونوں کی اولاد کا ذکر اوپر
 ہو چکا ہے۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی کا عقد منشی احترام علی بن منشی اقصام علی رئیس بن منشی
 اقیار علی وکیل کا کوڑی کے ساتھ ہوا جسے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں موجود ہیں۔ مولوی
 مسیح اللہ کی چھوٹی صاحبزادی کا عقد اپنے خالہ زاد بھائی شیخ عبد المنفی بن شیخ غلام نبی مولوی
 ساکن چتر کے ساتھ ہوا جو خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔ پسران مولوی مسیح اللہ کے حالات
 انہی جگہ پر مذکور ہیں۔ مولوی مسیح اللہ کی اولاد میں تین لڑکے صاحبزادے مولوی حبیب اللہ کے
 سب خدا کے فضل سے حیات ہیں بڑی صاحبزادی فرنگی محلی ہی میں مقیم ہیں۔

یہ وہاں کے ایک صاحبزادے کا نام ہے جو صاحبزادی کے ساتھ مقیم ہیں

مولوی منہاج الحق بن مولوی امان الحق مذکور آپ نے قرآن شریف حفظ کیا اور علوم
 دینیہ پر محکم فکر معیشت کی جانب توجہ کی ایک عرصہ تک مطبع یوسفی میں کام کرتے رہے شوال ۱۳۲۸
 میں بھارت ہینہ انتقال کیا آپ کا عقد داتا گنج بخش امیران ساکن سرحد ضلع بارہ بنگی کی دختر سے ہوا جو اپنے شوہر کے

تھوڑے زمانہ کے بعد انتقال کر گئیں دو بڑے بھائی اور ایک بڑا بھائی کا ذکر سال یا دو گار پھوٹے بڑے بھائی انصاف
 بنی میں انتقال کر گئیں۔ بڑا کا جس کا نام مصباح الحق ہے امداد المومنین ہو مدرسہ عالیہ نظامیہ
 میں اپنے چچا مولوی ضیاء الحق کی زیر تربیت تعلیم پا رہا ہے خدا کو زندہ و سلامت رکھے۔
 مولوی ممتاز الحق بن مولوی امان الحق بنیرہ مولوی انوار الحق۔ کتب عربی و متوسطات کے
 ختم تک مولوی عبد الباقی صاحب مدرسہ مولوی عبد الحمید صاحب مدرسہ حضرت استاد رحمۃ اللہ
 علیہ سے پڑھے اسکے بعد علم طب حکماء و جہولاء سے حاصل کیا۔ ایک مدت تک بارہ بنکی
 میں کامیابی سے مطب کرتے رہے ۲۱ رمضان ۱۳۱۷ھ کو بجا رفتہ ہیضہ انتقال کیا۔ انش کفنوا
 لا کر مولوی انوار صاحب کے باغ میں دفن کی گئی۔ عقد آپ کا اولاد تیرہ ضلع بارہ بنکی میں حکیم
 عبدالغفور مسووی کی دختر سے ہوا جو بجا رفتہ طاعون انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد آپ کا مولوی
 ایاس بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیگ خان کی دختر سے ہوا جنکی ان شوہر سے
 کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

مولوی منظور الحق بن مولوی فضل حق بن مولوی امان الحق مذکور۔ نے ابتدائی کتب
 عربی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھے اسکے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں تعلیم ادب حاصل کی۔
 اور سرکاری امتحانات میں کامیابی حاصل کی اسکے بعد گورنمنٹ اسکول میں مدرس عربی
 مقرر ہوئے۔ فی الحال لکھنؤ جوہلی ہائی اسکول میں مدرس ہیں۔ عقد آپ کا ۲۹ رشتبان
 ۱۳۲۵ھ میں سدھوہ ضلع بارہ بنکی میں شیخ شاد احمد کی دختر سے ہوا ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔
 مولوی حکیم معراج الحق بن مولوی حکیم دہاج الحق بن مولوی امان الحق مذکور۔
 حروف لام۔ کتب عربیہ مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر مولوی کی سند حاصل کی طب اپنے والد ماجد
 چل کر کے سند بھی حاصل کی اور اب اپنے والد ماجد کے قائم کردہ کالج و ہاجیہ نظامیہ طیبہ میں
 درس اور سرجری کا کام انجام دے رہے ہیں۔ عقد انکا حضرت استاد رحمۃ اللہ کی چھٹی صاحبزادی
 سے ہوا جو ۱۳۲۵ھ کو ہوا ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اللہم ارحمہم ولہذا صاحبنا۔

مولوی محمد ہمدی بن مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد انصاف بنیرہ ملا سید۔ آپ کی کنیت ابو کثیر تھی
 کتب درسیہ اول سے لیکر آخر تک اپنے والد ماجد سے پڑھ کر فراغت حاصل کی ایک زمانہ تک اپنے

عہدہ دارالعلوم کے کتب خانہ دارالعلوم کے کتب خانہ دارالعلوم کے کتب خانہ دارالعلوم کے کتب خانہ

والد کی قائم مقامی میں متولی اٹھائے۔ عمدہ جیڑادی سرکارانگریزی سے آپ کے سپرد ہوا تھا۔
 فہرست تدریس تین آئی اٹھائے سفر میں مسئلہ میں بمقام فیض آباد دریا میں غزن ہو کر وفات
 پائی۔ عقد آپ کا مولانا عبدالحکیم خیرہ مولانا بحر العلوم کی دختر سے ہوا جسے دو صاحبزادے
 مولوی محمد قاسم اور مولوی ابو محمد اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد حضرت
 مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا جنکا مکہ مکرمہ میں اپنے شوہر نامدار کی وفات کے بعد مسئلہ
 میں انتقال ہوا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی عبدالحق بن مولوی عبدالحکیم خیرہ بحر العلوم سے
 ہوا۔ سب کے اذکار اور پرہیز چکے ہیں۔

حرف النون

استاذ الہند العارف الکامل المولیٰ المحقق الصدوق المدقح ابو حنیفہ زمانہ جنید اوانہ وارث علوم
 سید المرسلین رحمۃ من حسنات حبیب رب العالمین مولانا نظام الشرع والملة والدین۔ تمام
 علمائے فرنگی محل کے باعتبار علم کے ابوالآباد۔ درس نظامی کے بانی اور طریقہ تعلیم کے موسس
 اعظم نظام الملک کے بیٹا صبر کو فتح ہے کہ اُسے غزالی اور امام الحرمین اور ابوالاسحاق اور
 اور سعدی کے ایسے اساتذہ اور شاگرد پائے تھے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو نظام الدین کے
 مدرسہ کے پڑھے ہوئے یا اس درس کے فیضیاب بھی اگلے بزرگوں کے مساوی نہ سہی تو کم از کم
 غزالی وقت اور امام الحرمین دوران اور ابوالاسحاق زمان یقیناً تھے علمائے فرنگی محل سے قطع نظر
 کرتے ہوئے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اس درس اور اسکے مدرسین و اساتذہ سے فیض
 پائے ہوئے علماء اس وقت بھی نظر آئینگے اور باوجود اُس کی مخالفت تمام ممکن تدابیر کے اس
 مدرسہ کے موسس اعظم کے بنائے ہوئے نصاب تعلیم کو ہندوستان کا حقیقی علم نہ بھول سکا
 اور بیکار نہ رہا۔ یہ آفتاب عزت و کمال سہالی کے قصبہ میں قطب شہید کے گھر سے طلوع ہوا
 اور تمام ہندوستان پر روشنی ڈال گیا۔ آپ کی ولادت کب ہوئی یہ کسی تذکرہ میں بصراحت
 نظر سے نہیں گذرا البتہ سب تذکرہ نویس اس امر پر متفق ہیں کہ آپ والد ماجد کی شہادت کے
 وقت ۴۴ سال کے تھے اور ملا قطب الدین کی شہادت یقیناً سن ۸۸۷ھ میں ہوئی اس لیے غالباً
 ولادت مسئلہ یا سن ۸۴۳ھ میں ہوئی۔ بہر حال کتب درسیہ والد کی حیات ہی میں پڑھنا شروع

کر دیتے اور شرع جامی پڑھ لے سکتے کہ والد ماجد کی شہادت ہو گئی۔ جن ظالموں نے شہید کیا
 تھا وہ حضرت قلب کی نفس کے ہمراہ آپ کو بھی قید کر کے لے گئے تھے۔ بڑی کوششوں کے بعد
 چار دن قید میں رہ کر رہائی ہوئی۔ آپ کے بڑے بھائی ملا سید سب کو لیکر جب فرنگی محل آئے
 اور اطمینان سے بیٹھا نصیب ہوا تو طلب علم کی فکر ہوئی جان جہان چشمہ علم بتایا اُس سے
 فیضیابی کی پوری کوشش کی اور لا دیوہ اور دیگر تصابات میں مختصرات پڑھے پھر ملا امان اللہ
 بناری کی خدمت میں جو آپ کے والد ماجد کے شاگرد تھے حاضر ہوئے اور اکثر علوم وہاں حاصل
 کیے کچھ ملا علی قلی جاسی سے بھی پڑھا اور فاتحہ الفراغ ملا غلام نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے
 پڑھا۔ رسالہ قلبیہ میں ہے کہ اکثر علوم ملا علی قلی سے اور فن امور عامہ ملا امان اللہ بناری سے
 اور رسالہ توحفہ ملا غلام نقشبند لکھنوی سے پڑھا واللہ اعلم۔ کچیس سال کی عمر میں تحصیل سے
 فراغت ہوئی اسکے بعد فرنگی محل واپس تشریف لائے اور خدمت علم شروع کی بھتیجوں سے
 ابتدا سے تدریس فرمائی تھوٹے ہی عرصہ میں ہندوستان بھر کے گوشہ گوشہ میں شہرہ ہو گیا۔ اکناف
 و اطراف ملک سے لوگ طلب علم کیلئے خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے مقصد میں کامیاب
 ہو کر واپس جاتے۔ آخرین حلقہ درس کی شہرت و عزت اس قدر زائد ہو گئی تھی کہ غالب علم نے
 کہیں بھی کتابیں ختم کی ہوں مگر فاتحہ الفراغ پڑھنے حضرت ہی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ علامہ
 آزاد بلگرامی تحریر فرماتے ہیں۔ اعتبار و اشتہار عظیم یافت امر و علماء اکثر قطر ہندوستان
 نسبت تلمذ بہ مولوی دارند و کلاہ گوشہ نقاروی کشند و کیسک سلسلہ تلمذ با و میر ساندین الفضلا
 علم اقبای از مولوی افراد و مردم بسیار یادیدہ شد کہ تحصیل جاہلے دیگر کردند و براسے اعتبار
 فاتحہ الفراغ از مولوی گرفتند لے ان قال۔ فقیر بہ تاریخ نوزدہم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ جلد ۱۰ لکھنؤ
 یک صحبت مولوی ایدیم طریقہ سلف صاحبین داشت و ششہ تقدس از نامیہ ہایون میثاقبت
 انتہا۔ باوجود اس شہرت و عزت کے حضرت نہایت متواضع و منکسر المزاج تھے کسی ایک
 شخص پر بھی کسی اعتبار سے اپنے حقوق کو پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی حضرت کی مرعہ کرتا تو
 اسکو زجر فرماتے۔ توکل علی اللہ ایسا تھا کہ مرثیہ کبھی کسی سے اپنی حاجت دوائی نہیں چاہی
 بعض اوقات متعلقہ تھے ہو جاتے مگر سولے مہر و شکر کے کسی کے سامنے شکر ابرو سے بھی تخلیف

کو ظاہر نہ ہونے دیتے تھے ہوتی پسید چٹانی پر بیٹھ کر درس دیتے۔ افتاد پر بیہ کاری ایسی کہ ہر دم خدا کی خدمت میں حاضر ہوتے تو غائبانہ ارشاد ہوتا کہ خبر دیت خیر دیتے کہ ان الذین آمنوا وعلوا الصالحات آتت جن۔ غرض کہ یہ مستغنی عن الاوصاف ذات تحصیل علم کے بعد تقریباً پچاس سال خدمت علم کرتی رہی بالآخر ہم جادی الاولیٰ سال ۱۳۸۷ھ یوم چہار شنبہ کو بعارضہ قرحہ مثانہ رحمت فرمائی۔ اور باغ مولانا انوار رحمۃ اللہ علیہ کے مغرب جانب اپنی ملک زمین پر دفن ہوئے۔ قبر مبارک اس وقت بھی مفید خاص و عام اور خاص کر مریضان علم کیلئے نسخہ شفا ہے۔ مشہور ہے کہ جسکو مطلب کتاب کا سمجھ میں نہ آتا ہو کتاب کھول کر مزار اقدس پر حاضر رہے اور دعا مانیت حضرت کے تو مجھ کو فوراً مطلب سمجھ میں آ جائیگا (دو ہجرب) مدت العمر درس علوم مقولہ کا شغل باجواز خربنگ رہا مگر خوش اعتقادی ایسی کہ کوئی بزرگ اور بزرگ ذاتے حاضر خدمت ہوتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور انکو اپنی جگہ پر بٹھاتے ۴۰ سال کی عمر تھی کہ نبی اسی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایک اسی صاحبزادے کی خدمت میں یہ آفتاب فضل و کمال حاضر ہوا اور اپنے فضل و کمال کو اس کے مبارک قدموں پر نثار کر کے دولت کو نین حاصل کی۔ فرنگی محل کا ایک بچہ کہ جانتا ہے کہ علم کی یہ دولت اس کے فائدہ ان کو اسی سید السادات کے بعد اجد کی متبرک دعاؤں سے اور اس سید السادات کی خدمت کی برکتوں سے حاصل ہوئی ہے۔ سولے چند افراد کے سب کے سب علمائے فرنگی محل کا جسطرح سلسلہ نسب قطب خمیدہ سے ملتا ہے اسطرح سلسلہ ارادت سید السادات قطب لاقطاب خمیدہ فی المحبت تک پہنچتا ہے بڑے بڑے منطقی فلسفی محدث مفسر مکمل اسی بابگاہ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ اساذ اللہ کے بعد مولانا احمد عبدالحق ملاحنا ملاح حسین مولانا بھوہر علوم ملاح حسن ملاح حسین ملاح ولی اللہ ملاح ولی محمد المتاخرین مولانا عبدالحق ملک العلماء امام الوقت مولانا عبدالباقی رحمہم اللہ سب اسی خرمین کے خوشہ چین تھے۔ حضرت اساذ اللہ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔ شرح مسلم الثبوت۔ شرح تحریر الاصول لابن الہمام۔ صیح صادق شرح منار الاصول۔ حاشیہ شرح عقائد جلالی۔ حاشیہ حواشی قدیمہ ودانیہ۔ حاشیہ صدرا۔ حاشیہ غمس باز فہ۔ شرح رسالہ مبارزہ۔ مناقب رزاقیہ یعنی ملفوظ حضرت سید السادات۔ رسالہ در بیان وکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے کرامات و مفصل حالات عمدۃ الوسائل میں مولانا ولی اللہ نے تحریر فرمائے ہیں ایک مختصر مضمون

تھوڑا زمانہ ہوا علامہ شبلی نعمانی مرحوم و منور نے بھی حضرت کے حالات پر شکل لکھا تھا۔ آپ کا عقد اولاً سالی میں شیخ محمد آصف کی صاحبزادی سے ہوا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی اسکے بعد حضرت میر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھتیجے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتشفہ کے مطابق دوسرا عقد شیخ محمد کریم بن شیخ محمد طیم بن ملا شاہ دلی محمد عثمانی حشمتی سترگمی کی دفتر سے کیا جسے ایک صاحبزادہ کامل لوجود مولانا عبدالحق بھر العلوم یادگار بلکہ فخر خاندان جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے۔ صاحبزادی کا عقد سالی میں اپنے بھوپو زاد بھائی شیخ سیف الدین کے ساتھ ہوا۔ ملا صاحب کے چند مشہور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں ارباب فرنگی محل میں سے آپ کے تینوں بھائیوں کے سب صاحبزائے ملا احمد عبدالحق و ملا عبد العزیز پسران ملا سعید قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد ملا احمد حسین و ملا عبدالحق پسران ملا رضا۔ آپ کے بڑے بھائی کے پوتے ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ آپ کے دوسرے بھائی کے پوتے ملا حبیب اللہ بن ملا احمد عبدالحق و مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز خود آپ کے صاحبزادہ مولانا بھر العلوم آپ کے شاگرد خاص ملا کمال الدین پنجوری جو آپ کے ابن عم تھے۔ مولانا شاہ عثمانی ٹانڈوی صاحب لکھنؤ مولوی عبدالرشید پنجوری حضرت شاہ شاکر اللہ سندیلوی سید ظریف عظیم آبادی مولوی غلام محمد برہم پنجوری مولوی محمد جمید دہلوی مولانا محمد مغربی تلمسانی مولانا غلام عمر شمس آبادی سید کمال الدین۔ مولوی عبداللہ میٹھوی۔ مولوی احمد لکھنوی مولوی غلام فرید محمود آبادی۔ قاضی مولوی قل احمد سترگمی۔ ایک کتاب کی پشت پر چین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اسٹاذ اہلند نے حدیث کی سند اپنے شاگرد ملا محمد مغربی تلمسانی سے حاصل فرمائی تھی واللہ اعلم۔

مولوی نور الدین ملا ولی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید تحصیل علم اپنے والد ماجد ملا ولی سے کی اثنائے تحصیل میں ملا ولی کی وفات ہو گئی بقیہ علوم کی تحصیل خیر آباد جا کر مولانا عبد الوہاب خیر آبادی تلمیذ ملا ولی سے کی اور فائزۃ الغریغ بھی انھیں سے پڑھا علاوہ دیگر علوم کے علم ریاضی کے اکثر شعبے خیر آباد ہی میں حاصل کیے۔ وطن واپس آکر خدمت عسکری شروع کی اور بموتاً تمام کتب معقولہ و منقولہ اور فاسکرفن ریاضی میں تجربا خاص پیدا کر لیا ریاضیاء میں جعفر ملا مولانا نور اللہ کو حاصل تھا آپ کے ہم عصر و نہیں کسی دوسرے کو ضمیمہ تھا۔ بلکہ علماء

ملا ولی کے سب سے بڑے فرزند ہیں اور آپ کے بڑے مولوی عمر بن عبداللہ صاحب لکھنؤ صاحب

فرنگی محل میں آپ اور آپ کے صاحبزادے مولانا نعمت اللہ کو جو بحر فنون بیاضیہ میں حاصل تھا وہ کسی دوسرے عالم کے حصہ میں نہیں آیا۔ اس طرح یہ دونوں بزرگ اور ان کے بھائی مفتی ظہور اللہ طرز تدریس کے ماہر فرماتے جس کسی نے کتب مطبوعہ کے چند اسباق بھی پڑھ لیے اسکو پھر کسی دوسرے سامنے زانو سے ادب نہ کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کتابوں کے مطالعے کے متعلق تفادیر اس قدر عادی جامع و مانع حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھیں کہ میں نے معتبر بزرگوں سے سنا ہے کہ ان تقریریں دن کے بعد طلبہ کو کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا تھا اور اگر اس تقریر میں سے کوئی لفظ ہٹا دیا جاتا تو کوئی نہ کوئی اہم خرابی پیدا ہو جاتی۔ جو طلبہ آپ سے پڑھتے تو کیسے ہی غبی ہوتے مگر انہیں کافی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ آپ کے متعلق سرکارِ اودھ کی جانب سے لکھنؤ اور فیض آباد کی خدمت افتا بھی تھی۔ آخر میں تدریس کا سلسلہ کم کر دیا تھا اور زیادہ تر یاد آتی میں بسر فرماتے یہاں تک کہ ۲۹ جمادی الآخر ۱۲۱۹ ھ یوم دو شنبہ کو انتقال فرمایا یہ منہ وفات حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیخ الطاف الرحمن قدوائی نے احوال علماء فرنگی محل میں اور خود مولانا نور اللہ کے نبیرہ مولوی برکت اللہ مرحوم نے رسالہ نعمت میں لکھا ہے لیکن خیر العمل میں مرقوم ہے کہ مولانا نور اللہ کی وفات شوال میں ہوئی سنہ وفات مذکور نہیں ہے اس کے بعد خیر اصل میں تحریر ہے کہ مولانا نور اللہ کی ایک دختر میری دادی تھیں جنکی وفات ۲۹ جمادی الآخری ۱۲۶۶ ھ یوم دو شنبہ کو ہوئی۔ غالباً حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میں کاتب کی غلطی سے درمیان عبارت رہ گئی اور احوال علماء فرنگی محل اور رسالہ نعمت میں اُسی غلطی کی تباہ کی گئی ہے اخصان الانساب میں مولانا کا سنہ وفات ۱۲۶۶ ھ تحریر ہے وہ ہوا صواب واللہ اعلم۔ مولانا کی تصانیف میں سے ایک رسالہ جبر و مقابلہ میں ہے اور کتب درسیہ پر متفرق تعلیقات ہیں۔ آپ کا عقد ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی امین اللہ بن مولوی اکبر بیٹے جدہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور تین صاحبزادے مولانا نعمت اللہ اور مولانا رحمت اللہ اور مولانا احمد اللہ یادگار ہوئے سولہ مولانا نعمت اللہ کے اور بچے حالات گزر چکے۔ مولوی نور اللہ کی زوجہ کی وفات ۳۱ ربیع الاول ۱۲۶۶ ھ کو ہوئی۔ مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ مذکورہ بالا اپنے والد ماجد اور اپنے چچا مفتی

۱۲۶۶ ھ یوم دو شنبہ کو ہوئی اور خیر اصل میں مرقوم ہے کہ مولانا نور اللہ کی وفات شوال میں ہوئی سنہ وفات مذکور نہیں ہے اس کے بعد خیر اصل میں تحریر ہے کہ مولانا نور اللہ کی ایک دختر میری دادی تھیں جنکی وفات ۲۹ جمادی الآخری ۱۲۶۶ ھ یوم دو شنبہ کو ہوئی۔ غالباً حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میں کاتب کی غلطی سے درمیان عبارت رہ گئی اور احوال علماء فرنگی محل اور رسالہ نعمت میں اُسی غلطی کی تباہ کی گئی ہے اخصان الانساب میں مولانا کا سنہ وفات ۱۲۶۶ ھ تحریر ہے وہ ہوا صواب واللہ اعلم۔ مولانا کی تصانیف میں سے ایک رسالہ جبر و مقابلہ میں ہے اور کتب درسیہ پر متفرق تعلیقات ہیں۔ آپ کا عقد ملا سعد الدین بن ملا احمد حسین بن ملا رضا کی صاحبزادی سے ہوا جسے ایک صاحبزادی زوجہ مولوی امین اللہ بن مولوی اکبر بیٹے جدہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور تین صاحبزادے مولانا نعمت اللہ اور مولانا رحمت اللہ اور مولانا احمد اللہ یادگار ہوئے سولہ مولانا نعمت اللہ کے اور بچے حالات گزر چکے۔ مولوی نور اللہ کی زوجہ کی وفات ۳۱ ربیع الاول ۱۲۶۶ ھ کو ہوئی۔ مولوی نعمت اللہ بن مولوی نور اللہ مذکورہ بالا اپنے والد ماجد اور اپنے چچا مفتی

علومِ اشرے تحصیل علوم سے فراغت حاصل کی عالم و فاضل ہوئے آپ کے حالات میں آپ کے ہوتے
 مولوی برکت اشر بن مولوی احمد اشر نے ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے جسکو مولانا کے مفصل
 حالات دیکھنا ہوا اسکو دیکھئے۔ بن خیر اعلیٰ اور دوسرے تذکرہ دن سے مختصر حالات مولانا کے لکھتا ہوں
 بعد تحصیل علوم مولانا نے اپنے والد ماجد کی حیات میں خدمتِ علم شروع کر دی اور تمام علوم عقلیہ
 میں تبحر کامل حاصل فرمایا خاص کر سنون ریاضی میں تو مولانا آید۔ عقلی تھے۔ مولانا میں چہ
 خصوصیات ایسے تھے کہ انکے اوصاف کا جامع بقول صاحبِ خیر اعلیٰ علمائے فرنگی محل میں
 کوئی دوسرا نہیں ہوا آپ کا طرزِ تعلیم اور تقریر ایسی خوب ہوتی کہ بید سے بلید طالبِ علم بھی
 کتاب کو سمجھ لیتا مجھ سے حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحبِ بھلواری مدظلہ العالی نے پرسوں
 بتایا ۲۴ محرم ۱۳۳۸ یومِ جمعہ بیان فرمایا کہ میں نے مولانا کو دیکھا ہے۔ آپ جب قیامِ موہ
 بہار میں تشریف رکھتے تھے تو کسی شخص کو آپ کے چند اسباق سے زائد نہیں پڑھائے مگر
 اتنے ہی پڑھانے سے آپ کے طالبِ علم کو وہ قوت حاصل ہو جاتی کہ اسکو پھر کسی دوسرے
 استاد کی حاجت نہ رہتی اتنے۔ مولانا نعمت اللہ کثیر المطالع تھے جس کتاب کو پڑھاتے اسکے
 تمام حواشی کو مطالعہ فرماتے اور انکے مضامین آپ کی یاد میں رہتے۔ علاوہ کتبِ علمیہ کے
 لا تعداد اشعار اور قصے آپ کو ایسے یاد تھے کہ جب آپ کسی صحبت میں تشریف لے رہے ہوتے تو
 بڑوں اور چھوٹوں سب کو آپ ہی کی باتوں سے دلچسپی ہوتی اور کس طرح اس صحبت کے ختم
 ہونے کا دل نہ چاہتا۔ ایک کمال آپ میں یہ تھا کہ مدتِ العمر کہیں خود آپ کسی کی غیبت
 نہیں کی اور جو کوئی دوسرا غیبت کرتا تو آپ اسکو روک دیتے ہمیشہ سچائی کے عادی تھے اور
 اور دیانت اور امانت آپ کا شعار خاص تھا۔ لکھنؤ اور فیض آباد کا عہدہ افتادہ تون آپ کے
 سپرد رہا اور آپ نے نہایت دیانت سے فرائض کو انجام دیا عہدہ افتادہ کے بعد جب آپ
 کنارہ کش ہوئے تو ریاستِ بدوہ تشریف لینگے اور دہانِ حکیم محمد ہاشم موہانی کے یہاں
 تدریس کی خدمت پر مامور ہوئے اسکے بعد ریاستِ تبا میں راجہ قیام کے یہاں مدرس
 ہو گئے اور آخر تک دہانِ قیام رہا اس عرصہ میں رامپور سے آپ کو نوابِ کلب علی خان رحمۃ
 اللہ علیہ نے طلب کیا مگر آپ نے تشریف لیجا تا منظور نہیں کیا قبائلیہ سے رخصت ہو کر وطنِ اپس

آئیے تھے کہ بنارس میں پہونچ کر فالج میں مبتلا ہوئے اور ۳۲ عرصہ مسئلہ کو بنارس ہی میں انتقال ہوا اور حضرت شاہ طیب بناری رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرے میں باعلیٰ حزمین شاعر کی قبر کے قریب دفن و لقمہ ہوا۔ میں نے بھی مراد کی زیارت مسئلہ یا اسکے قبل کی ہے جو نہایت مشکستہ حالت میں تھا اور صرف ایک صاحب کا بیان تھا کہ یہ مراد مولانا نعمت اللہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔ مولانا نعمت اللہ کی کوئی مستقل تصنیف موجود نہیں ہے۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب پھولواہی مدظلہ العالی کا بیان ہے کہ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے تالیفات تلف فرما دیے تھے۔ تمام کتب درسیہ پر خاص کر کتب ریاضی پر تعلیقات متفرقہ ہیں۔ جو مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ اور چشمہ رحمت کالج غازی پور کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ آپ کا عقد مولانا حفیظ اللہ بن ملا حبیب اللہ خیرہ ملا احمد عبدالحی کی صاحبزادی سے ہوا جس نے نین صاحبزادے بڑے مولوی مراد اللہ مولوی فضل اللہ مولوی احمد اللہ یادگار ہوئے سب کے اذکار اور پیر گزرجے۔ مولوی نظام الدین بن مولوی غلام یحییٰ خان بن ملا غلام دوست محمد بن ملا حسن کتب درسیہ مولانا عبدالحکیم بن مولوی امین اللہ سے باندہ میں پڑھے اور فراغت تحصیل کے بعد مدرس مقرب ہو کر ناگپور تشریف لینگے اور وہاں قیام کر لیا نہایت خوش مذاق و خوش صحبت عالم تھے۔ ناگپور ہی میں جادی الاولیٰ مسئلہ میں دفعۃً انتقال کیا۔ رات کو آرام کیا صبح کو مردہ پائے گئے۔ عقد آپ کا کوری میں شیخ محمد حسین ولد شیخ عبدالحسب حجابی کی دختر سے ہوا تھا جس نے صرف دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ انہیں سے ایک کا عقد مولوی محمد الیاس بن مولوی قطب الدین بن غلام یحییٰ خان کے ساتھ ہوا جسکا ذکر حرفت الف میں گزر چکا۔ دوسری صاحبزادی کا عقد کاکوری میں شیخ شریف حسین کی دختر سے ہوا جو صرف ایک صاحبزادی چھوڑ کر فوت ہو گئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد کاکوری ہی میں شیخ حسن احمد کے ساتھ ہوا۔ اور اُسے صرف ایک صاحبزادہ تھی احمد موجود ہیں۔

مولوی نور المہر تفسی بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپ ملا حیدر کے حیدر آبادی اولاد میں سے بڑے صاحبزادے تھے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولوی منظور علی صاحب سے پڑھ کر تفسی و تفسیل ہرے عین حوائی میں لا دلیر شدہ میں اپنے والد کے سامنے انتقال کیا۔

عبد یحییٰ مولوی فضل اللہ بن مولوی احمد صاحب بن

مولوی نور الدین بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپ نے صغریٰ میں انتقال کیا۔
 مولوی نور الدین بن ملک العلما ملا حیدر۔ آپ کتب درسیہ مولانا عبد الحکیم بن مولانا
 بن احمد بن مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سے اور اپنے سوتیلے بڑے بھائی
 مولانا ظہیر علی سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ غیر معمولی
 انکسار اور انکسار کے چھوٹے بھائی مولانا نور الدین کے متعلق لکھا ہے: ولما رتبہ الکمال والقصا
 بحسن الاخلاق والسخاوة وعظم جاہلہما واعتبارہما میں امراتک ببلدۃ الغرض مولانا نور الدین
 صاحب عالم حیدر تھے تربت تدریس کی بوجہ مشاغل زیادہ نہیں ہوئی پھر بھی دو ایک سبق لکھا
 سلسلہ جاری رہتا تھا اور وعظ وارشاد غلامی میں مصروف رہتے تھے۔ مع ذیارت کے بھی
 مشرت ہوئے تھے اور انکے علم سے سند حدیث ماحصل کی تھی اور ملک العلما مولانا حیدر کو
 جو سند علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی اُس میں انکی تمام اولاد کو جو علامہ
 عابد سندھی کا زمانہ پائے سب کو اجازت تھی اس لیے مولانا نور الدین کو عابد سندھی رحمۃ اللہ
 علیہ بھی اجازت حدیث تھی اور انکی سند دیگر انکے تمام معصرون سے عالی تھی۔ کذا
 سمعت من حضرت الامام الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولوی نور الدین کی عزت و وقار انکے تمام
 معاصرین سے زائد اہل حیدر آباد اور دہانکے امرا بلکہ خود سابق حضور نظام خلد آشیان کی
 نظر و بین تھا۔ اعظم حضرت کبھی کبھی خود بنفس نفیس انکے مکان پر قدم رنجہ ہوتے اور انعامات
 و اکرامات سے سرفراز فرماتے۔ پائیگاہ کے امرا اکثر ہر پر ملاقات کیلئے آتے۔ تقریبن اور
 غنی کے موقع غیر تمام مذہبی اور مولانا ہی کے ہاتھوں انجام پاتے۔ باوجود اسکے نہایت
 متواضع اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے اور اہل حاجت کی حاجت براری کیلئے بغور
 اوقات پایادہ بڑے بڑے امرا کے بیان جانے سے بھی دریغ نہ فرماتے۔ آپ کا
 انتقال بابت ۱۳۳۵ھ کے بعد ہوا آپ کا عقد اولاد حیدر آباد ہی میں ہوا تھا جو صرف ایک صاحبزادی
 چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی افضل حسن بن
 مولوی ظہیر علی سے ہوا۔ مولوی افضل حسن کی تمام اولاد انہیں ہی سے ہے یہ بھنڈلہ
 قلعے ایک حیات ہیں۔ مولوی نور الدین نے دوسرے عقد بھی حیدر آباد ہی میں کیا

جنے ایک صاحبزادہ مولوی نور الدین عرف مولانا میان الدین صاحبزادہ بن مولانا عبد اللہ صاحبزادہ مولوی صاحبزادی کا عقد عید بادشاہ صاحب حیدر آبادی سے ہوا دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی نور الدین بن مولوی نور الدین کے ساتھ ہوا جنے دو صاحبزادے اور متعدد صاحبزادیاں مولانا نور الدین سے ایک صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور بقیہ صاحبزادے مولانا نور الدین صاحبزادے کے بعد فوت ہو گئے۔ مولوی نور الدین کی تیسری صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی نور الدین صاحب کے ساتھ ہوا جسکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی نور الدین صاحب کو جیت سلسلہ قادریہ میں حضرت صاحبزادہ والا تبار سید شجاعت علیؒ کی خدمت میں ملائے اور سلسلہ چشتیہ میں بیت حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ مولانا صاحب اپنے پوتے میان بانی کی تقریب میں تشریف لائے ہیں تو میں نے مولانا کا وعظ سنا تھا نہایت دلچسپ وعظ فرماتے تھے۔

مولوی نور الدین عرف مولانا میان بن مولوی نور الدین مذکورہ بالا اپنے نسب درسیہ اپنے والد صاحب سے پڑھے تفسیر قرآن مجید تحریر فرماتے ہیں نہایت خوش خط ہیں۔ بیت آپ کو حضرت مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ عقد آپ کا قاضی حیدر آبادی کا دختر سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی نور الدین عرف محمد میان اور ایک صاحبزادی جو ذکر وفات پا گئیں۔ دختر کا عقد حیدر آباد میں ہوا اور ماٹا اللہ صاحبزادہ مولانا نور الدین بن مولوی نور الدین عرف محمد میان کتب ابتدائی کچھ عید باد میں پڑھے اور کچھ کھنڈ میں مگر فکر معاش اور پریشانیوں نے حلیت ختم کتب کی نہ دی۔ نہایت ہوشیار اور مجاہد ازادہ مذہب صاحبزادے ہیں۔ عام طور پر صنعت اور خاص طور پر تجارت میں خاص دلچسپی ہے اگر زمانہ موافق ہوتا تو نہایت درجہ ترقی کرتے مگر انہوں نے قوت دانا، عہد اور خون جگر ہی نہیں۔ انکا عقد عید آباد میں ہو چکا ہے جنے ایک لڑکا اور لڑکی خود سال ہو چکے ہیں۔

مولوی نور الدین بن ملک العلماء حیدر آبادی نے بھی تحصیل کتب دینی سے اپنے بھائی کے ساتھ انہیں اساتذہ سے فراغت پائی جسکا ذکر ہو چکا ہے بعد امتحان بھائی کے عزت و احترام بلکہ منصب حاصل فرمایا لوگ بے بہت محبت کرتے تھے آپ نہایت مجاہد اور جلیل

فرمانہ میں سے تھے۔ فوت تدریس نہیں ہوئی۔ آپ کا عقد سابق نواب نصیر جنگ بہلوی کی صاحبزادی یعنی موجودہ نواب نصیر جنگ مولوی ظہور اللہ کی خالہ سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی نور اکحیدر عرف مولوی میان اور چار صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ مولوی نور الصدیق کو بیعت مثل اپنے بھائی کے حضرت سید شاہ شجاع علی اور حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما سے تھی۔ مولوی نور الصدیق کا انتقال ۶۶ ہجری ۱۲۸۱ء میں ہوا۔ صاحبزادیاں حیدر آبادی میں منسوب ہوئیں اور صاحب اولاد ہوئیں طرف صاحبزادیاں اب باقی ہیں دو کا انتقال ہو گیا۔ ایک صاحبزادی کی صاحبزادی مولوی ظہور اللہ نصیر جنگ بن مولوی ظہور حسن بن مولوی ظہور علی کی بیوی ہیں بقیہ کے مالکات مجھکو مفصل معلوم نہیں ہیں مولوی نور اکحیدر عرف مولوی میان بن مولوی نور الصدیق مذکورہ بالا۔ آپ کے تائب درسیہ اپنے چچا اور دیگر بزرگوں سے پڑھے اور سالہ جواہر الفردتائیف فرمایا۔ آپ بھی بہت ظہور منکر المزاج ہیں آپ ہی کی ذائقہ اب اس خاندان کی عزت میدر آباد میں قائم ہے۔ نیز اب حیدر آباد میں ایک آپ ہی کا دم ہے کہ جلی وجسہ تمام اعزے فرنگی محل اور اعزے حیدر آباد سے تعلقات قائم ہیں۔ دو تین سال کے بعد آپ ضرور فرنگی محل عزت سے ملاقات کرنے تشریف لاتے ہیں۔ اندکسی نہ کسی بچے کی نہایت تزک و ایشام سے تقریب کرتے ہیں۔ اپنے صاحبزادے مولوی نور الحق عرف میانجانی کی تقریب میں تو آپ مولانا حیدر کی تمام اولاد کو ہمراہ لائے تھے اور اعزے خاص کو حسب راجع قدیم جوڑے بھی تقسیم فرمائے تھے۔ تقریباً ایک ماہ تک سلسلہ تقریب ہاتھا۔ اپنے دوسرے صاحبزادہ کی بھی تقریب بم اللہ فرنگی محل ہی میں کی۔ اپنے نواسہ پسر مولوی محمد حسن کی تقریب بم اللہ جو آپ کے گھٹو ہی میں کی۔ دو سال ہوئے جب فرنگی محل اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے۔ اور اس زمانہ میں ۱۲۸۱ ہجری الاول شمس کو اپنے پوتے نورالوہاب بن میانجانی کی تقریب بم اللہ بیان ہی ادا کی تھی۔ غرض کہ فرنگی محل کے تعلقات اعزے حیدر آباد سے آپ کی وجہ بہت کچھ قائم ہیں۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی نور اکحیدر سے ہوا جسے دو صاحبزادے مولوی نور الحق

عرف میا نجانی اور مولوی نور احمد دین عرف وہاب میان اور پادشاہ صاحبزادیان۔ قولہ ہوئے۔
 بڑی صاحبزادی کا حتم مولوی محمد حسن بن مولانا دحبید الزمان
 لکھنوی سے ہونے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے اولاً بیوی کا اُسکے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا
 لڑکا چھلکے پاس پرورش پا رہا ہے مولوی نور احمد رکی دوسری صاحبزادی ناکتہ اخوت
 ہو گئیں تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی انوار الدین عرف چاند پادشاہ بن مولوی ظہیر الدین
 نصیر جنگ کے ساتھ ہوا جو بعد کے فضل سے صاحب دلارہ بن چوٹی صاحبزادی ابھی ناکتہ ہیں
 مولوی نور الحق عرف میا نجانی بن مولوی نور احمد عرف مولوی میان مذکور بالا
 کتب بدائنیہ فرنگی محل میں پڑھے اور حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بھی پڑھی مثل اپنے
 والد ماجد کے نہایت فہما اور خوش اخلاق اور نیک مزاج جوان صالح بن فرنگی محل کے
 ہمسوئوں سے اُنکے تعلقات بہت زیادہ ہیں۔ اعزہ فرنگی محل کو اُنکے والد ماجد اوسان سے
 ملنے کا اشتیاق رہتا ہے۔ ان کا عقد نواب قندار یار جنگ کی صاحبزادی سے ہونے اس وقت
 ایک صاحبزادے نورالوہاب اور دو صاحبزادیاں خردسال موجود ہیں۔

مولوی نور احمد دین عرف وہاب میان بن مولوی نور احمد مذکور آپ تحصیل
 علم کر رہے ہیں ہندو ناکتہ ہیں۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب نذرا العالی فرماتے ہیں کہ اس
 خاندان کو ہم لوگ نوری خاندان کہا کرتے تھے۔

مولوی نعیم الدین ملا حبیب الدین ملا حبیب اللہ نیر ملا سید نیر حسین مہدی کے خرمین
 یعنی خٹہ کے بعد پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ اپنے بڑے بھائی مولانا ولی اللہ سے پڑھے
 بنیادی بشریف اور دیگر کتب مطبوعہ اپنے چچا ملا مبین سے پڑھ کر فراغت حاصل کی تدریس
 و خدمت علم میں مصروف ہوئے مگر فکر معاش کی وجہ سے دائرہ تربیت تدریس کی نہیں ہوئی۔

صاحب علم الفرائض میں فاضل مہارت تھی قدر کے زمانہ تک ملازم مسٹر کاراودہ میں رہتا
 عرف و خدمت کے ساتھ سیر فرمائی قدر کے بعد فائز نشین ہو گئے اور برمنس سرطان ۶ اور شوال
 شب شنبہ ۱۲۴۲ کو وفات پائی آپ کی تالیفات میں سے علم الفرائض میں ایک سالہ موصوف
 بخلاصۃ الفرائض مطبوع موجود ہے آپ کا پہلا عقد آپ کے چچا ملا مبین کی صاحبزادی سے ہوا

صاحب دران پچھلے نائب ذابھلی صاحبزادی ناکتہ دین اللہ علیہ السلام بن زینت ہو گئیں

مولانا انتقال کر گئیں۔ دوسرے عقد ہلول ضلع بارہ ٹکلی میں کیا جو ایک دختر زوجہ مولوی ظلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ جو ذکر وفات پانگین۔ تیسرا عقد آپ کا نصب فقہور ضلع بارہ ٹکلی میں مولوی اکبر علی بن اتحاد محمد مہسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ سے مولوی احسان اللہ اور دوا صاحبزادیاں ایک دہیہ مولوی احمد حسین بن ملک اعلیٰ علیہ العبد اور دوسری زوجہ مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد علی بن مولوی پرست بن طاسحاق بن ملا محبت اللہ کو چھوڑ کر ۲۰ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ کو انتقال کر گئیں۔

مولوی نور اللہ بن مولوی محبت اللہ بن مولوی احسان اللہ بن مولوی نسیم اللہ مذکورہ بالا کتب رسمہ ابتدائی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں تفصیل انگریزی شروع کی انڈسٹریس کا امتحان پاس کیا اور ملازمت ماحصل کی دو سال ہوئے کہ وکالت کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی ہے اور اب حیدر آباد میں وکالت کر رہے ہیں۔ عقد آپ کا مولوی عبدالہادی صاحب بن مولوی علی محمد بن طامین کی دختر کلان سے ہوا جن سے اس وقت ایک لڑکی حسرت سال موجود ہے۔

مولوی نجیب اللہ بن مولوی مسیح اللہ بن مولوی ظلیل اللہ بن مولوی حبیب اللہ بن ملا محبت اللہ آپ کتب مدرسہ استاد الاساتذہ مولانا مین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالباقی سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور درس فارسی کی تکمیل تحصیل جناب خواجہ عزیز الدین عزیز سے جو فارسی کے ذہبت کا بانی تھے کی۔ ایک مدت تک مدرسہ عالیہ نظامیہ میں درس فارسی دیتے تھے اسکے بعد مشغلہ علمی چھوڑ دیا اور طریقہ تصوف اختیار فرمایا نہایت خوش مزاج و خوش فکر ہیں شاعری بھی فرماتے ہیں۔ اور فارسی دونوں زبانوں میں کلام بہتر ہوتا ہے۔ دارمغلی و بیکری مزاج میں بہت زائر ہے۔ اکثر مجالس اعراس میں حاضر ہوتے ہیں۔ محبت آپ کو متعدد ہندو گون سے ہے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب بن حضرت مولانا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے بازت سلاسل حشمتیہ و قادریہ ماحصل ہے۔ عقد آپ کا آپ کی خالہ زاد بہن دختر شیخ غلام نبی مولوی فہم چڑاوی سے ہوا جسے اس وقت

مولوی غلام نبی فہم چڑاوی سے ہوا جسے اس وقت

ایک صاحبزادے صاحب شہادہ بلیک لڑکی منورہ بیٹی۔

مولوی نصیر الدین مولوی حمید الدین مولوی حفیظ الدین ملا حبیب الدین ملا عبد
کتب رحمہ مولانا عبد الباقی بن مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہا سے پڑھ کر وطن میں فکر معیشت
فرماتے تھے اسکے بعد حیدرآباد تشریف لے گئے اور سلسلہ فکر معیشت حیدرآباد میں مقیم رہے
آخر ۱۳۱۷ھ میں طویل ہو کر وطن واپس آئے اور شوال ۱۳۱۹ھ میں اپنی والدہ کے در بدر انتقال
کیا آپ کو بہت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کا عقد حملہ دو گانا
میں ہوا تھا جنہ ایک صاحبزادے نور الدین ولد ہوئے۔ انوار الدین مولوی عبد الحمید صاحب
تحصیل علوم ابتدائی کر رہے تھے کہ ۱۳۲۷ھ میں بمرض طاعون انتقال کیا انکی والدہ اب تک
حیات ہیں۔

مولوی نور الدین بن مولانا انوار الدین بن مولانا احمد عبد الحق جیسا کہ مولانا الدہا بہ الحق بن
مولانا احمد عبد الحق کے احوال میں گزرا آپ در آپ کے چھوٹے بھائی مولانا علاؤ الدین اپنے چچا کے
ساتھ سفر کر کے رامپور اور پورہ مولانا بحر العلوم کی خدمت میں گئے اور تحصیل علم فرما کر فائدہ فراغت
مولانا بحر العلوم سے پڑھا۔ وطن واپس آ کر مدت العمر خدمت علم میں مصروف رہے نہایت بڑے
عالم جید اور فاضل کامل تھے آپ کے تلامذہ بڑے بڑے باکمال بزرگ علما میں سے ہوئے مشہور
عالم بزرگ حضرت مولانا فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی
اسی چشمہ علم کے فیضیاب تھے حضرت مرزا حسن علی محدث اور مولانا حسین احمد محدث اسی خرمین
کمال کے خواستہ چین تھے۔ آپ کے بعد اکثر علمائے قرآنی محل کا سلسلہ تلمذ آپ تک پہنچتا ہے
حلقہ درس بہت وسیع ہوتا تھا۔ باوجود مقول و منقول میں تبحر کے نہایت ذرا متواضع منکر المراج
اور خوش خلق تھے۔ علم قاہری کے علاوہ علم باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا تھا اور والد
ماجد سے بیعت کر کے اُن سے اذکار و اشغال سکھتے تھے اور اجازت ارشاد بھی والد ماجد سے حاصل
تھی۔ علم باطن میں ایسا کمال حاصل کیا تھا کہ خود آپ کے والد ماجد فرمایا کرتے کہ میان نور الدین
نور الدین۔ آپ کی وفات کی خبر سنا کر مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نور میان
سے پانچون تک نور ہی نور تھے۔ آپ کے کشف و کرامات بہت ذرا تھے۔ انکار و توکل بسا تھا

مولوی نور الدین بن مولانا انوار الدین بن مولانا احمد عبد الحق صاحب تحصیل علم لکھی ۱۳۲۷ھ

کہ آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کی نظیر نہ تھی۔ جب آپ کے والد ماجد کی وفات ہوئی تو باوجودیکہ آپ فرزند اکبر اور تمام صاحبزادوں میں سب سے زیادہ ہر کیفیت سے قابلِ مستحق و با نشینی تھے مگر آپ نے اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی مولانا محمد احمد کو جو صرف ۱۹-۲۰ ہی سال کے تھے اپنے والد ماجد کا سجادہ نشین کیا اور دوسرے مردوں کی طرح خود بھی چھوٹے بھائی کو تندرستی۔ باوجود عسرت و تکلیف کے ہمیشہ امر کی صحبت سے پرہیز فرماتے کسی امیر کے دروازہ پر جانے کا کیا ذکر۔ لیکن اگر کوئی صاحبزادہ حاضر ہوتا اور کسی رئیس سے سفارش کا طلبگار ہوتا یا اسکے پاس چلکر سفارش کرتا تو غواہی کرتا تو حضرت صاحبزادہ والی میں مدبغ نہ فرماتے گو امین آپ کو کیسی ہی زحمت کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی۔ مگر پرین آپ کے بکثرت تھے والد ماجد کی حیات ہی سے یہ سلسلہ والد ماجد کے حکم سے شروع ہو گیا تھا۔ بوجہ کثرتِ تدریس و ریاضت اکثر آپ کو دردِ کمر کی شکایت رہتی تھی۔ علاج سے کم ہو جاتا تھا مگر بالکل دفع نہ ہوتا تھا۔ والد ماجد کے انتقال سے ۱۹ ماہ کے بعد اس مرض نے ایسا غلبہ کیا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور ۲۳ ربیع الاول شب یکشنبہ ۱۲۸۵ھ کو وفات پائی اور اپنے والد ماجد کے مزار سے تھوڑا ہٹ کر مغرب جانب دفن واقع ہوا مزار شریف کو حضرت استاذِ رحمۃ اللہ علیہ نے بلند کر کے سنگ مرمر کا تعمیر کرا دیا ہے درملوہ۔ نور محمد پورست۔ مادۃ تاریخِ انتقال ہے۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن ملا محمد عبداللہ بن مولانا محمد عبدالحق کی صاحبزادی سے ہوا جنہوں نے دو صاحبزادے مولانا سراج الحق اور مولانا محمد بان الحق اور دو صاحبزادیاں ایک ندیمہ مولوی اسد اللہ بن مولوی فدا اللہ خیرہ باقی غلام مصطفیٰ اور دوسری ندیمہ مولوی علیہ اللہ بن مولوی حبیب اللہ پیدا ہوئیں۔ مولانا محمد بان الحق اور مولانا سراج الحق کے مغل اور چچا گروہ گئے یہ مولانا فخر الحق کی تصانیف میں سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے خطہ فرمائی تھی اور اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ طالعہ فوجہ تہ نفاستاً شاہزادے مولانا اسکے علاوہ کتب درسیہ پر حواشی ہیں۔

(تتمتہ) حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں مولوی غلام محمد نجابی نے تحریر کیا ہے کہ مولانا فخر الحق کو مولانا شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و ایازت تھی۔

اور ان کے مقلین ایک قصبہ بھی لکھا ہے یہ واقعہ اور قصبہ بیعت بالکل غلط ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔
 اعضاء الربیعہ کے مولفے مولانا نور الحق سے دوستی تھی اور جبکہ سلسلے مولانا نور الحق کا انتقال
 ہوا تھا اُسین صاف موجود ہے بیعت امدادت در خدمت الدفوعہ میداشت۔ خیر اصل اور
 تمام تذکرہ نہیں بھی ہے اعضاء الانساب جبکہ مولف مولانا ولی اللہ کے معاصرین اُسین
 ہے مرید و خلیفہ چچہ خود بودند۔ معلوم نہیں مولف مفلوط نے یہ روایت کیسے لکھ دی باوجود
 تلافی کسی دوسری جگہ اسکا ذکر میں نے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی نظام الحق بن مولانا سراج الحق بن مولانا نور الحق مذکورہ بالا۔ حفظ قرآن کج
 بعد کتب درسیہ اپنے چچا مولانا برہان الحق بن مولانا نور الحق سے پڑھ کر فراغت حاصل کی آپ
 نہایت نیک نفس پاک طبیعت خوش بیان و اعطاف تھے۔ قرآن پاک نہایت خوش آوازی سے
 پڑھتے۔ کچھ زمانہ تک وطن میں خدمتِ علم کرتے تھے اسکے بعد کئی مرتبہ بلادِ پورب (بہار وغیرہ)
 تشریف لینگے اور وہاں رشد و ہدایت میں مصروف تھے۔ بہت لوگ آپ کے سلسلہ بیعت میں
 داخل ہوئے۔ عالم شباب میں مرضِ دق میں مبتلا ہو کر ۲۵ محرم ۱۲۸۷ھ میں انتقال کیا۔
 بیعت و اجازت اپنے چچا مولانا برہان الحق سے تھی چچا کے ہمراہ حج و زیارت سے بھی سرفرا
 ہوئے تھے۔ عقد آپ کا اپنی پھوپھی زاد بہن مولوی اسد اللہ بن مولوی نور اللہ کی صاحبزادی کا
 سے ہوا جسے چار صاحبزادے مولوی حسام الحق اور مولوی معصام الحق اور مولوی عباد الحق
 اور مولوی زہد الحق اور ایک صاحبزادی زادہ اور دو لڑکے مولوی امان الحق بن مولوی
 برہان الحق پیدا ہوئے۔ صاحبزادوں کے اذکار گوچکے۔ صاحبزادی نے لاؤلد انتقال کیا۔
 مولوی نظام الحق کی زودہجہ کا انتقال ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ کو ہوا۔

مولوی نصیر الحق بن مولوی عباد الحق بن مولوی نظام الحق مذکورہ بالا۔
 ولادت ۱۲۸۷ھ حفظ قرآن کے بعد کتب درسیہ اپنے حضرت شاہ حافظ علی انور رحمۃ اللہ علیہ
 تلمذ دی اور مولانا عبد الباقی اور اساتذہ الاساتذہ مولانا صین اقتضاہ اور مولانا عبد الحمید سے
 تحصیل کر کے فراغت حاصل کی اور علم طب عکملے جو انی ٹولہ سے حاصل کیا ایک زمانہ
 تک مطب فرماتے تھے اسکے بعد ملازم سرکاری ہو گئے اب اگر وہ میں امدادی اسکول میں

مدین عربی ہین۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر خرم مولوی حسام الدین بن سہو کو غلام الحق
کیساتھ ہوا جسے اولادین ہونین مگر صغریٰ میں انتقال کر گئیں۔ تین صاحبزادیان بڑی ہو کر
کھڑا ہوئیں۔ بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی عبدالقادر بن مولوی عبدالعزیز بنیرہ مولوی عبدالقدوس
کیساتھ ہوا جو ہنوز صاحب اولاد نہیں ہین دوسری صاحبزادی کا عقد منشی علی اختر تحصیلدار بن
مولوی شیداعلی کا کوڑی کے ساتھ ہوا جسے دو لڑکے خرم سال اس وقت موجود ہین۔
تیسری صاحبزادی کا عقد مولوی فرید الدین بن مولوی غیاث الدین بنیرہ مولوی
غلام اکبر کے ساتھ ہوا۔ چوتھہ بہن لاولد اگرہ میں بمرغض دن وفات پا گئیں۔
شمس العلماء مولانا محمد نعیم بن مولانا عبدالکیم بن مولانا عبدالرب بن بحر العلوم کتب
درسیہ اذ دل تا آخر اپنے والد ماجد سے تحصیل فرمائے۔ ریاضی مولوی کمال الدین موہانی کمینڈ
مولانا نعمت اللہ سے پڑھ کر فراغت حاصل فرمائی اور زامہ رنگانہ عالم زمانہ ہوئے آخر عمر تک
سلسلہ تدریس تالیف بن بنین ہوا خاص کر علوم فقہیہ میں کمال دست نظر حاصل فرمائی مٹی
آپ کے زمانہ میں آپ کا کوئی نظیر نہیں باقی رہا تھا۔ بہد اتفاقاً احتیاط میں درجہ اسطے
حاصل تھا۔ باوجود دست نظر و کمال علم سموی، مفتون کا جواب بھی بغیر مکر کتاب پر
نظر کیے ہوئے نہیں تحریر فرماتے تھے۔ باوجودیکہ نہایت عسرت سے بسر ہوتی تھی مگر کبھی دنیا کی
جانب رغبت نہیں فرمائی اور نہ کبھی امرا و حکام سے خلا و ملا کر کہا۔ گورنمنٹ کی جانب سے
بلد آپ کے علم کے غیر دنیائی کو شش سے شمس العلماء کا خطاب ملا تھا مگر نہ کبھی اس سے فدا بھی
عزت و وجاہت کا فائدہ حاصل فرمایا اور نہ کبھی دربار میں تشریف لینگے اور نہ کبھی سرکاری
حکام کی ملاقات کی تکلیف فرمائی۔ ہر جمعہ کو مولوی حیدر علی کی مسجد میں وعظ فرماتے تھے
نہایت آہستہ گفتگو فرماتے شکل نہایت نورانی اور پاکیزہ واقع ہوتی تھی۔ آپ کی صحبت
میں حاضرین کو دنیاوی اشغال سے غفلت اور یاد خدا کی جانب رغبت پیدا ہوتی تھی۔
باوجود درباب دنیا سے قطع تعلق کے جو حاضر خدمت ہوتا اس سے اخلاق کرپانہ سے پیش
آتے۔ میں کسی میں اکثر اپنے ناہمال قصبہ فخبور کے شیوخ اہل دیار باغی محل کے بنائے چنے کیلئے
حاضر ہوتا جبکہ آپ سب سے بڑے واقفکار تھے۔ آپ سخت بزرگانہ سے باوجود میری کسی

ان لڑکوں کا نام نہیں۔ اختر اور لڑکوں کا نام نہیں۔

نہایت وضاحت سے امور مستفسر کئے جواب عنایت فرماتے ہیں نے جن بزرگوں کو دیکھا ہے
 انہیں مولانا کے پایہ کو باعتبار علم و عمل باعتبار صورت و سیرت اکثر سے بڑھا ہوا پایا۔ اس کے
 بزرگوں کے بعد مولانا کی ذات فرنگی محل کی اگلی سوائیو کی حامل اور اگلے بزرگوں کا
 نمونہ تھی۔ بعیت و اجازت ارشاد آپ کو اپنے والد ماجد سے تھی مکملہ خیر اہل میں ہے کہ
 حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو مکہ مکرمہ میں سلسلہ چشتیہ میں اجازت
 حاصل ہوئی تھی۔ مولانا اسلام صاحب سے رہتے ہیں کہ حاجی صاحب فوت حمہ اللہ علیہ سے بھی
 آپ سے اجازت حاصل کی تھی جب مولانا حج و زیارت کے مشرف ہوئے تو مدینہ منورہ کے
 مشہور عالم سید امین رضوان نے مولانا سے سند حدیث حاصل کی تھی۔ آپ کے سلسلہ ربیت میں
 ہزاروں اشخاص داخل تھے خاص کر چار کے بہت حضرات کو آپ سے بعیت تھی۔ تالیفات
 آپ کے معلوم ہوا ہے کہ بہت ہیں مگر مکمل نہیں ہو سکے۔ ایک کتاب تنقید الکلام آپ کی مولفہ
 مطبوع ہے مگر انہوں نے کہ میں اس کتاب کی بھی زیارت کے محروم رہا۔ آپ کی وفات ہجری
 ۱۳۲۳ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۲۳ء کو بوقت شب ہوئی اور دفن صبح کو قریب زوال حضرت
 استاد الهند کے مزار شریف کے پہلو میں واقع ہوا مزار مبارک دیار نگاہ غلام تھا اور اب
 بھی ہے۔ جب آپ کی وفات ہوئی ہے میرا سن ۱۲ سال کا تھا اور اس زمانہ میں فرنگی محل
 میں بچوں کو جنازہ میں شرکت کرنے سے بوڑھی عورتیں مانع ہوتی تھیں مگر مھکوا اور میرے
 ساتھیوں کو شرکت جنازہ کی تاکید کی گئی اور باوجود سخت تپش اور گرمی کے ہزار ہا آدمیوں کے
 ساتھ ہم نے بھی شرکت جنازہ کی۔ آپ کا پہلا عقد گدھی بھلول ضلع بارہ بنگلی میں شیخ محمد تقی
 صاحبزادی سے ہوا جو ایک صاحبزادہ مولوی محمد اکرم صاحب اور ایک صاحبزادی زوجہ اوسلے
 مولوی عبدالخالق صاحب چھوڑ کر وفات فرما گئیں دوسرا عقد آپ کا قصبہ احمد پور میں
 شیخ فیض الدین کی بیٹی سے ہوا جس نے تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں ان بیوی کا انتقال
 فقو ہر نامدار کے بعد ہوا۔ تینوں صاحبزادیوں میں سے بڑی صاحبزادی کا عقد مولوی سے
 رہا داخل حق میں مولوی نظام الحق نمبر ۶ مولوی نور الحق کے ساتھ ہوا دوسری کا عقد اپنے
 چچا زاد بھائی مولوی عبدالحمید بن مولوی عبدالکلیم کے ساتھ ہوا ان کے اڈکار اور پرگزہ گئے

چھوٹی صاحبزادی کا عقد اپنے مامون زاد بھائی شیخ مسیح الدین برسر شریف شیخ ضعیف الدین احمد دہلوی کے ساتھ ہوا جو آثار اللہ صاحب اولاد ہیں۔ یہ سب ہمیں خدا کے فضل سے حیات ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے پانچ بڑے شیخ نظام الدین شیخ قطب الدین شیخ محی الدین غنم الدین قمر الدین بن شیخ قطب الدین و نظام الدین نے علم انگریزی تحصیل کیا اور گلستان جا کر امتحان برسر شری پاس کیا و دونوں وکالت کو رہے ہیں۔ دونوں کے عقد شیخ نعیم اللہ سید پوری کی دختران سے ہوا۔ خدا کے فضل سے دونوں صاحب اولاد ہیں۔ شیخ مسیح الدین صاحب کے دوسرے بچے تحصیل علم انگریزی میں صرف ہیں مولانا نعیم صاحب مولوی کمال الدین بانی تلمذ کلاوا نامہ مسلم کو نکاح ہوئے مولانا نعمت اللہ لعل غفر کی تین بیٹی تھیں کلاوا نامہ صاحب

حرف الواو

مولوی علی بن قاضی غلام مصطفیٰ بن ملا اسعد بن قطب شہید کتب درسیہ اپنے حقیقی مامون ملا کمال الدین پتھوری تلمیذ استاد ہند سے پڑھ کر فرائض علی عامل فرمائی۔ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ استاد ہند سے بھی پڑھا تھا و اللہ اعلم۔ علمائے گرامی اور فضلاء نادارین سے تھے۔ سلسلہ تدریس تا کینت آخر تک جاری رکھا۔ آپ کے حلقہ تدریس سے بڑے بڑے علمائے روزگار و فارغ التحصیل ہو کر مشہور و نامور ہوئے۔ مولانا نعمت اللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست میں آپ کے حسب ذیل تلامذہ کے نام ہیں۔ آپ کے بیٹوں صاحبزادوں کے علاوہ مولانا عبدالناتھ بن بحر العلوم مولوی فضل امام خیر آبادی (والد ماجد مولانا فضل حق خیر آبادی) قاضی سراج الدین مولانا مولوی احسان اللہ اناسی مولوی نظام الدین دیوی مولوی شاہ نعیم اللہ بڑاچی قاضی رکن الدین فتح پوری انشاء اللہ خان شہود شاعر مولوی عبدالواجد خیر آبادی مولوی لطیف اللہ بنگالی سید شاہ شاہراہ اللہ ایک شعر چھکوا آخری نام کے بغلیق بیان کرنا ضرور ہے اگر یہ حضرت سید شاہ شاہراہ اللہ سندھوی کا اسم گرامی ہے تو یقیناً غالب صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب کتب درسیہ نظام الدین ہی سے ختم کر لیتے اور انہیں کی حیات میں ختم کتب فرما کر حضرت میر سید ہامین رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت استاد ہند کے حکم سے جمعیت کی تھی۔ انفرنس مولانا محمد ولی کا شہرہ علم و سلسلہ درس دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد بادشاہ دہلی سبط نے اپنے والد ماجد کی جگہ پر قاضی پرگنہ ملاوان کے مقر رہوے اور عینک کہ

فتاویٰ احکام شرعیہ میں حکام وقت کے جائزے بجا مدت ملت شروع نہیں ہوئی آپ قاضی ہے اسکے بعد استفادہ اعلیٰ فرما کر دین میں قیام اختیار فرمایا اور تابعت مدرسین مصر و قہرہ سے سہ ماہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی تالیفات میں سے سلم کی شرح اور حواشی زاد ہدیہ طے بحالہ اور حواشی زاد ہدیہ طے شرح الموانع پر آپ کے حواشی مستقل ہیں دیگر درسی کتب پر حواشی ہیں جن میں شرح سلم سے استفادہ کیا ہے۔ عقد آپ کا آپ کی مامون زادین یعنی ملا کمال الدین کی دختر سے ہوا جنہیں تین صاحبزائے مولوی عزیز اللہ مولوی مفتی ظہور اللہ مولوی نور اللہ تولد ہوئے سب کے اذکار و پیر گزر گئے۔

مولوی ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا سعید بن قطب الدین
 دس ائمہ متبعین سراج المذہب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول الملاحی بالمرہ السابین
 السابین علی العلماء المتأخرین قدوة اکابر و الاصلان مولانا ولی اللہ بن مولانا حبیب اللہ علیہ
 فرنگی محل میں جن چند بزرگوں پر اللہ تعالیٰ نے باعتبار وجاہت دنیاوی اور خدمت علم کے غیر معمولی
 فضل و عنایا نصرت کی تھی ان میں سے مولانا ولی اللہ بھی تھے اساذ اللہ اور بحر العلوم اور
 ملا مبین کے بعد یہ چوتھا مشہور میدان علم و تالیفات کا ہے جو کثرت تالیفات میں اگلوں سے
 بھی بازی بیگیا تھا۔ فرنگی محل میں آپ پہلے عالم ہیں جس نے تفسیر قرآن مجید تحریر فرمائی آپ کے
 قبل اور آپ کے بعد کسی نے حدیث قرآن اس قدر نہیں کی جیسے آپ نے کی البتہ آخر زمانہ میں حضرت
 اساذ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر لکنا شروع فرمائی تھی چند ہی پاروں کی تفسیر ہوئی تھی کہ حضرت
 اساذ کی وفات ہو گئی۔ غرض کہ یہی دو عالم فرنگی محل میں ایسے گزرتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کی
 تفسیر لکھی ہے کسی آیت یا چھوٹی سورۃ کی تفسیر کی یہاں پر بحث نہیں ہے۔ مولانا ولی اللہ کی یہ
 تفسیر بہت بڑی قطع کی سات موٹی موٹی جلد و نہیں ہر ایک زبان فارسی ہے مولانا ولی اللہ کی وفات
 ۱۱۸۶ھ میں ہوئی تفصیل علم ابتداء اپنے مامون مولانا عبد القدوس بن مفتی محمد یعقوب اور
 اپنے خالو مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی سے کی اسکے بعد متوسعات اور مطولات اپنے چچا مولانا مبین
 بن ملا حبیب اللہ سے پڑھے فاضلہ التحصیل ہو کر کتب مقدیمہ اور کلام متاخرین کا مطالعہ شروع کیا
 بہان کہیں خزانہ کتب پایا ان میں سے کتابیں لیکر مطالعہ فرمایا غرض کہ کتب مقدیمہ و متاخرین پر

حادی ہو گئے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے من اکابر العلماء والواقفین نے علم
 تحقیقات المتقدمین والمتأخرین نال من البراعة والمهارة بالخط والفرز والفت تالیفات کثیر
 تراکب علی صندوقہ علی معارج العلوم العقلیة والنقلیة۔ مولانا شاہ سلیمان صاحب سبیلہ تعلواری
 لہذا و فرماتے تھے کہ اساذ معظم نے مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ علمائے فرنگی محل میں سب سے
 زائد مولانا دلی اللہ کے کتب کا مطالعہ فرماتے اور سب سے زائد انکی قریبات میں کلمات ارشاد
 فرماتے (انتہی کلام) مدت العمر خدمت علم تالیف و تدریس میں بسر فرمائی مطلقہ درس نہایت
 وسیع ہوتا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ثروت و جاہت ظاہری بھی عنایت فرمائی تھی ہمیشہ
 سرکار اور مدین اعزازی عہد و نذر مقرر رہے و ذرا اور امر الاحترام و تعظیم سے پیش آتے۔ عمر بھی
 خداوند تعالیٰ نے بڑی عنایت فرمائی تھی بالآخر کتبہ صغیر حضرت علیہ غلبہ شنبہ کو بعمر ۶۰ سال
 وفات پائی بیعت آپ کو مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی جیسا کہ اعضان سے ظاہر
 ہوتا ہے اور مجھ سے خود آپ کے فرزند مولانا انعام اللہ نے بھی یہی بیان کیا تھا۔ پیر و مرشد
 آپ کو غیر معمولی حسن عقیدت اور شفقت محبت تھا اعضان اربعہ کی تالیف محض حضرت کے
 حالات و موقوفہ لکھنے کی غرض سے کی تھی اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیر و مرشد کی بھی
 کس قدر عنایت مولانا کے مال پر سب ذل تھی مولانا کی تالیفات حسب ذیل ہیں۔ ماثیہ بر
 میرزا ہر سالہ جسکی تالیف ۱۲۱۰ھ میں فراغت ہوئی ماثیہ بر میرزا ہر ملاحظہ لال۔ ماثیہ بر
 شرح ہدایۃ الحکمۃ للصدۃ الشیرازی۔ ماثیہ بر حاشیہ اُکمال علی شرح العقائد الجلالی۔ یہ آپ نے
 ملا سبین کے ارشاد کے مطابق تحریر فرمایا تھا اور یہ ۱۲۱۰ھ میں ختم ہوا۔ رسالہ ایقاعات۔
 بحث علم میں شروع تالیف اس رسالہ کی پچھتبہ ۱۹ اشوال ۱۲۱۰ھ میں اشارہ العامی سے
 ہوئی اسکے بعد اسکی شرح بھی خود تحریر فرمائی جو اشوال ۱۲۱۰ھ کو ختم ہوئی۔ ایک رسالہ بحث
 شکایات میں ایک سالہ بحث کلامی ہذا کاذب شرع علم العلوم۔ نفائس الملکوت شرح مسلم ابو
 جود و بڑی موٹی جلد و نمین باریک کلام ہے۔ رسالہ عمدۃ الوسائل یہ رسالہ فارسی میں حضرت
 قطب لہ قصاب اور حضرت قطب شہید احمد حضرت قطب لہ قصاب کے خلفا اور اساذ اللہ کے
 بعض تلامذہ کے حالات میں مآثر و حالات والا ثبات حضرت سید شاہ غلام علی ہانسوی شیرازہ حضرت

قطب الافواج کے ارشاد سے لکھا گیا۔ حاشیہ بر میرزا بدر شریع موافقت در ساتھ مباحث سلطنتیہ ریاست
 موسوم بہ آداب السلاطین۔ مرتبہ المؤمنین و تنبیہ الخافلین نے منائیل سید المرسلین۔ شرح
 غایۃ العلوم۔ شرح معارج العلوم۔ کشف الابرار فی خصائص سیدالابرار۔ حاشیہ ہدایہ چار ضخیم جلد دین
 عبادت و معاملات پر زغالبت چاروں جلدوں پر (تذکرۃ الیزان)۔ مکملہ فخریہ علم
 مولانا احمد عبدالحق۔ مکملہ شرح مسلم ملا حسن۔ تفسیر متعدد ابجاء ہر سات جلد دین جسکا ذکر اوپر
 ہو چکا ہے۔ اخصان اربعہ ایمین مولانا انوار الحق کے کرامات ذکر ہیں اور قطب شہید کی تمام
 اولاد کا جملہ ذکر ہے اسی تذکرہ پر بعد کے تمام تذکرہ نویسان فرنگی محل کا اعتماد ہے۔ میں نے
 انہیں سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ صدر اور عمدۃ الوسائل اور اخصان اربعہ دیکھی ہیں
 شرح مسلم الثبوت کے متعلق مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ اسکے آخر میں
 مولانا دلی اللہ نے اپنے ان دونوں لوگوں کے متعلق دعا کی ہے جو بیرونی بوی سے تھے
 میں نے شرح مسلم الثبوت خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے جسکا ختم ۲۶ شعبان ۱۲۲۹ھ
 یوم چار شنبہ میں ہوا ہے اسکے آخر میں اولاد عطا ہونکی دعا ہے کہ کسی اولاد موجودہ کیلئے دعا
 عجیب مر یہ ہے کہ یہ مسودہ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور خود مولانا کے
 قلم سے اُسپر تحریر ہے کہ میں نے اُسکو اول سے لیکر آخر تک ۱۲۸۶ھ میں مطالعہ کیا ہے واللہ اعلم
 مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ مولانا دلی اللہ کے ان تعانیات کے علاوہ بہت سے
 دیگر تعانیات صاف شدہ اور مسودات نہایت نفیس معقولات اور منقولات میں تھے مگر اُسکے
 چھوٹے صاحبزادہ نے اپنی غفلت سے اُسکو ضائع فرمادیا۔ مولانا نے تین عقد برداری میں کیے۔ پہلا
 عقد آپ کا فقہیہ ضلع بامہنگی بن حکیم عبدالحق حنفی ملا کمال الدین کی دختر سے ہوا جو لا ولد
 وفات پا گئیں دوسرا مقدس منہاج الدین سہاوی از بنی اعام قطب شہید کی صاحبزادی سے
 ہوا جو ایک صاحبزادی زوجہ مولوی اکرام اللہ بن ملا سلام اللہ بن ملا عیب اللہ اور ایک صاحبزادہ
 مولوی انعام اللہ صاحب چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ تیسرا عقد آپ کا امینی بن شیخ عبد اللہ امیڈی
 نبیرہ ملا جیون مولف ذوالاؤاد کی دختر سے ہوا یہ بوی مولانا امیر علی شہید کی سالی تھیں۔
 چوتھے ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے مولوی افضل اللہ اور مولوی صفی اللہ ولد ہوئے۔

یہ بیوی مولانا دلی اللہ کے بعد بھی حیات رہیں۔ مولانا دلی اللہ کی ان دوسری صاحبزادی کا عقد مولوی مسیح اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ کے ساتھ ہوا جو محرم سلسلہ میں دو صاحبزادیاں چھوڑ کر وفات پاگئیں سب کے اذکار اور پرگور گئے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ مولانا دلی اللہ کے انکے علاوہ دو صاحبزائے ایک بیرونی بیوی سے تھے اخصان اربعہ میں انکا ذکر نہیں ہے واللہ اعلم۔

مولوی وحید اللہ بن مولوی حمید اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب۔ آپ حضرت حاجی شاہ وارث علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و تلمیذ ہیں ہمیشہ سے شان فقیرانہ رکھتے ہیں آخر عمر میں آپ نے مولوی عبدالحلیل پروفیسر بنارس کالج کی مالی سے عقد کیا جو ایک صاحبزادہ مولوی حیات اللہ کو چھوڑ کر بیمار مرض و وفات پاگئیں دوسرا عقد آپ نے بیرونی بیوی سے ضلع گونڈہ میں کیا جسے تین صاحبزائے خرد سال موجود ہیں جنکے نام حمید اللہ، سلام اللہ، نظام اللہ ہیں خدا مولوی وحید اللہ صاحب کو زندہ و سلامت رکھے انبندنگی محل میں آپ ہی سب سے بزرگ ہائے سر و سرباقتی ہیں۔

محمد حکیم دہاج الحق بن ملا المعان الحق بن مولانا بہان الحق نبیرہ مولانا انوار الحق۔ جناب حکیم صاحب نے بعد حفظ قرآن کتب درسیہ مفتولات اپنے والد ماجد سے اور مفتولات ادب مولانا عبدالحی القضاۃ سے پڑھ کر فراغت حاصل فرمائی اسکے بعد علم طب کی تحصیل کی جانب توجہ فرمائی اور حکیم محمد من دہلوی اور جناب حکیم عبد العزیز صاحب دریا بادی سے اولاً کتب طبیہ پڑھے اسکے بعد جھوانی ٹولہ کے نامور اطباء جناب حکیم عبد العزیز اور جناب حکیم عبد الحئی صاحب سے تکمیل طب فرمائی اسکے بعد مطب شروع فرمایا اور ایک مدرسہ بنام طبیہ دہاجیہ اصول جدید پر قائم فرمایا جو کئی سال سے کالج کے درجہ پر ترقی دیر یا گیلیا ہے اس مدرسہ کے متعلق دارالافتاء اور ایک مفید شفاخانہ کا بھی حکیم صاحب نے افتتاح فرمایا ہے جس سے غربا کو مفت دوائیں تقسیم ہوتی ہیں اعمال بالید یعنی سرجری کے کام کیلئے بھی ایک ڈاکٹر موجود رہتا ہے آپ کے صاحبزائے مولوی حکیم معراج الحق صاحب بھی اُس میں کام کرتے ہیں کامیابی کے ساتھ یہ کالج اور اسکے متعلق شفاخانہ ملک کی خدمت کو رہا ہے۔ کالج میں طب کے

مولوی وحید اللہ بن مولوی غلیل اللہ بن مولوی حفیظ اللہ بن ملا حبیب

کتب قادی و عربی میں پڑھائے جاتے ہیں اور اسناد حسب قواعد دیے جاتے ہیں حکیم صاحب اور
 ان کے صاحبزادے کے علاوہ دیگر مدرسین بھی اس مدرسہ میں کام کرتے ہیں اسکے متعلق ایک کیدی بھی
 قائم کی گئی ہے۔ حکیم صاحب نے سلسلہ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج بھی کیا تھا۔ آپ کو بیعت سراج
 ارشاد اپنے والد ماجد سے ۳۴۲ھ رجب الثانی ۱۲۱۸ء کو حاصل ہوئی۔ آپ نہایت قابل طبیب ہیں
 حکیم امجد علی صاحب ٹیس و آنریری مجسٹریٹ دہلی نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جعفر قواعد طبع
 مطابق نسخے میں نے حکیم و ہاج الحق کے پائے کسی دوسرے لکھنؤ کے طبیب کے نہیں پائے۔ آپ
 اپنی اس مرض و دوا کے متعلق ظاہر کرنے میں باطبع نہایت آزاد ہیں اور اس میں کسی کی پرواہ
 نہیں کرتے۔ حکیم صاحب کا عقد اولاد لا نکر ام ضلع لکھنؤ میں ہوا تھا جسے اولاد ہوئی مگر زندہ نہ رہی
 ان بیوی کا لا اولاد انتقال پر مرض سل و دن ہو گیا۔ دوسرا عقد حکیم صاحب کا چترہ میں شیخ غلام نبی
 مولوی کی دختر سے ہوا جسے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں باقی رہیں دونوں صاحبزادوں
 مولوی سراج الحق اور مولوی حکیم معراج الحق کا تذکرہ اوپر کر چکا۔ صاحبزادہ یحییٰ سے بڑی لڑکی
 کا عقد شیخ تلح الدین بن شیخ دہلج الدین بیر سراج احمد پوری کے ساتھ ۲۰۴ھ رجب سلسلہ کو ہوا جسے
 تین صاحبزادیاں خرد سال اس وقت موجود ہیں۔ بقیہ دونوں صاحبزادیاں قوام پیدا ہوئی تھیں
 ہنوز ناکندہ ہیں۔ (۱) دونوں صاحبزادوں کی شعبان سلسلہ میں شیخ مکرم علی شیخ مسعود علی پسرین شیخ اکرم علی
 مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق نمبر ۱ مولوی برہان الحق مذکور الصدر۔ آپ نے ابتدائی
 کتب مدرسہ عالیہ نظامیہ میں پڑھ کر انگریزی شروع کی اور انٹرنس کا امتحان پاس کر کے فکریہ ملازمت کی
 اب بعدہ قانون گوئی ضلع نچور ہسوسہ میں مقیم ہیں۔ آپ کا عقد راجہ میان کی صاحبزادی سے ہوا
 ساگدشتہ رمضان سلسلہ میں یہ بیوی دو خرد سال صاحبزادے چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ ایک
 لڑکا چند دن کے بعد فوت ہو گیا موجود لڑکے کا نام وحید الحق ہے خدادادہ رکھے۔
 مولوی وحید الحق بن مولوی فضل حق مذکور۔ آپ نے بھی ابتدائی کتب مدرسہ عالیہ
 نظامیہ میں پڑھ کر انگریزی شروع کی ادبی سے تک پڑھ کر ملازمت کی فکر کی ٹریننگ پاس
 کر کے بعدہ مدرسہ ملازم سرکاری ہو گئے۔ اسکے بعد سرکار نظام کی سلاک ملازمت میں داخل ہو گئے
 اور سلسلہ ملازمت سرشتہ تعلیم عثمان آباد مملکت نظام میں مقیم ہیں۔

۵۵
 ۱۲۱۸ھ رجب الثانی ۱۲۱۸ء

۵۵
 قادیان جگوری کھانا عقد ہو گئے

حرف الہاء

مولوی ہدایت اللہ بن مولوی سٹرافٹ اللہ بن مولوی کرامت اللہ بنیر ملا دینا میرے بڑے بھائی مرحوم تھے جو مجھ سے عمر میں تقریباً ۲۰ سال بڑے تھے اُن کا پہلا لڑکا جو خود سالی میں مر گیا مجھ سے ۲۰ دن چھوٹا تھا۔ ولادت آپ کی ۳ رمضان ۱۳۱۲ء کو ہوئی۔ حفظ قرآن شریف کے بعد کتب ہند ائید سمیہ پڑھ کر انگریزی شروع کی انگریزی پڑھنے کے بعد عربی پڑھنا شروع کی اور مولوی عبدالباقی بن مولوی علی محمد اور مولوی انعام اللہ مرحوم بن کوکال انعام اللہ صاحب کتب منقول مثل شرح وقایہ ہدایہ مولانا شریف کے پڑھے کتب معقولہ تھوڑے پڑھے تھے اسکے بعد حیدرآباد چلے گئے وہاں وکالت کا امتحان پاس کیا اور حیدرآباد ہی میں وکالت کرتے رہے چونکہ جائداد کا کوئی منتظم نہ تھا اس لیے تمام انتظام خراب ہو رہا تھا والد ماجد کے اصرار پر وطن واپس آکر انتظام جائداد کرتے رہے امور دنیاوی کا نہایت بہتر سلیقہ تھا نہایت ہوشیار اور سمجھدار تھے محلہ کی تقاریر و تعمیرات و اعراض کا انتظام آپ ہی نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے مدرسہ نظامیہ میں ایک زمانہ تک طلبہ کو درس دیتے رہے جسے مدرسہ میں دارالامام قائم ہوا اس وقت سے وفات کے وقت تک آپ مہتمم دارالامام رہے لیکن پر شغف پر روانہ فرماتے تھے اپنے والد کی جائداد کا ایسا بہتر انتظام کیا کہ اس وقت سے جبکہ جائداد فیض میں آئی وقت وفات تک جائداد کی آمدنی دو گنی ہو گئی باوجود امور دنیاوی میں انہماک کے ہمیشہ صلاح و تقویٰ سے سرفرمائی ہر قسم کی اچھی اور بری صحبتوں میں شرکت و دشنام فرمائی مگر اپنا دامن محرمات شرعیہ طوط نہونے دیا حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیت آدم جمع سلاسل میں اجازت ارشاد پائی تھی۔ ہر دم شریعت سے بیدار عقائد اور شہت محبت تھا۔ اکثر اوقات حضرت کے احوال و قصص بیان فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ اسکے معلومات عامہ بھی بہت زیادہ تھے۔ مجھ کو چونکہ بچپن سے اپنے بڑے بھائی صاحب مرحوم ہی کے پاس رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا تھا اس لیے انکی فیض محبت سے بہت زائد واقعات اور قصص و حکایات مجھ کو معلوم ہوئے۔ میرے والد ماجد سلسلہ ملازمت ہمیشہ باہر رہے اس لیے ہم سب کی تربیت و تعلیم بھائی صاحب کے متعلق تھی اور سچ ہے کہ جو کچھ بھی مجھ کو آیا اس میں بڑا دخل بھائی صاحب کی تربیت کا بھی تھا۔ حضرت استاد

رحمۃ اللہ علیہ کو بھی میرا خیال ہے کہ اپنے تمام عزیزوں سے دائرہ بھائی صاحب مرحوم کا خیال اور اس نے محبت تھی۔ میں نے اپنی عمر میں حضرت استاد کو کسی دوسرے عزیز کے انتقال پر اتنا متاثر نہیں ہوا کہ دیکھا ہے جیسا کہ بھائی صاحب مرحوم کے انتقال پر متاثر ہوئے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم اکثر درگاہ میں مبتلا رہتے تھے جس سے انکی صحت بہت خراب ہو گئی تھی دفتہ جہاں الاولیٰ مسئلہ میں اپنی شہ پر فالج کا حملہ ہوا اُس سے رفتہ رفتہ بالکل صحت ہو گئی صرف خفیف ضعف کے سوا اور کوئی اثر بھی فالج کا نہیں رہا تھا کہ اس اثنا میں ۹ روز قیدہ مسئلہ کو انکی منظم اور نہایت سمجھدار اور عاقلہ بیوی کا بمرض استعفا انتقال ہو گیا جس نے بھائی صاحب کے دماغ اور اعصاب پر نہایت خطرناک اثر ڈالا اور اسکے بعد سے انھما لال بڑھنا شروع ہو گیا یا نہایت کہ ادا خردی اچھے مسئلہ کو دوبارہ فالج کا بائیں جانب حملہ ہوا جس سے جانبری ہو سکی اور ۶ محرم ۱۳۳۱ھ یوم دوشنبہ کو تقریباً اسی کے انتقال کیا۔ حضرت استاد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان میں نقش لاکر اسی جگہ اور انھیں تقویٰ پر غسل دیا گیا۔ پیر دہشتہ کو غسل دیا گیا تھا۔ اور بعد مغرب مولانا محمد احمد اور مولانا نور الحق صاحبزادگان مولانا انوار الحق کے مزاروں کے درمیان دفن کیے گئے۔ آپ کا عقد مولوی احمد اللہ بن مولانا نعمت اللہ کی صاحبزادی سے مسئلہ میں ہوا جس نے اولاد کثرت سے ہوئی مگر دہزہ نہ رہی بھائی صاحب کے انتقال کے وقت صرف تین صاحبزادے مولوی بخاؤن اللہ اور مولوی محمد حافظ صیغت اللہ اور مولوی حکیم محمد سمیع ارادت اللہ اور دو لڑکیاں موجود تھیں لڑکوں کے حالات ادھر ذکر ہو گئے۔ بڑی لڑکی کا نکاح اپنے چچا زاد بھائی مولو سے محمد شفیع محبت اللہ کے ساتھ ہوا جس نے اولاد ہوئی مگر دہزہ نہ رہی آخر یہ لڑکی مسئلہ میں لاد لہ بمرض ذات البجانب انتقال کر گئی دوسری لڑکی کا عقد مولوی حامد حسن بن مولوی نور الحسن بن مباح رسول مولوی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کا گوری کے ساتھ سرور جب مسئلہ کو ہوا جو ایک خرد سال لڑکی چھوڑ کر بمرض دن ۲۰ رجا دی لثانیہ مسئلہ میں انتقال کر گئیں یہ خرد سال لڑکی بھی اسی سال رمضان مسئلہ میں بمرض چھپک انتقال کر گئی۔ اب لڑکیوں سے کوئی اولاد نہیں باقی ہے۔

حرف الیاء

مولوی محمد یوسف بن ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ آپ ملا حسن کی دامپوری راجہ سے صاحبزادے تھے۔ تحصیل علوم اپنے والد ماجد سے کی اور بعد ختم کتب مدرسہ دامپوری میں مفتیم رہے اور وہاں وفات پائی۔ زیادہ حالات بوجہ ترک تعلقات معلوم نہ ہو سکے۔

مولوی محمد یوسف بن مولوی قطب الدین بن مولوی غلام بیگ خان نیر ملا حسن کتب مدرسہ اپنے والد ماجد سے پڑھے اور کسب معیشت کی غرض سے حیدر آباد ہی میں سکونت فرمائی زیادہ حالات مجھ کو نہیں معلوم ہو سکے۔

مولوی محمد یوسف بن مولوی محمد اسحاق بن ملا محمد انڈرین ملا احمد عبدالحق۔ کتب مدرسہ اپنے والد ماجد سے پڑھ کر علم طب بھی حاصل فرمایا اسکے بعد کسب معیشت کی جانب توجہ کی اور اسلئے کھنڈو کی محبت میں پھنس گئے دکان علم اکبر میں عقلہ و عقائد مذہبی میں خلل واقع ہو گیا۔ کھنڈو کے کسی امیر کے ساتھ مرشد آبا د چلے گئے وہاں ہفتہ میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ آپ کا عقد آپ کی چچا زاد بہن دختر مولوی حبیب اللہ بن ملا محمد انڈرین سے ہوا تھا جو ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں خرد سال چھڑ کر اپنے شوہر کے مدبرہ و انتقال کر گئی تھیں۔ ان بچوں کی پرورش انکی دادی نے کی جب خبر انتقال مولوی محمد یوسف کی والدین کو معلوم ہوئی سخت متاثر ہوا والدہ ماجدہ نے اسی غم میں قصد ہجرت کیا اور اپنے شوہر کے بھتیجے ملک العلماء مولانا حیدر کے ہمراہ حج کو روانہ ہوئیں اور مہیا کہ ملا حیدر کے ذکر میں گوراد اسی میں جہاز غرق ہو گیا مولانا اسحاق کی بیوی بھی غرق ہو گئیں۔ مولوی یوسف کے صاحبزادہ مولوی محمد بیگے کا ذکر اور پرگڑ چکا۔ انکی دونوں صاحبزادہ یونین سے ایک کا عقد مولانا بہان الحق بن مولانا نور الحق کے ساتھ اور دوسری کا عقد مولانا معین بن ملا معین کے ساتھ ہوا جسکے اذکار اور پرگڑ لگئے۔

مولوی محمد یعقوب بن مولوی محمد بیگے بن مولوی محمد یوسف بن ملا اسحاق بن ملا محمد انڈرین کتب مدرسہ مولوی فادم احمد اور دیگر علمائے پڑھے اسکے بعد فکر معیشت کی جانب توجہ فرمائی اخبار کارنامہ اور مطبع جاری فرمایا جو ایک مدت تک نہایت خوبی سے چلتا رہا اب اسکی پیرائہ سالانہ سابق انتظام اسکا باقی نہیں رہا اور آخر کار بند ہو گیا۔ آپ نے حکام کی نظر و نہیں

بھی اعزاز پیدا کیا تھا آپ نے آخر زمانہ میں بوجہ مطیع اور اخبار کے بند ہو جانے اور آمدنی نہ رہنے کی
 نہایت محنت میں بسر فرمائی غیور بہت زاد تھے اس لیے دست بوز امر کے سامنے دلاؤ نہیں
 فرمایا آخر ۲۹ قیعدہ ۱۳۲۹ھ میں طویل علالت کے بعد انتقال فرمایا آپ کا عقد مولانا نعیم اللہ بن
 مولانا حبیب اللہ کی دختر سے ہوا تھا جو ۵۵ دلد شوہر کی حیات میں ۳۱۵ھ میں وفات پائی مگر نہ ہر
 فرنگی محل سے ایک دختر تھیں جو مولوی حکیم امتیاز الحق صاحب بن مولانا المعان الحق بنیرہ
 مولانا نور الحق صاحب سے منسوب ہوئیں یہ بھی ایک فرد سال لوگوں کو محمد سعید بن کوچہ کو ۳۳۱ھ میں بیعت کیا گیا
 میں بمرض ہیضہ انتقال فرما گئے۔ اب مولوی اسحاق صاحب کی اولاد پسر ہی میں کوئی باقی
 نہیں ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب ایک زمانہ تک مدرسہ اشاعت العلوم کے بھی مہتمم تھے
 و منتظم تھے یہ مدرسہ مولانا عبدالحی اور مولانا عبد الوہاب رحمہما اللہ نے ابتدائی تعلیم کے لیے
 قائم کیا تھا جس کے ناظم مولانا عبد الوہاب صاحب تھے مولانا عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال
 تک یہ مدرسہ نہایت آب و تاب سے چلتا رہا اسکے بعد مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ
 اپنی مصروفیتوں کے اس سے علیحدگی اختیار کی اور یہ مدرسہ کمزور ہو گیا اس پر بھی ۱۳۱۲ھ تک
 مولوی یعقوب صاحب کے اہتمام میں کسی نہ کسی طرح چلتا رہا آخر کار بند ہو گیا۔ حضرت استاذ
 رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ عالیہ نظامیہ کو انھیں بنیاد و بنیاد سے اس سے اعلیٰ پیمانہ پر قائم فرمایا
 اور خدا کے فضل و کرم سے اب تک قائم ہے۔
 مفتی محمد یعقوب بن ملا عبد العزیز بن ملا سعید بن قطب شہید تحصیل علوم حضرت
 استاذ اندر رحمۃ اللہ علیہ اور ملا حسن سے کمر کے فاسخ تحصیل ہوئے۔ زبردست عالم اور
 مفتی تھے فاضل علوم دینیہ میں ایسی ہمارت حاصل تھی کہ اپنے زمانہ میں ان علوم کے ممتاز افراد
 میں سے تھے استاذ اندر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں آپ کی تدریس کی شہرت ہو گئی تھی
 آپ کی دیانت اور تقویٰ پر عوام اور خواص سب کو بھر دسہ تھا یا نہ کہ سرکار اودھ کی
 جانب سے آپ کو عمدہ افتا سپرد ہوا جسکو آخر عمر تک آپ نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے
 حکام کو آپ کے فتاویٰ و نہایت زائد اعتبار و اعتماد تھا۔ آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے
 تھے یا داکھی میں بسر فرماتے تھے اور گھر پر فتوہ نہ دے سکتے تھے اپنے صاحبزادہ مفتی احمد ابو القاسم

کو طریقہ فتوے لکھنے کے سکھاتے صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت کے بذات خاص نگرانی فرماتے۔
 نصف قرآن شریف بھی حفظ فرمایا تھا آخر ۲۷ سال کی عمر میں بہادر شاہ عالم وفات پائی۔ عقد
 آپ کا آپ کی چچا زاد بہن مولانا احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی دختر سے ہوا تھا جسے چار صاحبزادے
 مولوی عبدالقدوس اور مولوی مفتی احمد ابوالرحم اور مولوی ابوالکرم اور مولوی ابوالفضل باوجود
 تین صاحبزادیان پیدا ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اڈکار اور پرگڑھ کے۔ صاحبزادیوں میں سے ایک کا عقد
 مفتی ظہور اللہ بن ملا ولی کے ساتھ دوسری کا عقد اپنے مامون زاد بھائی ملا حبیب اللہ بن ملا حبیب
 کیساتھ ہوا ان دونوں کے تذکرے اوپر گزے سے تیسری صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض الدین
 لکھنوی کے ساتھ ہوا جسے دو صاحبزادے مولوی قدرت علی اور مولوی غفر علی پیدا ہوئے ان
 ان دونوں صاحبزادوں کے حالات بطور ضمیمہ آخر کتاب میں ذکر کروں گا۔ اولاد قطب شہید میں
 انکی اولاد کا تذکرہ ہے وہ تھا۔ مفتی صاحب کے تلامذہ میں سے مفتی غلام مرتضیٰ کا کوڑی بھی تھے
 مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر نیرہ مفتی محمد یعقوب مذکورہ بالا۔ ولادت آپ کی آپ کے
 دادا کی حیات میں ۱۲۸۳ھ میں کچھ کتب درسیہ آپ اپنے والد ماجد سے پڑھے رسالہ ترجمہ
 مولانا نور اللہ بن ملا ولی سے پڑھا اور کچھ کتابیں مولانا مفتی ظہور اللہ سے پڑھ کر فایز التخصیل
 ہوئے۔ شیر و صورت دونوں یوسف ثانی تھے نہایت خوبصورت کسرتی بدن تھا دوزخ
 آخر عمر تک ترک نہیں فرمائی ایک مدت تک وطن میں تدریس و تالیف میں مصروف رہے
 آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد عمدہ اثاثہ آپ کے سپرد ہوا تھا جسکو قدرۃ اللہ علیہ تک آپ
 انجام دیتے رہے عشرۃ مطاب عشرۃ کے قدر میں آپ کا گھر بار لوٹ لیا گیا تھا اسمین
 آپ کے مال و اسباب کے ساتھ کتب خانہ بھی بہت کچھ ضائع ہو گیا اس کے بعد نہایت عسر کے
 بسر ہوتی تھی سفر حج کا ارادہ فرمایا مگر زاد راہ ممکن نہوا ۱۲۸۳ھ میں جب آپ کے شاگرد مولانا
 عبدالحکیم بن مولانا امین اللہ جو پور سے حیدر آباد چلے گئے تو آپ کو اپنی جگہ پر جو پور میں
 مقرر کر گئے ۱۲۸۳ھ میں جب مولانا عبدالحکیم صاحب اپنے صاحبزادہ مولانا عبدالحی کا نکاح
 کرنے آئے تھے جو آپ کی پوتی سے ہوا تو آپ بھی جو پور سے اپنی پوتی کے عقد میں
 شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اس اثنا میں آپ سخت علیل ہو گئے یہاں تک کہ سب کو آپ کو

حیات مایوسی ہو گئی اس اثنا میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ آپ کی موت
 سفر میں ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد سے فراغت کے بعد جب مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ
 میں حیدر آباد واپس جانے لگے تو باصرہ آپ کو حیدر آباد چلنے پر راضی کیا مگر مولوی حیدر حسین صاحب
 وکیل بن حاجی امام بخش جو چوہدری والدہ ذاب عبدالحمید و جد ذاب محمد یوسف زہیر ابو عالم
 نے کسب طبع آپ کو اپنے مدرسے سے جانے نہ دیا مجبوراً آپ نے چوہدری میں قیام فرمایا اور شعبان ۱۳۸۵
 فرمایا اور شعبان ۱۳۸۵ میں وطن آکر بی بی بارادہ حج زدہ تھیں اور مکہ معظمہ پہنچ کر کچھ قیام
 فرمایا اور آخر شوال میں بارادہ زیارت روضہ اطہر مدینہ منورہ طے صاحبہا الف الف تحیۃ
 و صلوة و تسلیم روانہ ہوئے راستہ سے بخارا اور اسماں میں مبتلا ہوئے مدینہ منورہ پہنچ کر
 وارز بقعہ ۱۳۸۵ کو انتقال فرمایا اور حین البقیع میں دفن ہوئی قطوبی لہ من حسن خاتمہ
 و فضل مضجع و مدفن۔ آپ نہایت عابد و زاہد شب زندہ دار تھے۔ چوہدری میں حافظ قدس اللہ سے
 میں نے سنا کہ آپ کا معمول تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور عبادت اور ذکر یا بھر فرماتے
 صبح ہونے پر نماز فجر کے بعد تلاوت مستحکم کن شریف فرماتے اسکے بعد وزش فرماتے وزش کے بعد
 غذا نوش فرماتے اور شب روز میں صرف اسی رشت غذا نوش فرماتے اسکے بعد سے درس
 شروع ہوتا ۱۱ بجے تک درس ہوتا اسکے بعد قیوڑی دیر تا بیت و تصنیف میں صرف فرما کر
 آرام فرماتے ۱ ٹھکانا زہر سے فراغت کے بعد بھرندیس فرماتے مغرب کے بعد بھر تا بیت و
 تصنیف میں مصروف رہتے عشا کی نماز کے بعد آرام فرماتے یا بھر مولانا کی دیانت کے متعلق
 ایک قصہ جو مجھ سے میرے والد نے بیان فرمایا تحریر کرتا ہوں والد ماجد فرماتے تھے کہ غدر کے
 باغچہ چھ سال کے بعد جبکہ میری عمر تقریباً ۱۲ سال کی ہوگی ایک انگریز فرنگی محل میں مفتی محمد کو
 صاحب کو دربارت کرنا آیا مجھ سے بھی مولانا کو پوچھا میں نے پتہ بتا دیا مجھ سے کہا کہ چل کر
 وہاں تک پہنچا دو میں مولانا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک انگریز آپ کو دربارت
 کر رہا ہے آپ نے فرمایا بلاؤ وہ حاضر خدمت ہوا سوقت مولانا ٹوٹی ہوئی پوشیدہ چٹائی پر
 بیٹھے ہوئے کچھ تحریر فرما رہے تھے انگریز کو ایک شکستہ مونڈے پر بٹھایا اُس نے کچھ شرعی مسائل
 محل و مطلق کے متعلق آپ سے دربارت کیے آپ نے اسکے جوابات مفصل ارشاد فرمائے اسکے

بعد اُسے دریافت کیا کہ جناب کی بساوات کیسے ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ اب ظاہر باب
 میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے عسرت میں بسر ہوتی ہے اُسے عرض کیا کہ میں سرکاری ملازمت
 آپ کو دلا دوں گا آپ نے فرمایا کہ میں بد توں شرع کے احکام جاری کر چکا ہوں اب مجھ کو اپنے
 خدا سے شرم آتی ہے کہ خلافت شیعہ احکام دون اور انگریزوں کی ملازمت میں یہ ضروری
 ہو گا اُسے کہا کہ نہیں میں ایسی صورت کر دوں گا کہ آپ کے متعلق احکام دنیا ہو اور کوئی خلاف
 شرع امر آپ کے متعلق نہ کیا جائے آپ نے منظور فرمایا وہ انگریز ملا گیا اور دوسرے دن پھر آیا
 اور اپنے ساتھ ایک مسلمان منشی کو لیتا آیا اور آپ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کے لیے رجسٹری
 کا عہدہ تجویز کیا ہے جسکی آمدنی اس وقت چھ سات سو روپیہ ماہوار سے زائد بنتی ہے آپ نے دریافت
 کیا کہ رجسٹری کیا ہے اُس نے آپ کو سمجھایا اُس کے بعد کہا کہ آپ کو کچھ دھمت نہ کرنا پڑے گی
 ایک کمرہ دیر بیچے اُس میں یہ منشی بیٹھ کر سب کام انجام دے لینگے آپ کو چار بجے صرف
 رجسٹر دن اور دستاویزوں پر دستخط کر دینا ہونگے رجسٹری کا دفتر آپ کے یہاں ہو گا آپ نے
 منشی کو نیچے کے کمرہ میں بیٹھنے کی ہدایت کر دی دوسرے دن سے کام شروع ہو گیا یہ انگریز
 اُس زمانہ میں فنانشل اور جوڈیشل کمشنر اور دھکا تھا۔ دوسرے دن جب منشی کام ختم کر چکا اور
 تمام دستاویزوں کو درج رجسٹر اور مکمل کیو کے مفتی صاحب کے پاس دستخط کو بیگیا آپ نے دستاویز دیکھ
 پڑھنے کا ارادہ کیا منشی نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہیں میں نے دیکھ لیا ہے سب
 صحیح اور مکمل ہیں صرف دستخط فرمادیجیے آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہے میرے دستخط تو بمنزلہ
 میری شہادت کے ہونگے جبکہ پڑھ نہ لوں شہادت کیسے دن منشی نے عرض کیا کہ آپ کو
 اختیار ہے مگر اسکی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے رجسٹر کھول کر دستاویزین ملاحظہ فرمانا شروع کیں
 اتفاقاً پہلی دستاویز سودی قرضہ کے متعلق تھی دیکھتے ہی غصہ سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا
 اور رجسٹر اٹھا کر دور پھینک دیا اور منشی سے کہا کہ ابھی بھل جاؤ اور فوراً اُسکو بحال دیا وہ نتیجہ
 ہو کر انگریز کے پاس گیا اور اُس سے واقعہ بیان کیا اور کو بیعتیں نہیں لیا۔ منشی سے کہا
 کہ ضرورت نہ کوئی نالافتی کی ہو گی اُسے جب اصرار سے اٹھا کر کیا تو وہ انگریز منشی کو لیے
 ہوئے دوسرے دن مفتی صاحب کی خدمت میں آیا آپ نے صورت دیکھتے ہی اُسکو بھی ڈانٹا

شرع کیا اور فرمایا کہ کافر سے اسکے سوا اور کیا امید ہو سکتی تھی میری ہی غلطی تھی جو کافر کے کہنے میں آگیا اور نذر و قطار رونما شروع کیا وہ انگریز بالکل ساکت بیٹھا رہا توڑی دیر کے بعد اُس نے عرض کیا کہ آخر ارشاد ہو کہ کیا غلطی فتنی سے ہوئی آپ نے فرمایا کہ سودی دستاویز پر میرے دستخط کر رہا تھا جو گویا میری شہادت تھی حدیث شریف میں سود کے متعلق لکھنے والے اور گواہ سب پر لعنت آئی ہے ابھی تو بڑے زمانہ تک تو میرے دستخط خدا اور رسول کے احکام پر ہوتے تھے اب میرے دستخط سودی دستاویز پر ہو گئے۔ اُس نے آپ سے بہت معافی مانگی اور عرض کیا کہ مجھے غلطی ہو گئی میں اب ایسی صورت تجویز کروں گا کہ یہ بھی زحمت نہ ہے اور کسی غیر مشروع امر کی زحمت نہ پیش آئے۔ آپ نے باوجود اُس انگریز کے بچہ اصرار کے کسید طرح منظور نہ فرمایا۔ یہ انگریز اسکے بدلہ کبھی کبھی مسائل دریافت کرتے حاضر خدمت ہوتا تھا۔ انتہی آپ کا عقد مولانا عبدالواحد نیرۃ بھر العلوم کی صاحبزادی سے ہوا تھا جسے ایک صاحبزادہ مولوی ابوالکھلیس محمد ممدی جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور دو صاحبزادیاں ایک زوجہ مولوی فیض اللہ بن مولوی عظیم اللہ نیرۃ ملا صاحب شہر جنکا انتقال یکم جادی الثانیہ ۱۳۱۷ھ کو ہوا اور دوسری زوجہ مولوی انعام اللہ بن مولوی ولی اللہ یادگار رہیں۔ مفتی صاحب کو بیعت حضرت مولانا ابوالحسن قدس سرہ سے تھی اور تعلیم اذکار و اشغال حضرت مولانا عبدالواہب رحمۃ اللہ علیہ سے پائی تھی۔ آپ کے تصانیف حسب ذیل ہیں۔ حاشیہ شرح سلم ملا حسن حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک حاشیہ شمس بازوہ نملکہ حواشی ملا حسن بر شمس بازوہ حاشیہ طبعیات شفا حاشیہ شرح دقایہ انکس علاوہ بخاری شریف اور بیضاوی پر متفرق تعلیقات ہیں آپ کے حالات مولانا عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ سہایہ اور مقدمہ عمدۃ الراہیہ میں بھی ذکر کیے ہیں۔

مولوی محمد یوسف عرف مفتی صاحب بن مولوی محمد قاسم بن مولوی محمد ممدی بن مفتی محمد یوسف مذکورہ بالا ولادت ۱۲۸۸ھ کو ہوئی کتب ابتدائیہ آپ نے مولانا عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور بقیہ کتب مولانا حفیظ اللہ غفرلہ رحمی اور اساتذہ مولانا عین القضاۃ شاگردان مولانا عبدالحمی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے ابتدائین مدرس کا اتفاق نہیں ہوا جب حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۷ھ میں سفر حج کو

تشریف لیگئے و مفتی محمد یوسف صاحب جگہ اور مولوی محمد قائم صاحب کو ہمراہ لیکر مولانا عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور ان سے جاری تعلیم کیلئے عرض کیا مولانا نے فرمایا کہ میں نے مولانا حافظ احمد کے پڑھانے کے بعد پڑھانا بالکل ترک کر دیا ہے اسکے بعد مفتی صاحب سے پڑھانے پر بیدار رہو تا کہ یہ فرمائی اور ہم لوگوں سے کہا کہ تم انکا پیچھا نہ چھوڑنا غرض کہ میں نے اور مولوی قائم صاحب نے میڈی اور نعمۃ الہین اور رشیدیہ اور ہدایہ کے کچھ اسباق مفتی صاحب سے پڑھے جب مدرسہ عالیہ نظامیہ قائم ہوا تو اس میں بھی آپ برابر درس دیتے رہے۔ غالباً تالیف و تصنیف کا اتفاق نہیں ہوا اللہ نے آپ سے علی خدمت اسکے بدلے اس طرح لی کہ آپ اپنے مطبع پر مفتی کے ذریعے ہزاروں کتابوں کی عالم اسلام میں اشاعت فرمادی۔ آپ کو آخرین ذیابیطس کی شکایت ہو گئی تھی ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ میں ایک معمولی مہنسی پاؤں نہیں کھٹنے کے قریب نکلی جس میں اندر ہی اندر مواد پیدا ہو گیا ختم محرم تک تمام پاؤں میں مواد پیدا ہو گیا اور وہ برابر بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ شروع صفر ۱۳۳۷ھ میں بوقت صبح آپ نے انتقال فرمایا اور باغ مولانا انوار میں اپنے جدا محمد مفتی محمد یعقوب سے متصل اور مولانا نور الحق کے قبر کے پائین آپ دفن ہوئے۔ آپ کو بیعت حضرت مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے تھی عقد آپ کا مولانا عبدالرحی رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی صاحبزادی سے ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ کو ہوا جو اس وقت تک بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ ان سے مفتی صاحب کے تین صاحبزائے بچے جنکے نام یہ ہیں مولوی ابوالرحم محمد ایوب مولوی ابوالکرم محمد یونس مولوی ابوالفضل محمد ادریس انہیں سے مولوی یونس کا اپنے والدین کے روبرو انتقال ہو گیا۔ انکا ذکر آگے آتا ہے بقیہ کے اذکار اوپر گزر گئے۔

مولوی محمد یونس بن مفتی محمد یوسف ثانی بن مولوی قاسم نبیرہ مفتی محمد یوسف اہل۔ حفظ قرآن شریف کے بعد کتب سہ کی مدرسہ عالیہ نظامیہ میں تحصیل کئے اور مولوی اور مولانا کی سند حاصل کیں یہ صاحبزائے نہایت ہونما عقلند ذکی و ذی فراست تھے علوم جدیدہ سے بھی اچھی واقفیت حاصل کی تھی انگریزی بھی خود اپنے شوق سے پڑھ لی تھی غرض کہ ان صاحبزادوں سے حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ اور ہم سب کو امید قوی تھی کہ اپنے نامور نانا کے صحیح قائم مقام

ہونگے اور اُنکے نام کو اور روشن کریں گے مگر افسوس کہ دستِ قضا نے تمام اُمیدوں کو مٹی میں ملا دیا یہ صاحبزادے حیدر آباد میں عثمانیہ یونیورسٹی میں پروفیسر تفسیر مقرر ہو کر گئے اور قحطیوں و فتنوں کا مکر کرنے پائے تھے کہ کھانسی اور بخار نے جو اُنکا پُرا نام مرن تھا عود کیا طویل فرنگی محل میں واپس لائے اور ربیع الاول ۱۳۳۷ھ میں اسی تاریخ جس میں اُن کے نامور نانائے وفات پائی تھی رہ گئے عالم بقا ہوئے اور اپنے والدین اور دیگر اعزاء کے دل پر داغِ حسرت رکھ گئے۔ تالیف و تصنیف کا پڑھنے کے وقت سے شوق تھا اور ختمِ تعلیم کے بعد محققانہ لکھنے کا ذوق پیدا ہوا حسب ذیل تالیفات لکھے تھے ایک مینظیر رسالہ مسالہ خلافہ کے متعلق لکھا تھا جو حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ نے لندن بھیجا تھا افسوس کہ وہ گم ہو گیا کلی طبعی اور بعض مسائلِ منطقیہ پر اعتراضات اور جدید علوم کی روشنی میں اس پر محققانہ بحث اس موضوع پر جو رسالہ لکھا تھا وہ مجھ کو بھی دکھایا تھا۔ ایک کتاب روضہ الاجتماع جو موسیٰ پورنی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ابن رشد کے نام سے حالات ابن رشد میں ایک بسوط کتاب لکھی ہے جس میں ابن رشد کے کتب پر نہایت قابلانہ تبصرہ و نقد بھی ہے یہ دونوں کتابیں دارالمصنفین اعظم لکھنؤ کی طرف سے طبع بھی ہو گئی ہیں۔ تفسیر پر بھی متفرق یادداشتیں بڑا تہ درس لکھے تھے۔ معدی نوبت نہیں آئی تھی کہ یہ گلِ حسرتِ بادی خزان کے چھوٹوں سے کھلا گیا۔

مولوی محمد یونس اپنے نامور نانائے پہلو میں مشرقی طرف دفن ہوئے اور ادھر سے دونوں مزاروں کو ایک کر کے دونوں کے گرد حضرت اساتذہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنگ مرمر کی بجائی لگوا دی ہے (قد تم اصل الکتاب فاعلموا)

ضمیمہ

در ذکر اولاد مولانا قدرت علی و مولوی وزیر علی نواسگان مفتی محمد یعقوب بن محمد کو عبدالحزب
بن ملا سعید بن قطب شہید جیسا کہ مفتی محمد یعقوب صاحب کے حالات میں ذکر ہوا انکی ایک
صاحبزادی کا عقد شیخ فیاض علی کے ساتھ ہوا اُسے دو فرزند مولانا قدرت علی اور مولوی وزیر علی
پیدا ہوئے چونکہ ان حضرات نے فرنگی محل میں ہی سکونت اختیار کر لی تھی اور فرنگی محل میں
انکے تعلقات رہے اسلئے انکا ذکر بطور ضمیمہ اولاد قطب شہید کے ذکر کے ساتھ مناسب ہے۔
مولوی قدرت علی نے بعد حفظ قرآن شریف تحصیل علوم اولاد مولانا نور الحق سے کی پھر
تکلیف مدراس جا کر حضرت بحر العلوم سے فرمائی اور فارغ التحصیل ہوئے عالم باعمل اور
فاضل زمانہ تھے مدت العمر مدت علم میں بسر فرمائی آپ بعض علماء فرنگی محل نے بھی
پڑھا تھا آپ کا عقد اولاد مولانا محمد عبدالاعلیٰ بن بحر العلوم کی دختر کے ساتھ ہوا جو ایک
صاحبزادی چھوڑ کر وفات پا گئیں ان صاحبزادی کا عقد اپنے چچا زاد بھائی مولوی نیاز احمد
بن مولوی وزیر علی کے ساتھ ہوا جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ مولوی قدرت علی صاحب کا دوسرا
عقد شیوخ میں ہوا جسے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے صاحبزادی کا عقد محمد
عبدالحکیم بن مولوی عبدالحکیم بنیرہ بحر العلوم کے ساتھ ہوا جنکا ذکر حوت میں ہو چکا دون
صاحبزادوں کے نام ظفر احمد اور عبدالرحمن تھے۔ مولوی قدرت علی کی وفات ۱۲۶۷ھ
میں ہوئی۔ مولوی ظفر احمد کتب درسیہ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے ملک العلماء ملایہ کی
صاحبزادی سے عقد ہوا اور ایک صاحبزادہ مولوی فخر الدین یادگار چھوڑ کر ۱۲۶۷ھ میں انتقال
کیا۔ مولوی فخر الدین کتب درسیہ فرنگی محل میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے نہایت خوش
کمن اور خوش بیکان واعظ تھے زمانہ میں بلکہ اپنے قبل بھی اس امر میں اپنا نظیر نہیں رکھتے
تھے نہایت عقلمند اور مجاہد تھے۔ بیعت حضرت مولانا عبدالوہابی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپکا
عقد اولاد شیخ زین العابدین سہالوی از بنی اعمام قطب شہید کی دختر سے ہوا جو تین صاحبزادے
ایک زہبہ مولوی محمد شہ بن مولوی احسان اللہ اور دوسری زہبہ مولوی ابراہیم بن مولوی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد مولوی ابراہیم کی بیوی کا

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

محمد صاحبزادی وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی

علی محمد اور نصیری زوجہ مولوی عبد المجید بن مولوی عبد الحکیم بن مولوی عبد الحکیم اور ایک
 صاحبزادہ مولوی نظام الدین چھوڑ کر وفات پا گئیں دوسرا عقد مولوی فخر الدین نے اپنی
 مامون زادہ بن دختر مولوی محمد علی بن ملک العلما لا حیدر سے کیا جو لا ولد انتقال کر گئیں
 : مولوی فخر الدین صاحب نے تیسرا عقد کلکتہ میں ہی کیا تھا مولوی فخر الدین صاحب نے اس
 جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ کو کلکتہ میں انتقال کیا اور مٹیا برج میں ایک مسجد کے مشرقی گوشہ میں دفن
 ہوئے۔ مولوی نظام الدین بن مولوی فخر الدین۔ من کتب درسیہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ
 علیہ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے نہایت قابل اور زبردست فاضل تھے حضرت مولانا
 عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی زبان سے انکی قابلیت کی تعریف فرماتے تھے آپ نے
 فرنگی محل کے قیام کے زمانہ میں تدریس کی جانب بھی توجہ فرمائی مگر پھر ترک تدریس فرمادیا
 علم طب بھی حاصل فرمایا اور انہیں بھی کمال پیدا کیا فکر معیشت میں بنارس چلے گئے اور
 وہاں ہی قیام فرمایا اور وہاں طب بھی شروع فرمایا آپ کے علاج کی دہان بہت شہرت
 تھی خاص عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے حضرت مولانا علیہ من علیہ وسلم کو دین
 واپس ہوئے اور مردا کرتے تھے جب کچھ فائدہ ہوا تو جائس ضلع رسل بریلی میں کسی
 طبیب سے علاج کرنے کی غرض سے تشریف لیگئے اور وہاں ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ میں بمرض
 دق انتقال کیا۔ آپ کا عقد حضرت مولانا عبد الرزاق کی صاحبزادی سے ہوا تھا اور
 اولاد بھی ہوئی تھی مگر زندہ نہ رہی اور بیوی صاحبہ نے لا ولد انتقال کیا بنارس میں
 آپ نے بیرون فرنگی محل بھی ایک عقد کیا تھا جسے صرف ایک صاحبزادے نصیر الدین
 اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں ان بیوی کا بھی بعارضہ دق انتقال ہو گیا اور صاحبزادہ
 بھی بمرض دق ناکندہ فوت ہو گئیں۔ مولوی نصیر الدین بن مولوی نظام الدین نے
 اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد انکی حسب وصیت لکھنؤ میں قیام حضرت مولانا عبد الباری
 رحمۃ اللہ علیہ کے ملوکہ وغیرہ کردہ مکان یعنی مکان مولوی یعقوب بن مولوی علیہ مرحوم
 مسعود بہ مسجد والا گھر واقع شمال مسجد فرنگی محل میں اختیار کیا اور انگریزی میں کمال حاصل
 کیا نہایت قابل اور ہوشیار اور سمجھدار تھے بی سہ پاس کر کے ایم لے کا امتحان دیا تھا کہ

صاحبزادہ مولوی فخر الدین بن مولوی نظام الدین

مرض دق میں مبتلا ہو گئے بلا غم رقی کچھ جملہ میں انتقال کیا بعد باغ مولوی (نور الحسن) میں
دفن ہوئے انکا عقد شیخ مابعدی نیناموی کی لڑکی سے ہوا جسے ایک لڑکا خرد سال حبیل الدین
موجود ہے اور اپنی ماں کے ساتھ ہنگامین مقیم ہے۔

مولوی عبدالرحمن بن مولوی قدر علی کا نکاح اولاً مولوی عبدالباق بن مولوی نافع
بن بحر علوم کی دختر سے ہوا جو لا ولد انتقال کر گئیں۔ دوسرا عقد مولوی عبدالرحمن سے
شیخ علی بخش لکھنوی کی صاحبزادی بیٹے مولوی وحید اللہ اور مولوی نصیر اللہ سپران مولوی
حمید اللہ بن مولوی حنیف اللہ کی خالہ کے ساتھ کیا۔ یہ میان پوری و دھون شباب میں ایک
صاحبزادہ مولوی عبدالحنیف چھوڑ کر وفات پا گئے۔ مولوی عبدالحنیف نے کتبہ سیم پر حکم
قرعہ معاش کی اور مولوی ضیغ اللہ بن مولوی عظیم اللہ بنیرہ ملا صاحب اللہ کی دختر سے عقد ہوا شوہر
اور بیوی تقریباً ۱۵ دن کے آگے بھیجے انتقال کر گئے ان کا ایک لڑکا عبد البصیر تھا جو اب
مفقود و انجیر ہے۔ مولوی عبدالرحمن کا انتقال صفر ۱۲۸۶ھ میں ہوا۔

مولوی قدر علی کے دوسرے بھائی مولوی وزیر علی نے جوانی میں ایک صاحبزاد
مولوی نیاز احمد چھوڑ کر انتقال کیا۔ مولوی نیاز احمد نے بعد حفظ قرآن تحصیل علم اپنے چچا
مولوی قدر علی سے کیا اور ایک صاحبزادے مولوی نیاز احمد اور ایک صاحبزادی زوجہ
مولوی فقیر اللہ بن مولوی عبدالرب محمد مشائخ بنیرہ ملا رضا چھوڑ کر مرقد بقعہ روضہ
جمعہ شمسہ میں بمقام سہالی انتقال کیا اور پائین مرزا حضرت قطب شہید دفن ہوئے۔
مولوی نیاز احمد کی صاحبزادی کا حال مولوی فقیر اللہ کے بیان میں گزرا کہ لا ولد
نوت ہو گئیں۔ مولوی نیاز احمد رامپور میں مقیم تھے حفظ قرآن کیا تھا اسکے ملاوہ آگے
حالات معلوم ہوئے۔ باجگڑہ قدر علی اور انکی بھائی کی سہیلی لاد سہیل الدین بن مولوی نصیر الدین کی بیٹی مولوی
قد وقع الفراغ من تسويد هذه الاولاق بعد العصر يوم

الثلاثاء في الثامن والعشرين من شهر الله الحرام المحرم سنة سبع
واربعين بعد الالف وثلاثمائة من هجرة من لولاها ما خلقت الافلاك
انا الفقير الراجي عفوريه القوي محمد عنایت الله بن مولوی شرافت الله

کتاب سب فدا کی طبع میں دو سال صرف ہوئے اس درمیان میں جو اصلاحات پیش آئے وہ بھی لحاظ کیے جاتے ہیں بعض امور اصل کتاب میں بعض جوڑی میں لکھ دیئے گئے ہیں بقیہ امور حسب ذیل ہیں۔ اسی کے ساتھ جن امور کی غلطی مجھ کو بعد طبع کتاب معلوم ہوئی ان میں سے بعض اہم غلطیاں وہ گئی ہیں ان کو بھی کھتر تاج (۱۱) صفحہ ۴۸) مولا نا محمد احمد کی غفلت سے غلطی میں نہ ہوئی کہ ان کی غیر اصل۔

(۴۲) (صفحہ ۳۶) مولوی احمد حسین عتقونو میاں کا عزم شکستہ امین حیدر آباد میں انتقال ہو گیا۔

سے مستضعفین و پیرکاس کی بھی فطرت حاصل کرنی اب ایک ماہانہ رسالہ موسوم بہ قیام الدین جاری

کیا ہے کھنڈ میں مقیم ہیں۔

کی بھی ایک لڑکی حلتہ^{۱۱} میں پیدا ہوئی ہے۔

احمد حسین گوہر مری، اسامی کے ساتھ ہوا۔

کی چند ماہ بعد طلاق دینا چاہی کہ انہی خیر العمل۔

(۹) (صفحہ ۱۲۶) روح مولوی جمال الدین کی وفات ۹۳۰ھ میں ہوئی۔

۱۱۱) مولوی حسام الحق صاحب کی صاحبزادی زوجہ مولوی نصیر الحق صاحب سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ مولوی

پیدائشی وفات کے بعد دوسرا عقد موریہ صاحب کا شیخ ظہیر علی کی دختر سے ہوا جس سے دوسری اختر زادی

پیدا ہو گئیں۔ دونوں بیویاں حقیقی مومن زاد اور بچہ پوزاؤ نہیں تھیں۔

کے عقیدے ہیں وہ اصل باشندے خلیفہ مصلح اور امام مسیح ہیں پھر رسول اور بعد کو پیرو مصلح ابنتی میں مان کر

۴۔ چینا احمد علی بیگ و دستگیر احمد علی احمد کی حفاظت چارمی افواجی اساتذہ ہر طبقہ ہر گلی اور چوکہ میں اور

